اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

خبردار! اللہ کے دوستوں کو نہ دنیا میں خوف ہے اور نہ وہ آخرت میں غمگین ہوں گے

اقوال و افکار نقشبند

مشائخ نقشبندیہ کے اقوال و ارشادات اور

تعلیمات کا حسین گلدستہ

مصنف

ادیب شہیر محمد صادق قصوری

والضحیٰ پبلی کیشنز

داتا دربار مارکیٹ لاہور 0300-7259263

کتاب	اقوال وافکار نقش بند
موضوع	تعلیماتِ اولیائے نقش بند
مصنف	ادیب شہیر محمد صادق قصوری؛ بانی امیر ملت فاؤنڈیشن، قصور
نظر ثانی	محمد یٰسین قصوری نقش بندی
تحریک وتکمیل	محمد رضاء الحسن قادری؛ دارالاسلام، لاہور
بہ تعاون	مجاہد ملت فاؤنڈیشن، برج کلاں، قصور
ناشر	**والضحیٰ پبلی کیشنز، لاہور**
لیگل ایڈوائزر	محمد صدیق الحسنات ڈوگر؛ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ
تاریخ اشاعت	ربیع الثانی 1434ھ/ مارچ 2013ء
تعداد	500
قیمت	200 روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ فیضانِ مدینہ؛ مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد 0346-6021452، 0312-6561574

مکتبہ نوریہ رضویہ پبلی کیشنز؛ فیصل آباد، لاہور
مکتبہ بہارِ شریعت؛ دربار مارکیٹ، لاہور
مکتبہ غوثیہ ہول سیل؛ کراچی
اسلامک بک کارپوریشن؛ راول پنڈی
مکتبہ قادریہ؛ لاہور، گجرات، کراچی، گوجرانوالا
مکتبہ امام احمد رضا؛ لاہور، راول پنڈی
ہجویری بک شاپ؛ گنج بخش روڈ، لاہور
احمد بک کارپوریشن؛ راول پنڈی
مکتبہ درسِ نظامی؛ پاک پتن شریف

دار الاسلام؛ داتا دربار مارکیٹ، لاہور
انوار الاسلام؛ چشتیاں، بہاول نگر
رضا بک شاپ؛ گجرات
مکتبہ شمس وقمر؛ بھائی چوک، لاہور
مکتبہ اہل سنت؛ فیصل آباد، لاہور
نظامیہ کتاب گھر؛ اردو بازار، لاہور
ضیاء القرآن پبلی کیشنز؛ لاہور، کراچی
مکتبہ برکات المدینہ؛ کراچی
علامہ فضل حق پبلی کیشنز؛ لاہور

☆

غلامِ نقشبنداں بے کس ومضطر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

☆

فہرست مضامین

☆/☆/☆

☆

﴿انتساب﴾

ضیغمِ اسلام، شمشیرِ بے نیام، مجددِ سیاست، غازی تحریکِ ختم نبوت، بطلِ حریت مجاہدِ ملت حضرت مولانا محمد عبد الستار خان نیازی قُدس سرہُ العزیز کے نام-----------

ہمہ شہر پُر زِ خوباں مَنم و خیالِ ما ہے
چہ کُنم کہ چشمِ بد خو نکند بہ کس نِگا ہے

خاکپائے مُجاہد ملت
محمد صادق قصوری

☆

﴿دُعا﴾

☆

یا رَب بحقِ جمالِ نقشبند
بَرحالِ صادق زار ونحیف

یا رَب بحقِ کمالِ نقشبند
رحم کُن ودِہ وصالِ نقشبند

محمد صادق قصوری

☆

حافظؒ شیرازیؒ کا نذرانہء عقیدت

تُو تیائے چشم سازم خاکپائے نقشبندؒ
تاپیابم سِرِ حق ازلُطفِ سائے نقشبندؒ
رَور بدرگاہِ بہاء الدین نظر کُن زانکہ ہست
مہ فلک مانند ِ درباں درسرائے نقشبندؒ
مشکلاتِ ماہمہ ہرگز نیاید درعدد
المدد یاخواجہء مُشکلکشائے نقشبندؒ

حافظؒ شیرازیؒ

''سلسلہ نقشبندیہ مولانا جامیؒ کی نظر میں''

☆

(۱) نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند — کہ برند از رہِ پنہاں بحرم قافلہ را

حضرات نقشبندیہ بھی عجب قافلہ سالار ہیں — کہ یہ حضرات ایک پوشیدہ راستہ سے قافلہ کو حرم تک پہنچاتے ہیں۔

(۲) از دلِ سالکِ رہ جاذبہ صحبتِ شاں — می بَرد وسوسہ خلوت و فکرِ چلّہ را

اُن کی صحبت کا جذبہ، سالکِ راہ کے دل سے — خلوت کا وسوسہ اور چلّہ کی فکر کو دور کر دیتا ہے

(۳) قاصرے گر زند ایں طائفہ را طعنِ قصور — حاش للہ کہ برآرم بزباں ایں گلہ را

اگر کوئی کج فہم ان حضرات پر طعن کرے اور قصور کا الزام لگائے — تو خدا کی پناہ میں زبان پر اس شکایت کو نہ لاؤں

(۴) ہمہ شیرانِ جہاں بستہ ایں سلسلہ اند — رُوباہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را؟

تمام شیرانِ جہاں اُن کی اس زنجیر سے بندھے ہیں۔ — ناممکن ہے کہ لومڑی حیلے بہانے سے اس زنجیر کو توڑ دے۔

(مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ قدس سرہ السامی)

☆

﴿دریچہ سخن﴾

مشائخ عظام علیہم الرحمۃ والغفران کے قدسی گروہ نے ہر دور میں ملتِ اسلامیہ کی رہبری اور رہنمائی کا فریضہ انجام دیا ہے۔ پوری دنیا کے مسلمان اِن حضرات والا مراتب کے رہینِ منت ہیں جنہوں نے اپنے اپنے علاقوں میں اسلام کی قندیلیں روشن کیں اور اپنے خونِ جگر سے نہالِ اسلام کی آبیاری کا عظیم فریضہ سرانجام دیا۔

اِن مشائخ عظام اور صوفیائے کرام میں یوں تو ''سلاسلِ اربعہ'' کے بزرگ شامل ہیں مگر ''سلسلہ نقشبندیہ'' کے مردانِ حق نے کفر و ظلمت کے تاریک دور میں اپنے سوزِ باطنی سے ایمان وایقان کی غیر فانی شمعیں جلا کر تیرہ و تار دلوں میں نورِ عرفان کے جو فانوس روشن کئے ان کی مثال ناپید ہے۔ مولانا روم مستِ بادۂ قیوم علیہ الرحمۃ نے ایسے ہی لوگوں کیلئے کہا ہے۔

کارِ مرداں روشنی و گرمی است

یعنی مرد لوگ روشنی اور گرمی و حرارت کے سفیر اور مظہر ہوتے ہیں۔ انہی نفوسِ قدسیہ کے بارے میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے:۔

''اولیاء اللہ کے سینے اسرارِ الٰہی (جل جلالہٗ) کے مدفن ہیں''۔

یہی وہ نفوسِ مطمئنہ ہیں جن کو اپنا غم نہیں ہوتا بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) کے بندوں کا غم ہوتا ہے۔ یہ لوگ مومن، متقی اور اہلِ عشق و وفا بندے ہوتے ہیں۔ جن کے دم قدم سے اسلام میں بہاریں، معاشرے میں سکون اور زہد و تقویٰ میں استحکام ہوتا ہے۔ یہی وہ ہستیاں ہیں جن کی وجہ سے اس کائنات رنگ و بُو میں بہار ہے، جن کی ولولہ انگیز اداؤں سے کہکشائیں نور پاتی ہیں، جن کے انفاسِ طیبہ سے نبضِ ہستی تپش آمادہ ہے، جن کی عظمتوں کے غلغلے آسمانوں میں بپا ہیں، جن کی رفعتوں کے ترانے شرق و غرب میں گونج رہے ہیں، جن کی شوکت کے ڈنکے اکنافِ عالم میں بجتے ہیں، یہ کائناتِ ارضی کی رونق و شان ہیں، ان کے دم قدم سے عشاق کے قافلے جانبِ منزل رواں دواں ہیں۔

اُن میں سے ہر ایک بزرگ اپنی ذاتِ ستودہ صفات میں ایک انجمن، ایک ادارہ اور ایک انسٹی ٹیوٹ تھا۔ اُن کی خانقاہیں نہ صرف علوم ظاہری کی یونیورسٹیاں تھیں بلکہ تہذیب، اخلاق اور تزکیہ نفس کی تربیت گاہیں بھی تھیں۔ ہر قسم کے جرائم کے عادی، اخلاقی کوتاہیوں کے مرتکب اور ضمیر کے مجرم اِن گرامی قدر ہستیوں کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوتے تو صرف نگاہ فیض اثر سے ہی اُن کی کیفیت، حالت اور تقدیر بدل جاتی، دل بیدار ہو جاتے اور کایا پلٹ جاتی۔

دانائے رازوپیرِ مشرق حکیم الامت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے جبھی تو کہا ہے۔

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موجِ نفس ان کی
الٰہی! کیا چُھپا ہوتا ہے اہلِ دل کے سینوں میں
تمنا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں
نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

مشائخ طریقت کے سلسلۂ رُشد وہدایت میں اُن کے مکتوبات کو خاص اہمیت حاصل ہے کہ اُن سے بڑے احسن انداز سے رُوحانی تربیت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آفتابِ ہند امامِ ربانی حضرت مجدّدالف ثانی قدس سرہ النورانی کی کتاب مستطاب "مکتوباتِ امامِ ربانی" کے متعلق جمہور اولیائے کرام کا فیصلہ ہے کہ اگر کسی کو پیر نہ مل سکے تو وہ اس کتابِ مبارک کے مطالعہ کا شرف حاصل کرے، انشاء اللہ تعالیٰ اُسے پیر، مُرشد اور ہادی مل جائے گا اور جب تک مُرشد نہیں ملتا یہ کتاب مستطاب اس کی روحانی تربیت کا اہتمام وانصرام کرتی رہے گی۔

بالکل اسی طرح اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کے "ارشادات"، "ملفوظات" اور "فرمودات" بھی روحانی تربیت، پرورش اور ترقی کا کام دیتے ہیں۔ ان کے قول وفعل، ان کی مقدس زندگیوں کے نچوڑ اور مبارک مشاہدات پر مبنی ہوتے ہیں۔ جس طرح اَنبیائے کرام علیہم السلام بغیر اذنِ الٰہی (جل شانہٗ) کسی امر کا تذکرہ نہیں فرماتے بعینہٖ اولیائے عظام بھی کسی امر کا اظہار نہیں کرتے۔

پیشِ خدمت کتاب میں حضور پرنُور سیّدنا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر ضیغمِ اسلام، مجاہدِ ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی رحمۃ اللہ علیہ تک شجرہ، طریقت کے لحاظ سے "سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ فضل رحمانیہ نیازیہ" کے بزرگوں کے ملفوظات، طیبات اور اقوال زریں کا بحرِ بیکنار سمیٹا گیا ہے۔ یہ "ملفوظات"، "اقوال اور افکار" کیا ہیں؟ "علم وادب"، "دانش وحکمت"، "عشق ومحبت"، "توحید ومعرفت"، "کتاب وسُنّت" اور "پند ونصائح" کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے۔ جو اس کی تہہ میں غوطہ زن ہوگا وہ بفضلِ خدا (جل شانہٗ) "شریعت وطریقت"، "معرفت وحقیقت" کے نایاب موتیوں سے مالا مال ہوگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ باوضو ہوکر حضورِ قلب کے ساتھ ان کا مطالعہ کیا جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ــــــ منزلِ مراد ملے گی۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از طاعتِ صد سالہ بے ریا

اس کتاب کی تیاری میں میری والدہ ماجدہ حاجن غلام فاطمہ مدظلہا کی دُعائیں شاملِ حال رہیں۔ محبِ گرامی قدر جناب محترم ڈاکٹر خالد سعید صاحب شیخ سیال کوٹ، ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس صدر شعبہ عربی واسلامیات گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد، شیخ محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی لاہور، فدائے مجاہد ملت محمد ممتاز خان نیازی میانوالی، راجہ نور محمد نظامی آف بھوئی گاڑ ضلع اٹک، میرے اکلوتے بیٹے محمد خالد فاروق قصوری ودیگر حضرات کا تعاون حاصل رہا ہے۔ لیکن سچی بات تو یہ ہے کہ اگر مجھے:

(۱) حضرت اقدس پیر طریقت ابو حفص عمر آغا مجددی فاروقی دامت برکاتہم عالیہ سجادہ نشین خانقاہِ حضرت شاہ ابوالخیر علیہم، کوئٹہ۔
(۲) حضرت والا مرتبت خواجہ محمد مطلوب الرسول دامت برکاتہم عالیہ سجادہ نشین للّٰہ شریف ضلع جہلم۔
(۳) حضرت جمیل العلماء مولانا جمیل احمد نعیمی دامت برکاتہم عالیہ شیخ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ کراچی۔
(۴) حضرت مولانا ملک مشتاق احمد دامت برکاتہم عالیہ خطیب جامع مسجد عمر، احمد پارک، مونی روڈ، لاہور
(۵) حضرت مولانا محمد یٰسین قصوری دامت برکاتہم عالیہ گورنمنٹ ہائی سکول والٹن، لاہور کینٹ۔
(۶) برادر عزیز پروفیسر غازی علم الدین گورنمنٹ کالج میرپور (آزاد کشمیر)

کی سرپرستی، رہنمائی اور حوصلہ افزائی میسر نہ ہوتی تو شاید یہ کتاب ابھی تک پایۂ تکمیل تک نہ پہنچتی۔

اللہ کریم جل جلالہٗ وشانہٗ کی بارگاہِ عالیہ میں دُعا ہے کہ وہ اپنے حبیب لبیب حضور سیّد کائنات علیہ التحیۃ والثناء کے صدقے میرے ان سب بزرگوں، محسنوں اور کرم فرماؤں کو دین، دُنیا اور آخرت میں شادکام رکھے جن کی بدولت یہ کتاب منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو رہی ہے۔ آمین ثم آمین۔

خاکِ راہِ نقشبنداں — بُرج کلاں ضلع قصور ۵۵۰۵۱
محمد صادق قصوری — ۶۔ رجب۔ ۱۴۳۳ھ
0306-4469496 — ۲۸/ مئی ۲۰۱۲ء، پیروار

(۱)

باعثِ تخلیقِ کائنات فخرِ موجودات

سیّدنا و مولانا حضرت محمد مُصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مکہ معظمہ ۱، عام الفیل ——— ۱۱ھ مدینہ منورہ

۵۷۱ء ——— ۶۳۲ء

قطعہ تاریخ وصال

ظاہراً رُوپوش ہیں ہم سے مگر ۔۔۔ آج بھی زندہ ہیں ختم الانبیاء

کہئے صابرؔ اُن کی تاریخِ فراق ۔۔۔ "ہیں محمدؐ مصطفیٰ مہرِ خدا"

۶۳۲ء

(حضرت صابرؔ براریؒ، کراچی)

☆

حضور سیّدِ عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور اقدس سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ملفوظات وارشاداتِ قدسیہ کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ عالیہ اور فرمودات طیبہ نہ پائے جاتے ہوں۔

(۱) رسولِ خدا محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ قیامت کے دن خدا کے نزدیک بندوں میں کون سا بندہ زیادہ فضیلت والا اور زیادہ مرتبہ والا ہوگا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ مرد اور عورت جو ذکرِ خدا زیادہ کرتے ہیں۔ عرض کیا گیا، یا رسول اللہ ﷺ! کیا خدا کا ذکر کرنے والے راہِ خدا میں جہاد کرنے والے سے زیادہ فضیلت والے اور زیادہ بلند مرتبے والے ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غازی اگر اپنی تلوار سے کافروں اور مشرکوں کو قتل کرے یہاں تک کہ وہ ٹوٹ جائے اور وہ خون آلود ہو جائے، خدا کا ذکر کرنیوالا درجہ میں اُس سے بڑھ کر ہوگا۔ (امام احمد، ترمذی)

(۲) جب تم بہشت کی چراگاہوں میں گزرو تو چرو، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ بہشت کی چراگاہ ہیں کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ذکر کے حلقے" (ترمذی)

(۳) اللہ تعالیٰ کے ایسے فرشتے ہیں جو گلی کوچوں میں پھرتے ہوئے اہلِ ذکر کی تلاش میں رہتے ہیں اور جب وہ کسی جماعت کو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو یوں پکارتے ہیں۔ "اپنے مقصود کی طرف آؤ"۔

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ فرشتے اہل ذکر کو اپنے بازوؤں سے پہلے آسمان تک گھیر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن فرشتوں سے پوچھتا ہے (حالانکہ وہ اُن کا حال زیادہ جانتا ہے) کہ میرے بندے کیا کہتے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ تیرے بندے تجھے پاکی، بزرگی، ثنا اور عظمت سے یاد کرتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ نہیں۔ اللہ کی قسم! انہوں نے تجھے نہیں دیکھا۔ پھر خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو اُن کا حال کیسا ہوتا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ تجھے دیکھ لیتے تو وہ تیری عبادت میں اور تیری تعظیم کرنے میں سخت تر ہوتے اور تیری تسبیح زیادہ کرتے۔

پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ وہ کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ تجھ سے بہشت مانگتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ پوچھتا ہے کہ کیا انہوں نے بہشت دیکھا ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ نہیں۔ اللہ کی قسم! اے پروردگار! انہوں نے بہشت کو نہیں دیکھا۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ اگر وہ بہشت کو دیکھ لیتے تو ان کا حال کیسا ہوتا؟ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اگر وہ بہشت کو دیکھ لیتے تو اُن کا حال کیسا ہوتا؟ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اگر وہ بہشت کو دیکھ لیتے تو اس کی حرص اور اُس کی طلب میں سخت تر ہوتے اور اس کی رغبت زیادہ کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ دوزخ کی آگ سے۔ پھر حق تعالیٰ پوچھتا ہے کہ کیا انہوں نے دوزخ کی آگ کو دیکھا ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ نہیں۔ اللہ کی قسم، اے پروردگار انہوں نے نہیں دیکھا۔ پھر حق تعالیٰ پوچھتا ہے کہ اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ دوزخ کی آگ کو دیکھ لیتے تو اس سے بھاگتے اور ڈرنے میں سخت تر ہوتے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا“۔

اس پر ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے کہ ان میں سے فلاں شخص ذکر کرنیوالوں میں سے نہیں، وہ تو کسی کام کے لئے آیا تھا۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ وہ جماعت ہے کہ ان کا ہمنشیں بھی محروم نہیں رہتا۔ (امام بخاری)

(۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوں وہ جو میری نسبت رکھتا ہے اور میں اس کے ساتھ ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے۔ اگر وہ مجھے اپنے جی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے جی میں یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھے آدمیوں کی جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس جماعت سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

(۵) قیامت برپا نہ ہوگی یہاں تک کہ زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہیگا۔ (مسلم)

(۶) افضل ذکر ”لا الہ الا اللہ“ ہے اور افضل دعا ”الحمد للہ“ ہے (ترمذی و ابن ماجہ)

(۷) جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود بھیجتا ہے۔ (مسلم)

(۸) جب تو نمازِ مغرب سے لوٹے (یعنی سلام پھیرے) تو کسی سے کلام کرنے سے

پہلے سات بار کہہ لیا کر، اللھم اجرنی من النار۔ (خدایا! مجھے دوزخ کی آگ سے پناہ دے) کیونکہ اگر تو یہ کہے اور پھر اُسی رات مرجائے تو تیرے لئے دوزخ کی آگ سے رہائی لکھی جاتی ہے۔ اور جب تو نمازِ صبح ادا کرے تو ان ہی کلمات کو سات مرتبہ کہہ لیا کر، اگر تو اسی دن مرجائے تو تیرے لئے دوزخ کی آگ سے رہائی لکھی جاتی ہے۔ (ابوداؤد)

(۹) دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر آسان اور میزانِ اعمال میں بھاری اور خدا کے نزدیک محبوب ہیں یعنی ”سبحان اللّٰہ وبحمدہٖ سبحان اللّٰہ العظیم“۔ (بخاری و مسلم)

(۱۰) یہ کہنا ”سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر“ میرے نزدیک محبوب تر ہے ہر چیز سے جن پر سورج طلوع ہوا ہے۔ (امام مسلم)

(۱۱) کسی نے کبھی اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کوئی طعام نہیں کھایا۔ حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھایا کرتے تھے۔ (امام بخاری)

(۱۲) جو شخص صبح کیوقت یوں کہے:۔ ”الھم ما اصبح بی من نعمة او باحد من خلقک فمنک وحدک فلک الحمد ولک الشکر“ ترجمہ۔ یا اللہ! صبح کو میرے پاس یا تیری خلق میں سے کسی کے پاس جو نعمت ہے وہ تجھ تنہا کی طرف سے ہے۔ پس تیرے لئے حمد ہے اور تیرے لئے شکر ہے) اور جو شخص اسی طرح شام کیوقت کہے ”الھم ما امسی بی من نعمة الخ“ اس نے رات کا شکر ادا کردیا۔ (ابوداؤد)

(۱۳) جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر لیٹنے لگے تو اسے چاہیے کہ اپنے بستر کو اپنے تہبند کے اندرونی حاشیہ کے ساتھ جھاڑے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے بعد کونسی چیز بستر پر پڑی ہے۔ پھر یہ دعا پڑھے۔

”باسمک ربی وضعت جنبی وبک ارفعه ان امسکت نفسی فالرحمھا وان ارسلتھا فاحفظھا بما تحفظ به عبادک الصالحین“

ترجمہ:۔ اے میرے پروردگار! میں نے تیرے نام سے اپنا پہلو (بستر پر) رکھا ہے اور تیرے نام سے اسے اٹھاؤں گا۔ اگر تو میری روح کو قبض کرلے تو اس پر رحم کرنا اور اگر تو اس کو چھوڑ دے تو اسے نگاہ میں رکھنا جیسا کہ تو اپنے نیک بندوں کو نگاہ میں رکھتا ہے) اور ایک روایت میں ہے کہ بستر کو جھاڑ کر اپنے دائیں پہلو کے بل لیٹ جائے بعد ازاں یہ دعا آخر تک پڑھے۔ (بخاری و مسلم)

(۱۴) جو شخص اپنے بستر پر لیٹتے وقت تین بار کہے۔ استغفر اللّٰہ الذی لا الہ الا

ھو الحی القیوم و اتوب الیہ ۔خدا تعالیٰ اس کے گناہ بخش دیتا ہے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کی مانند ہوں یا صحرا کی ریت کے ذروں کے برابر یا درختوں کے پتوں کے برابر یا دنیا کے دنوں کے برابر (ترمذی)

(۱۵) حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو معلوم ہوا کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مالِ غنیمت میں غلام اور لونڈیاں آئے ہیں ۔وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئیں تا کہ چکی پینے کی مشقت سے اپنے ہاتھوں کی تکلیف کا ذکر کر کے ایک لونڈی طلب کریں۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت گھر پر جلوہ افروز نہ تھے ۔چنانچہ اُنہوں نے اپنا حال اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا۔حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ کا قول ہے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف فرما ہوئے ۔اُس وقت ہم اپنے بستروں پر لیٹ چکے تھے ۔ہم اٹھنے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہو۔حضور سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میرے اور فاطمہؓ کے درمیان بیٹھ گئے یہاں تک میں نے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک کی ٹھنڈک اپنے پیٹ پر محسوس کی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" کیا تم کو اس سے بہتر نہ دوں جس کا تم نے سوال کیا ہے، جب تم اپنے بستر پر لیٹو تو ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد اللہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو، یہ تمہارے واسطے لونڈی سے بہتر ہے۔(بخاری و مسلم)

(۱۶) اللھم انت ربی لا الہ الا انت خلقتنی و انا عبدک و انا علی عھدک و وعدک ما استطعت اعوذ بک من شھر ما صنعت ابوء لک بنعمتک علی و ابوء بذنبی فاغفرلی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ افضل استغفار مندرجہ بالا دعا ہے۔جو شخص ان کلمات کو دن کے کسی حصہ میں پڑھے اور ان پر یقین کامل رکھے تو اگر وہ اسی شام سے پہلے مرجائے تو وہ اہل بہشت میں سے ہوگا۔اگر رات کے کسی حصہ میں پڑھے اور مکمل یقین و اعتقاد رکھتا ہو اور وہ صبح سے پہلے مرجائے تو وہ اہل بہشت میں سے ہے (امام بخاری)

(۱۷) جب رات کا آخر تہائی حصہ باقی ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ پہلے آسمان کی طرف اترتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ ہے کوئی جو مجھے پکارے تا کہ میں اسکی دعا قبول کروں، ہے کوئی جو مجھ سے سوال کرے تا کہ میں اسے عطا کروں اور ہے کوئی جو مجھ سے بخشش طلب کرے تا کہ میں اسے بخش دوں"۔(بخاری و مسلم)

(۱۸) خوشی ہو اس شخص کو جس نے اپنے نامہ اعمال میں کثرت سے استغفار پائی۔
(ابن ماجہ و نسائی)

(۱۹) جس شخص نے کھانا کھانے کے بعد یوں کہا:۔

الحمد للہ الذی اطعمنی ھذا الطعام ورزقنیہ من غیر حول منی ولا قوۃ۔

ترجمہ:(سب تعریف اللہ کیلئے ہے جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور بغیر کسی حیلہ وقوت کے یہ کھانا مجھے دیا)۔اس کے پچھلے اور اگلے صغیرہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور جس نے کپڑا پہن کر کہا: "الحمد للہ الذی کسانی ھذا التوب ورزقنیہ من غیر حول منی ولا قوۃ" اس کے اگلے پچھلے صغیرہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

(۲۰) جو شخص ہر روز سو بار پڑھے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر ۔اس کو دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا اور اس کے لئے سو نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں ۔اور سو برائیاں مٹا دی جاتی ہیں، اور اس شام تک اسے شیطان سے پناہ مل جاتی ہے۔اس سے بڑھ کر کسی شخص کا افضل عمل نہیں ہے مگر جو اس سے بھی زیادہ عمل کرے، (بخاری)

(۲۱) آدمی زاد کو ان چیزوں کے سوا کسی چیز میں حق نہیں (یعنی قیامت کے دن ان چیزوں کا حساب نہ ہوگا۔) (۱) مکان رہنے کیلئے (۲) کپڑا ستر عورت کیلئے (۳) روٹی کا ٹکڑا اور (۴) پانی (ترمذی)

(۲۲) ہر آدمی کو قیامت کے دن بارگاہ خداوندی میں کھڑا رکھا جائیگا یہاں تک کہ اس سے پانچ چیزوں کا سوال نہ پوچھ لیا جائے ۔(۱) اس کی عمر کی بابت کہ کس کام میں بسر ہوئی۔ (۲) اس کی جوانی کی بابت کہ کس کام میں بوسیدہ کی۔(۳) اس کے مال کی بابت کہ کہاں سے کمایا اور (۴) کس چیز پر خرچ کیا۔اور (۵) اپنے علم پر کیا عمل کیا۔(ترمذی)

(۲۳) تو دنیا میں اس طرح زندگی گزار کہ گویا مسافر ہے یا راہ گیر۔(بخاری)

(۲۴) خدا نے اس مرد کا عذر زائل کر دیا جس کی عمر لمبی کر دی یہاں تک کہ اسے ساٹھ سال تک پہنچا دیا۔(بخاری)

(۲۵) ایک شخص نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس مرد کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں جس نے ایک گروہ کو دوست رکھا اور وہ ان سے ملا نہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،" ہر انسان قیامت کے

دن اُس کے ساتھ اٹھے گا جس کو اس نے دوست رکھا ہے"۔ (بخاری و مسلم)

(۲۶) اگر دنیا اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے بازو کے برابر وقعت رکھتی تو وہ کسی کافر کو اُس کا ایک گھونٹ نہ پلاتا۔ (احمد و ترمذی و ابن ماجہ)

(۲۷) حلال اور حرام دونوں ظاہر ہیں۔ ان دونوں کے درمیان مشتبہ چیزیں ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ جس شخص نے مشتبہات سے پرہیز کیا، اس نے اپنا دین اور اپنی آبرو بچالی اور جو شخص شبہات میں پڑ گیا وہ حرام میں پڑ گیا اس چرواہے کی طرح جو اپنے جانور چراگاہ کے ارد گرد چراتا ہے، نزدیک ہے کہ وہ چراگاہ کے اندر چرائے۔ آگاہ رہو کہ ہر ایک بادشاہ کی ایک چراگاہ ہے۔ اور آگاہ رہو کہ اللہ تعالیٰ کی چراگاہ اس کے محارم میں ہے۔ آگاہ رہو کہ جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو جاتا ہے تو تمام جسم درست ہو جاتا ہے جب وہ بگڑ جاتا ہے تو تمام جسم بگڑ جاتا ہے۔ آگاہ رہو کہ وہ گوشت کا ٹکڑا دل ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۲۸) مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے دیئے ہوئے نور سے دیکھتا ہے۔ (ترمذی)

(۲۹) جب انسان مر جاتا ہے تو اس سے اس کے عمل کا فائدہ منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزوں کا فائدہ منقطع نہیں ہوتا۔ (۱) صدقہ جاریہ، (۲) علم، جس سے فائدہ اٹھا جائے اور (۳) نیک فرزند جو اس کے لئے دعا کرے۔ (مسلم)

(۳۰) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جو شخص نیک عمل کرتا ہے، اس کیلئے دس گنا ثواب ہے اور میں اس سے زیادہ بھی دیتا ہوں اور جو شخص بدی کرتا ہے اس کا بدلہ ویسی ہی بدی ہے یا میں معاف کر دیتا ہوں اور جو شخص مجھ سے ایک بالشت بھر نزدیکی ڈھونڈتا ہے میں اس سے ایک ہاتھ بھر نزدیکی ڈھونڈتا ہوں اور جو شخص مجھ سے ایک ہاتھ بھر نزدیکی ڈھونڈتا ہے میں اس سے دو ہاتھ بھر نزدیکی ڈھونڈتا ہوں اور جو شخص میرے پاس چل کر آتا ہے میں اس کے پاس دوڑ کر جاتا ہوں اور جو شخص بمقدار زمین گناہ لیکر مجھ سے ملتا ہے میں اس کی مثل مغفرت کیساتھ اس سے ملتا ہوں۔ (مسلم)

(۳۱) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی رکھتا ہے، میں اسے لڑائی کی خبر دیتا ہوں (یعنی وہ شخص مجھے لڑائی کا چیلنج دیتا ہے) اور میرے جس بندے نے میرے نزدیک ہونے کیلئے فرائض سے زیادہ کسی اور چیز کو محبوب نہیں رکھا اور نوافل کی ادائیگی کیساتھ میری نزدیکی کو تلاش کیا ہے، میں اس کو دوست رکھتا ہوں اور جب میں اس کو دوست رکھتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ

دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ کسی چیز کو پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اسے عطا (سوال پورا) کر دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو میں اس کو پناہ دیتا ہوں اور میں جس چیز یا کام جس کو میں کرنیوالا ہوں ایسا تردد و توقف نہیں کرتا جیسا کہ مومن کی جان قبض کرنے میں توقف کرتا ہوں جو موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اسے غمناک کرنے کو ناپسند کرتا ہوں (بخاری)

(۳۲) جو شخص کسی کو مصیبت میں گرفتار دیکھے اور کہے **الحمد للہ الذی عافانی مما ابتلاک بہ وفضلنی علی کثیر ممن خلق تفضیلا**۔ وہ مصیبت اس کو نہ پہنچے گی خواہ وہ کوئی مصیبت ہو۔ (ترمذی)

(۳۳) کلمہ **لاحول و لا قوۃ الا باللہ**، ننانوے بیماریوں کی دوا ہے جن میں سب سے آسان غم ہے۔ (بیہقی در دعوت کبیر)

(۳۴) میں نے بہشت کو غور سے دیکھا تو اس کے اہل میں سے بیشتر فقیروں کو دیکھا اور دوزخ کی آگ کو غور سے دیکھا تو اس کے اہل میں سے اکثر عورتیں دیکھیں۔ (بخاری و مسلم)

(۳۵) تم میری رضا ان ضعیفوں اور فقیروں کی رضا میں ڈھونڈو جو تم میں ہیں، کیونکہ تم کو صرف ان ضعیفوں کی برکت سے رزق یا مدد ملتی ہے (ابوداؤد)

(۳۶) فقراء، تونگروں (امیروں) سے پانچ سو سال پہلے بہشت میں داخل ہوں گے (ترمذی)

(۳۷) جس دن اللہ تعالیٰ کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا سات شخص ایسے ہیں جن کو اللہ اپنے سایہ میں رکھے گا۔ (۱) امام عادل (۲) وہ جوان جس نے اپنے پروردگار کی عبادت میں نشوونما پائی۔ (۳) وہ مرد جس کا دل مسجدوں سے معلق ہے (یعنی جس کا دل مسجد میں ہی لگتا ہے) (۴) وہ دو مرد جن کی آپس میں محبت صرف اللہ کیواسطے ہے۔ وہ تمام زندگی اسی پر اکٹھے رہے اور اسی پر ہی جدا (فوت) ہوئے۔ (۵) وہ مرد جسے ایک خاندانی اور خوبصورت عورت نے دعوت گناہ دی مگر اس نے کہا کہ میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔ (۶) وہ مرد جس نے چھپا کر صدقہ دیا یہاں تک کہ اس کا بایاں ہاتھ نہیں جانتا کہ دایاں ہاتھ کیا خرچ کر رہا ہے۔ (۷) وہ مرد جو تنہائی میں اللہ کا ذکر کرے تو اس کی آنکھوں سے آنسو زار زار ٹپکنے لگیں۔ (بخاری)

(۳۸) اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام کو ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے فلاں بندے کو دوست رکھا ہے تو بھی اس کو دوست رکھ۔ پس جبرائیل علیہ السلام

اس کو دوست رکھتے ہیں۔ پھر جبرائیل علیہ السلام آسمان میں پکارتے ہیں کہ اللہ نے فلاں بندے کو دوست رکھا ہے تم بھی اس کو دوست رکھو۔ پس آسمان والے اس کو دوست رکھتے ہیں اور زمین والوں میں بھی اس کی قبولیت پیدا ہو جاتی ہے۔ (بخاری)

(۳۹) ایک غلام مکاتب (وہ غلام جس سے کچھ معاوضہ لے کر آزاد کیا جائے) حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا۔ کہنے لگا کہ میں اپنے زرِ کتابت سے عاجز ہوں آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں وہ کلمات نہ سکھاؤں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکھائے۔ اگر تجھ پر پہاڑ جتنا بھی قرض ہو، اللہ تعالیٰ اُسے تجھ سے ادا کردیگا۔ تو یہ پڑھا کر، اللھم اکفنی بحلالک عن حرامک و اغنی بفضلک عمن سواک ۔ (ترمذی)

(۴۰) پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو۔ (۱) زندگی کو موت سے پہلے۔ (۲) تندرستی کو بیماری سے پہلے۔ (۳) فراغتِ وقت کو مشاغلِ دنیا میں مبتلا ہونے سے پہلے۔ (۴) جوانی کو بڑھاپے سے پہلے اور (۵) تونگری (امیری) کو فقر (غربت) سے پہلے (حاکم و بیہقی)

(۴۱) وقت آئے گا کہ دُنیا دار، عقل مند، ہوشیار، خوبصورت اور چالاک کہلائے گا حالانکہ اُس کے اندر رائی برابر ایمان نہ ہوگا۔

(۴۲) لوگ دوزخ کے دروازوں پر کھڑے ہو کر لوگوں کو بلائیں گے، اعلانیہ گمراہی پھیلائیں گے، (پس) فتنوں سے الگ ہو کر گوشہ نشین ہو جانا۔

(۴۳) جنگلوں میں چلے جانا اور دین کو بچالینا۔

(۴۴) خبردار! فتنے تمہارے گھروں میں مینہ کی طرح برسیں گے۔

(۴۵) زمانہ آخرت کے قریبی دور میں علم اُٹھ جائے گا، قتل عام ہوگا۔

(۴۶) فتنے میں عبادت گزار ہجرت کا ثواب پائیں گے۔

(۴۷) فتنہ انگیزی میں صبر بہترین طرزِ عمل ہوگا۔

(۴۸) میں اپنی اُمت کے لئے جن لوگوں سے ڈرتا ہوں وہ گمراہ کرنے والے آئمہ (امام) ہوں گے۔

(۴۹) فتنوں سے بچنے کے لئے کسی درخت کی جڑ میں بیٹھ جانا، وہیں مر جانا بہتر ہوگا۔

(۵۰) خبردار! سلطنتوں اور حکومتوں کی بنیاد فساد اور کدورتوں پر ہوگی۔

(۵۱) بھوک پر صبر کرنا، حرام اور مشتبہ مال سے خود کو بچانا، پرہیزگاری اختیار کرنا۔

(۵۲) خود کو سنبھالے رکھنا، عوام سے دُور رہنا، گوشہ نشینی اختیار کرنا۔

(۵۳) زبان درازی اور عیب جوئی کا فتنہ بدترین ہوگا۔

(۵۴) نااہلوں سے بیعت، اسراف، عیش و عشرت اور نفاق کے فتنوں میں پرہیزگاری اختیار کرنا۔

(۵۵) فتنے میں ہاتھ روکے رکھنے والا کامیاب ہوگا۔

(۵۶) جو چیز اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرو۔

(۵۷) تم کسی مریض کی عیادت کے لئے جاؤ تو اُس سے اپنے لئے دُعا کراؤ۔

(۵۸) جو رحم نہیں کرتا اُس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔

(۵۹) طاقت ور وہ نہیں جو دوسرے کو پچھاڑ دے، طاقت ور وہ ہے جو غصے میں اپنے پر قابو رکھے۔

(۶۰) چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

(۶۱) اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) کا ذکر کثرت سے کرو، عجب نہیں کہ تم فلاح پا جاؤ۔

(۶۲) بہترین انسان وہ ہے جس سے دوسروں کو فائدہ پہنچے۔

(۶۳) جس شخص کو یہ منظور ہو کہ وہ اپنا اعمالنامہ پڑھ کر خوش ہو تو وہ اپنے گناہوں سے توبہ استغفار کرے۔

(۶۴) ایک ساعتِ انصاف ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

(۶۵) انسان کی سمجھداری یہ ہے کہ وہ کفایت شعار ہے۔

(۶۶) امانت دار تاجر قیامت کے روز نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔

(۶۷) ایمان اور بخل ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔

(۶۸) تم میں سے ہر ایک کو ساری حاجتیں اپنے رب کریم (جل شانہٗ) سے مانگنی چاہئیں۔

(۶۹) اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کھانا کسی شخص نے کبھی نہیں کھایا۔

(۷۰) اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) فساد کو پسند نہیں فرماتا، اس لئے زمین پر فساد نہ کرو۔

(۷۱) بہترین عقل مندی ایمان کے بعد لوگوں سے محبت ہے۔

(۷۲) جو اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) کے واسطے جھکتا ہے اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) اُس کو بلند کرتا ہے۔

(۷۳) جہالت افلاس کی بدترین قسم ہے۔

(۷۴) جس نے طلبِ علم میں وفات پائی، وہ شہید مرا۔

(۷۵) حیا ایمان کی نشانی ہے۔ ☆

(۲)

حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مکہ معظمہ ۳، عام الفیل — ۱۳ھ مدینہ منورہ

۵۷۳ء — ۶۳۴ء

قطعۂ تاریخِ وصال

یارِ غارِ حبیبِ ربِّ علےٰ صاحبِ عزوشان ہیں صدیقؓ

بعد سرکارِ دو جہاں صابرؔ "رہنمائے جہان ہیں صدیقؓ"

۶۳۴ء

(حضرت صابرؔ براریؒ، کراچی)

☆

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱) جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ نے خطبہ دیا، جس میں خدا کی حمد وثنا کے بعد فرمایا:۔

"اے لوگو! میں تمہارا حاکم بنایا گیا ہوں حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں نیک کام کروں تو تم لوگ میری مدد کرو۔ اگر میں غلط کام کروں تو مجھے سیدھا کردو، صدق امانت ہے اور کذب خیانت ہے۔ تم میں جو ضعیف ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے۔ میں اسے اس کا حق دلوا کر چھوڑوں گا۔ انشاء اللہ۔ اور تم میں جو قوی ہے وہ میرے نزدیک ضعیف ہے۔ میں اس سے حق لیکر چھوڑوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ جو قوم جہاد فی سبیل اللہ چھوڑ دیتی ہے خدا اس پر ذلت ورسوائی نازل کرتا ہے اور جس قوم میں کوئی برائی شائع ہو جاتی ہے خدا اس قوم پر مصائب وآلام بھیجتا ہے۔ تم میری اطاعت کرو جب تک کہ میں خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کروں۔ پس جب میں خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کروں تو میری اطاعت تم پر واجب نہیں" (سیرت ابن ہشام)

(۲) یوسف بن محمد کا بیان ہے کہ مجھے خبر پہنچی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرض موت میں وصیت کی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ لکھیئے:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ وہ ہے جس کی وصیت ابوقحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے دنیا سے جاتے اور آخرت میں داخل ہوتے ہوئے ایسے وقت میں کی جبکہ کاذب سچ بولتا ہے اور خائن امانت ادا کرتا ہے اور کافر ایمان لاتا ہے (مضمون وصیت یہ) کہ میں نے اپنے بعد عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو خلیفہ بنایا ہے۔ اگر وہ عدل کرے تو یہ میرا اسکی نسبت گمان اور توقع ہے اور اگر وہ جور وستم کرے تو میں غیب دان نہیں۔ اور ہر شخص کیلئے سزا ہے اس گناہ کی جو اس نے کیا۔" اور ظلم کرنیوالے عنقریب معلوم کریں گے کہ وہ کس کروٹ الٹتے ہیں"۔ (شعراء آخر آیت)

(۳) آپؓ نے ایک پرندے کو درخت پر بیٹھے ہوئے دیکھ کر فرمایا:۔

"اے پرندے! خوش رہو۔ اللہ کی قسم! کاش میں تیری مانند ہوتا کہ تو درخت پر بیٹھتا ہے، پھل کھاتا ہے، پھر اڑ جاتا ہے اور تجھ پر کوئی حساب وعذاب نہیں۔ خدا کی قسم! کاش میں بجائے انسان ہونے کے، راستے کی ایک طرف کا درخت ہوتا اور کوئی اونٹ میرے پاس سے

گزرتا، مجھے پکڑ کر اپنے منہ میں ٹھونس لیتا، پھر چبا کر نگل جاتا اور پھر بعد ازاں مینگنوں کی شکل میں نکال دیتا۔

(۴) جب لوگ آپ کی مدح وستائش کرتے تو آپ یوں فرماتے:۔

"خدایا! تو میرا حال میری نسبت بہتر جانتا ہے اور میں اپنا حال ان کی نسبت بہتر جانتا ہوں۔ خدایا! تو مجھے بہتر بنادے اس سے جو وہ گمان کرتے ہیں اور میرے وہ گناہ بخش دے جو اُن کو معلوم نہیں اور جو وہ کہتے ہیں اس پر مجھے گرفت نہ کر"۔

(۵) اگر آپ مشکوک کھانا کھالیتے اور پھر جب اس کا علم ہوجاتا تو اسے قے کرکے اپنے پیٹ سے نکال دیتے اور یوں دعا کرتے۔ "خدایا! جو کچھ رگوں نے پی لیا اور انتڑیوں کے ساتھ مل گیا تو اس پر مجھے مواخذہ نہ کرنا"۔

(۶) فرماتے کہ جب کسی کو زینت دنیا پر ناز وغرور آجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو دشمن رکھتا ہے یہاں تک کہ وہ اس زینت کو چھوڑ دے۔

(۷) فرماتے۔ اے گروہ آدمیاں! خدا سے حیا کرو۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب میں قضائے حاجت کیلئے جنگل میں جاتا ہوں تو خدا سے حیا کے مارے اپنا سر ڈھانپ لیتا ہوں۔

(۸) امام نسائیؒ نے اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (غلام حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی زبان کو ہاتھ سے پکڑے ہوئے فرمارہے ہیں کہ اسی نے مجھے ہلاکت کی جگہوں میں ڈال دیا ہے۔ (مشکوٰۃ بحوالہ امام مالک، باب حفظ اللسان)

(۹) آپ کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ہمسایہ سے جھگڑ رہے تھے۔ آپ ان کے پاس سے گزرے تو فرمایا! اپنے ہمسایہ سے نہ جھگڑو کیونکہ نیکی رہ جائیگی اور لوگ چلے جائیں گے۔

(۱۰) جب آپکی اونٹنی کی مہار گر پڑتی تو اسے بٹھا کر خود اٹھا لیتے۔ حاضرین عرض کرتے کہ آپ نے ہمیں کیوں نہ حکم دیدیا۔ آپ جواب دیتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا ہے کہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کرنا۔

(۱۱) جب آپ کسی شخص کو صبر کی نصیحت کرتے تو فرماتے کہ "صبر کے ساتھ کوئی مصیبت نہیں اور بے صبری سے کوئی فائدہ نہیں۔ موت اپنے مابعد سے آسان اور ماقبل سے سخت ہے"۔

(۱۲) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرتدین کی طرف جہاد کرنے کیلئے بھیجا تو فرمایا کہ موت کا حریص بن، تجھے حیات عطا ہوگی۔

(۱۳) جب آپ کو خبر لگی کہ اہل فارس نے پرویز شہنشاہ کی لڑکی کو اپنا حکمران بنالیا ہے تو فرمایا کہ وہ لوگ ذلیل ہوگئے جنہوں نے اپنی حکومت ایک عورت کے ہاتھ میں دے دی۔

(۱۴) تجھ پر خدا کی طرف سے جاسوس مقرر ہیں جو تجھے دیکھتے ہیں۔

(۱۵) لوگوں میں خدا کا سب سے بڑا فرمانبردار بندہ وہ ہے جو گناہ کا سب سے زیادہ دشمن ہو۔

(۱۶) قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میرے نزدیک اپنے خویش واقرباء کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خویش واقرباء سے محبت وسلوک پسندیدہ تر ہے۔

(۱۷) اس قول میں کوئی خوبی نہیں ہے جس سے رضائے خدا مراد نہ ہو اور اس مال میں کوئی خوبی نہیں جو راہِ خدا میں خرچ نہ کیا جائے اور اس شخص میں کوئی خوبی نہیں جس کی جہالت اس کے علم پر غالب ہو اور اس شخص میں کوئی خوبی نہیں جو ملامت کرنے والے کی ملامت سے ڈرتا ہو۔

(۱۸) ابوصالح کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں یمن کے لوگ آئے اور انہوں نے قرآن شریف سنا تو زاروقطار رونے لگے۔ یہ دیکھ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم بھی اسی طرح رویا کرتے تھے۔ پھر ہمارے دل سخت ہوگئے۔ حافظ ابونعیم اصفہانی نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ان کے دل اللہ تعالیٰ کی معرفت سے قوی اور مطمئن ہوگئے۔

(۱۹) ادراک (عقل، فہم) حاصل کرنے سے عاجز آنا ادراک ہے۔

(۲۰) اللہ تعالیٰ تیرے باطن کا حال دیکھ رہا ہے جیسا کہ ظاہر کا حال دیکھ رہا ہے۔

(۲۱) اللہ رحم کرے اس مرد پر جس نے اپنی جان سے اپنے بھائی کی مدد کی۔

(۲۲) تو اپنے آپ کو جاہلیت سے دور رکھ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے غیبت جاہلیت اور اہل غیبت کو دشمن رکھا ہے۔

(۲۳) جب تجھ سے کوئی نیکی فوت ہوجائے تو اس کا تدارک کر اور اگر کوئی بدی تجھے آگھیرے تو اس سے بچ۔

(۲۴) ہم ایک حرام میں پڑنے کے خوف سے ستر حلال کو چھوڑ دیا کرتے تھے۔

(۲۵) جو شخص بغیر توشہ کے قبر میں جائے اس نے گویا بغیر کشتی کے سمندر میں سفر کیا۔

(۲۶) آیہ ظھر الفساد فی البر والبحر۔ (ظاہر ہوگیا فساد جنگل اور سمندر

میں (روم۔ ع۵) کی تاویل میں آپ کا قول ہے کہ جنگل سے مراد زبان اور سمندر سے مراد قلب ہے۔ جب زبان خراب ہو جاتی ہے تو انسان اس پر روتے ہیں۔ جب دل خراب ہو جاتا ہے تو اس پر فرشتے روتے ہیں۔

(۲۷) شہوت کے سبب سے بادشاہ، غلام بن جاتے ہیں اور صبر سے غلام، بادشاہ بن جاتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ السلام اور زلیخا کے قصے پر غور کرو۔

(۲۸) جس شخص نے گناہوں کو ترک کیا، اس کا دل نرم ہو گیا اور جس نے حرام کو ترک کیا اس کا فکر و اندیشہ صاف ہو گیا۔

(۲۹) سب سے کامل عقل اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا اتباع اور اس کے غضب سے بچنا ہے۔

(۳۰) عاقل کیلئے کوئی مسافرت نہیں اور جاہل کیلئے کوئی وطن نہیں۔

(۳۱) تین چیزیں جس شخص میں ہوں گی اسے نقصان دیں گی۔ (۱) نافرمانی، (۲) عہد شکنی (۳) مکر۔

(۳۲) تین چیزیں تین چیزوں سے حاصل نہیں ہوتیں۔ (۱) دولت مندی، آرزوؤں سے۔ (۲) جوانی، خضاب سے اور (۳) صحت، دواؤں سے۔

(۳۳) جس شخص میں یہ چار خصلتیں ہوں وہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں میں سے ہے۔ (۱) توبہ کرنیوالے سے خوش ہو (۲) گنہگار کیلئے مغفرت طلب کرے (۳) مصیبت زدہ کیلئے دعا کرے، اور (۴) احسان کرنیوالے کی مدد کرے۔

(۳۴) چار چیزیں چار چیزوں سے تمام و کامل ہو جاتی ہیں۔ (۱) نماز، سجدہ سہو سے (۲) روزہ، صدقہ فطر سے (۳) حج، فدیہ سے اور (۴) ایمان، حیا سے۔

(۳۵) تاریکیاں پانچ ہیں۔ اور ان کے چراغ بھی پانچ ہیں۔ (۱) حب دنیا، تاریکی ہے اور اس کا چراغ تقویٰ ہے۔ (۲) قبر، تاریکی ہے اور اس کا چراغ لا الہ الا اللہ ہے۔ (۳) آخرت، تاریکی ہے اور اس کا چراغ نیک عمل ہے (۴) پل صراط، تاریکی ہے اور اس کا چراغ یقین ہے اور (۵) گناہ تاریکی ہے اور اس کا چراغ توبہ ہے۔

(۳۶) ابلیس تیرے آگے کھڑا ہے اور نفس تیرے دائیں طرف اور خواہشِ نفسانی بائیں طرف اور دنیا تیرے پیچھے اور اعضاء تیرے گرد اور اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ تیرے اوپر ہے۔ ابلیس تو تجھے ترک دین کی طرف بلا رہا ہے اور نفس معصیت کی طرف اور خواہشِ نفسانی شہوتوں کی طرف اور دنیا، آخرت کو چھوڑ کر اسے اختیار کرنیکی طرف اور اعضاء گناہوں کی طرف اور اللہ تعالیٰ جل

جلالہٗ جنت و مغفرت کی طرف بلا رہا ہے۔ پس جس نے ابلیس کی سُنی اس کا دین جاتا رہا۔ جس نے نفس کی سُنی اس کی روح جاتی رہی۔ جس نے ہوائے نفس کی سُنی تو اس کی عقل جاتی رہی۔ جس نے دنیا کی سُنی اس سے آخرت جاتی رہی۔ جس نے اعضاء کی سنی اس سے بہشت جاتا رہا۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی سنی اس سے تمام برائی جاتی رہی اور اس نے تمام نیکی کو حاصل کر لیا۔

(۳۷) بخیل کا مال سات حالتوں میں سے ایک سے خالی نہیں ہوتا۔ (۱) وہ مر جائے گا تو اس کا وارث ایسا شخص ہوگا جو اس کے مال کو فضول خرچی سے اڑا دے گا اور طاعتِ خدا کے سوا کسی اور کام میں خرچ کرے گا۔ (۲) یا اللہ تعالیٰ اس پر کسی جابر شخص کو مسلط کر دیگا جو اس کا مال بلا اختیار اس سے چھین لے گا۔ (۳) یا کوئی شہوت نفسانی اس میں پیدا ہو جائے گی جس سے وہ اپنا مال ضائع کر دیگا۔ (۴) یا اسے گھر یا عمارت (جس کا انجام خرابی ہے) کے بنانے کا خیال آجائے گا اور اس کا مال صرف ہو جائیگا۔ (۵) یا اس مال کو حوادثِ دنیا میں سے کوئی حادثہ پیش آئے گا جیسا کہ جل جانا یا غرق ہو جانا یا چوری ہو جانا یا مثل ان کے کوئی اور حادثہ۔ (۶) یا اس کو کوئی دائمی مرض لاحق ہو جائے گا جس کے سبب سے وہ اپنے مال کو دواؤں میں خرچ کر دیگا۔ (۷) یا وہ اپنے مال کو کسی جگہ دفن کر کے بھول جائے گا اور نہ پائے گا۔

(۳۸) آٹھ چیزیں، آٹھ چیزوں کی زینت ہیں۔ (۱) پرہیزگاری زینت ہے فقر کی، (۲) شکر زینت ہے دولتمندی کی، (۳) صبر زینت ہے بلا کی، (۴) تواضع زینت ہے شرف و بزرگی کی، (۵) علم زینت ہے عالم کی، (۶) فروتنی و عاجزی زینت ہے طالبعلم کی، (۷) احسان نہ جتانا زینت ہے احسان کی اور (۸) خشوع زینت ہے نماز کی۔

(۳۹) عابد تین قسم کے ہوتے ہیں اور ہر قسم کی علامات ہیں جن سے وہ پہچانے جاتے ہیں۔ (۱) ایک قسم وہ ہیں جو بر سبیلِ خوف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ (۲) دوسرے وہ ہیں جو بر سبیلِ امید اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور (۳) تیسرے وہ ہیں جو بر سبیلِ محبت اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔

قسم اول کیلئے تین علامتیں ہیں۔ عابد اپنے نفس کو حقیر سمجھے گا اور اپنی نیکیوں کو قلیل اور اپنی برائیوں کو کثیر خیال کرے گا۔ قسم دوم کے عابد کی تین علامتیں ہیں۔ وہ تمام حالتوں میں لوگوں سے پرہیز کرے گا۔ دنیا میں سب سے زیادہ سخی ہوگا اور تمام خلق میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھنے والا زیادہ ہوگا۔ تیسری قسم کے عابد کی بھی تین علامتیں ہیں۔ وہ عطا کریگا وہ چیز جسے وہ دوست رکھتا ہے۔ خدا کی رضا کے سوا کسی چیز کی پروانہ کریگا۔ بلکہ رضائے الٰہی کیلئے خلاف نفس عمل

کریگا اور تمام حالتوں میں امرونہی میں اپنے پروردگار کے ساتھ ہوگا۔

(۴۰) امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے موطا میں بروایت یحیٰ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام کی طرف فوجیں بھیجیں۔ آپ سالار لشکر یزید بن ابی سفیان کو وداع کرنے نکلے تو ان سے فرمایا کہ میں تم کو دس باتوں کی وصیت کرتا ہوں:۔

(۱) کسی لڑکے کو قتل نہ کرنا۔

(۲) کسی عورت کو قتل نہ کرنا۔

(۳) کسی بوڑھے کو قتل نہ کرنا۔

(۴) کسی پھل والے درخت کو نہ کاٹنا۔

(۵) کسی بکری یا گائے کے پاؤں نہ کاٹنا بغرض خوراک ذبح کرلینا۔

(۶) کسی بستی کو نہ جلانا۔

(۷) اور نہ ویران کرنا۔

(۸) ہراساں نہ کرنا

(۹) بزدلی نہ دکھانا

(۱۰) مالِ غنیمت میں خیانت نہ کرنا۔

(۴۱) اس دن پر رو جو تیری عمر کا گزر گیا اور اس میں نیکی نہیں کی۔

(۴۲) بد بخت وہ شخص ہے جو خود تو مر جائے اور اس کا گناہ نہ مرے۔ یعنی کسی برے کام یا بری رسم کی بنیاد رکھ جائے، مثلاً سینما، کلب، برا کھیل اور فحش کتاب وغیرہ۔

(۴۳) کسی کے خُلق پر اعتماد نہ کر، جب تک طمع کے وقت اسے آزما نہ لے۔

(۴۴) ماں باپ کی خوشنودی دُنیا میں موجبِ دولت اور عاقبت میں باعثِ نجات ہے۔

(۴۵) جس پر نصیحت اثر نہ کرے وہ جان لے کہ اس کا دل ایمان سے خالی ہے۔

(۴۶) بڑائی تقویٰ میں، دولت توکل میں اور عظمت تواضع میں ہے۔

(۴۷) جو قوم بے حیائی کی جانب قدم بڑھائے گی، اللہ اُس قوم کو مصیبتوں میں مُبتلا کردے گا۔

(۴۸) خوفِ الٰہی بقدرِ علم ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بے خوفی بقدرِ جہالت۔

(۴۹) خلقت سے تکلیف دُور کر کے خود اُٹھالینا حقیقی سخاوت ہے۔

(۵۰) اخلاص یہ ہے کہ اعمال کا عوض نہ چاہے، دُنیا کو آخرت کے لئے اور آخرت کو اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑ دے۔

(۵۱) گناہ سے توبہ کرنا واجب ہے، مگر گناہ سے بچنا واجب تر ہے۔

(۵۲) جس کا سرمایہ دُنیا ہے، اُس کے دین کا نقصان زبانیں بیان کرنے سے عاجز ہے۔

(۵۳) زبان کو شکوہ سے روک، خوشی کی زندگی عطا ہوگی۔

(۵۴) علم پیغمبروں کی میراث ہے اور مال فرعون و قارون کی میراث ہے۔

(۵۵) زبان کو گلے شکوے سے بچاؤ، دل کو طمانیت حاصل ہوگی۔

(۵۶) جو اللہ جل شانہٗ کے کاموں میں لگ جاتا ہے، اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ اُس کے کاموں میں لگ جاتا ہے۔

(۵۷) بہتر وہ نہیں جو دُنیا کو آخرت کے لئے ترک کردے، بہتر وہ ہے جو دُنیا اور آخرت دونوں کو ساتھ لے کر چلے۔

(۵۸) حق کی معرفت حاصل کرنے سے عاجز رہنا معرفتِ حق ہے۔

(۵۹) جو شخص اللہ سبحانہ تعالیٰ کی محبت کا مزا چکھ لیتا ہے پھر اس کو طلبِ دُنیا کی فرصت نہیں ملتی اور انسانوں سے اُس کو وحشت ہوتی ہے۔

(۶۰) اگر تم خداوند قدوس کی رحمت کے اُمیدوار ہو تو اس کی مخلوق پر رحم کرو۔

(۶۱) گناہ ایک تاریکی ہے اور اُس کے لئے روشنی توبہ ہے۔

(۶۲) تو دُنیا میں رہنے کی فکر کرتا ہے اور دُنیا تجھے نکالنے کی فکر میں ہے۔

(۶۳) شرم مردوں سے خوب ہے مگر عورتوں سے خوب تر ہے۔

(۶۴) توبہ بوڑھے سے خوب ہے لیکن جوان سے خوب تر ہے۔

(۶۵) اخلاص یہ ہے کہ آدمی اعمال کا عوض نہ چاہے۔

(۶۶) اپنے ظاہر و باطن کو یکساں رکھو۔

(۶۷) بُرے لوگوں کے ساتھ بیٹھنے سے تنہائی بہتر ہے۔

(۶۸) معصیت کی جڑ کی بنیاد انسان کی گفتگو ہے۔

(۶۹) باہم قطع تعلق نہ کرو، حسد چھوڑ کر بھائی بھائی بن جاؤ۔

☆/☆/☆

(۳)

حضرت سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اصفہان (ایران) ۱۸۷ قبل عام الفیل — ۳۳ھ مدائن (عراق)

۴۰۴ء — ۶۵۴ء

قطعہ تاریخ وصال

سرکارؐ کے لعابِ دہن کا یہ فیض ہے — کہلائے فردِ سابقین سلمان فارسیؓ

سالِ وصال کیلئے ہاتف نے دی صدا — کہہ دیجئے "محبوبِ دیں سلمان فارسیؓ"

۶۵۴ء

(حضرت صابر براریؒ، کراچی)

☆

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱) جب آپ اپنی خادمہ کو کسی کام کیلئے بھیجتے تو اسکی عدم موجودگی میں آٹا خود گوندھ لیتے۔ فرماتے کہ "ہم اس سے دو کام نہیں لے سکتے۔"

(۲) آپ زنبیل بافی (بوریا بافی) کا شغل رکھتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں ایک درہم کے کھجور کے پتے خریدتا ہوں اور اس سے زنبیل یا بوریا تیار کر کے تین درہموں پر بیچ دیتا ہوں۔ ان میں سے ایک درہم کھجور کے پتے خریدنے کیلئے رکھ لیتا ہوں۔ ایک درہم اپنے بال بچوں پر خرچ کرتا ہوں اور ایک درہم خیرات کر دیتا ہوں۔

(۳) آپ گورنری کے منصب پر فائز تھے تو ایک جماعت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس وقت آپ زنبیل بافی کر رہے تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ یہ کام کیوں کر رہے ہیں جبکہ گورنری کی حیثیت سے آپ کا وظیفہ مقرر ہے۔ آپ نے ارشاد کیا کہ میں اپنے ہاتھ کی کمائی کھانا پسند کرتا ہوں۔

(۴) دنیا میں مومن کا حال اس بیمار کی مانند ہے جس کے ساتھ اس کا طبیب بیٹھا ہوا ہو اور وہ اسکی بیماری اور علاج کو جانتا ہو۔ جب مریض کسی مضر اور ممنوعہ چیز کو چاہتا ہے تو وہ اسے منع کر دیتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ اگر تم اسے کھاؤ گے تو ہلاک ہو جاؤ گے۔ یعنی مومن بہت سی چیزوں کو چاہتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس کو ان سے روک دیتا ہے یہاں تک کہ وہ مر جاتا ہے اور بہشت میں داخل ہو جاتا ہے۔

(۵) تعجب ہے طالب دنیا پر جس کو موت طلب کر رہی ہے اور تعجب ہے اس غافل پر جس کو فراموش نہیں کیا گیا اور تعجب ہے اس ہنسنے والے پر جو یہ نہیں جانتا کہ اس کا پروردگار اس سے راضی ہے یا ناخوش۔

(۶) حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے عہد لیا تھا کہ تمہارا روزینہ مثل توشہ سوار کے ہو۔

(۷) سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا، پیارے بھائی! ہم میں سے جو پہلے وفات پائے وہ دوسرے کو خواب میں دکھائی دے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہاں۔ مومن

بندے کی روح آزاد ہوتی ہے، زمین میں جہاں چاہتی ہے چلی جاتی ہے اور کافر کی روح قید خانے میں ہوتی ہے۔ پس حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے وفات پائی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک روز میں دوپہر کے وقت اپنی چارپائی پر قیلولہ کر رہا تھا کہ آنکھ لگ گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے ہیں۔ انہوں نے کہا، "السلام علیکم ورحمۃ اللہ"۔ میں نے جواب دیا۔ "وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ" اے ابو عبداللہ! تو نے اپنا مقام کیسا پایا؟ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، خوب ہے۔ پھر تین بار فرمایا، تو "توکل" اختیار کر کیونکہ "توکل" اچھا ہے۔

(۸) تو بازار میں سب سے پہلے داخل نہ ہو اور نہ سب سے پیچھے نکل کیونکہ وہ معرکہ شیطان ہے اور وہاں اس کا جھنڈا کھڑا ہوتا ہے۔

(۹) آپ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ تیرے نفس کا تجھ پر حق ہے اور تیرے رب کا تجھ پر حق ہے اور تیرے مہمان کا تجھ پر حق ہے اور تیرے اہل وعیال کا تجھ پر حق ہے۔ پس ہر ایک حقدار کو اس کا حق ادا کر۔ پھر دونوں حضرات حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انکی بارگاہِ بیکس پناہ میں مندرجہ بالا باتوں کا ذکر کیا۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سچ کہا ہے"۔

(۱۰) آپ سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ کا نسب کیا ہے؟ فرمایا، "اسلام"، پوچھا کہ آپ کے باپ کا کیا نام ہے؟ فرمایا، "اسلام"۔ فرمایا کرتے تھے کہ جب ہمارا دین "اسلام" ہے تو ہمارا سب کچھ "اسلام" ہے۔ ہمارا دین ہمیں ماں باپ، بہن بھائی سے بھی عزیز تر ہے۔ اقبالؒ نے آپ کے اس قول کی یوں ترجمانی کی ہے

فارغ از اب و اُمّ و اعمام شو
ہمچو سلمان زادۂ اسلام شو

(۱۱) صحیح معنوں میں خلیفہ وہی ہوتا ہے جو کتاب اللہ یعنی قرآن کے مطابق فیصلے کرے اور رعیت پر اس طرح شفقت کرے جس طرح اہل وعیال پر شفقت کرتا ہے۔

(۱۲) اتنی دنیا مت جمع کر جس کا شکر تم سے ادا نہ ہو سکے۔

(۱۳) ایک دفعہ ایک شخص نے آپ کو گالی دی۔ آپ نے فرمایا! "اگر قیامت کے دن میرے گناہوں کا پلہ بھاری ہوگا تو جو کچھ تو کہتا ہے، میں اس سے بھی بدتر ہوں۔ اگر میرے گناہوں کا پلہ ہلکا ہوگا تو تیری بات سے مجھے ڈر نہیں"۔

(۱۴) تم بُرائی چھپ کر کرتے ہو تو نیکی بھی چھپ کر کرو۔

(۱۵) اپنے مال میں سے اللہ عزّ وجل کا حق نکالو یعنی فرمانِ خداوندی کے مطابق اپنا مال خرچ کرو ورنہ یہی مال آخرت میں تمہارے لئے وبال ثابت ہوگا۔

(۱۶) جب تم کسی کام کا ارادہ کرو، کسی بات کا حکم دو یا کوئی چیز تقسیم کرو، خدا کو یاد رکھو۔

(۱۷) جھگڑا بڑھنے سے پہلے ہی تم اُس سے الگ ہو جاؤ۔

(۱۸) انسان کا سب سے بڑا دشمن گناہ ہے۔

(۱۹) علم کی مثال دریا کی سی ہے اس میں سے کتنا ہی خرچ کرو گے کم نہ ہوگا۔

(۲۰) ہر اچھا کام پہلے ناممکن ہوتا ہے۔

(۲۱) کوئی کمزور شخص اگر تمہاری بے عزتی کرے تو اُسے معاف کر دو، اس لئے کہ بہادروں کا کام معاف کرنا ہے۔

(۲۲) اگر دُنیا کے درختوں کے قلم بن جائیں اور سمندروں کی سیاہی، جب بھی انسان اللہ تعالیٰ (جل جلالہٗ) کی نعمتیں نہیں گن سکتا۔

☆/☆/☆/☆

(۴)

حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم

مدینہ منورہ ۲۴ھ — ۱۰۸ھ مشلل (درمیان مکہ ومدینہ)

۶۴۵ء — ۷۲۶ء

قطعہ تاریخِ وصال

بے شک تھے وہ نبیرہ صدیقؓ باصفا کے — تھے اپنے دور کے جو یکتا فقیہہ و عالم

صابرؔ تھی فکر مجھ کو لکھوں میں سالِ رحلت — آئی صدا یہ کہہ دو "دریائے فکرِ قاسم"

۷۲۶ء

(حضرت صابر براریؒ، کراچی)

☆

حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم

(۱) ابنِ اسحاق کا بیان ہے کہ میں نے حضرت قاسم کو نماز پڑھتے دیکھا۔ ایک اعرابی آیا۔ اس نے آپ سے پوچھا کہ آپ اور سالم (حضرت سالم بن عبداللہ بن حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو آپ کے خالہ زاد بھائی تھے) میں کون زیادہ عالم ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا! سبحان اللہ! اعرابی (صحرا نشیں) نے پھر وہی سوال کیا۔ آپ نے فرمایا، سالم وہ ہیں ان سے پوچھ لے۔

ابنِ اسحاق نے اسکی توجیہ یہ کی ہے کہ حضرت قاسم نے اپنے آپ کو "اعلم" (زیادہ علم والا) کہنا پسند نہ کیا کیونکہ یہ تزکیۂ نفس ہے۔ اور یہ بھی نہ کہا کہ سالم "اعلم" ہیں کیونکہ یہ جھوٹ ہے۔

(۲) جب آپ کی رحلت کا وقت قریب آیا تو آپ نے وصیت فرمائی کہ مجھے ان کپڑوں میں کفنانا جن میں نماز پڑھا کرتا تھا یعنی قمیض، تہبند اور چادر۔ آپ کے صاحبزادے نے عرض کیا، ابا جان! کیا ہم دو کپڑے اور زیادہ کر دیں؟ ارشاد فرمایا، جانِ پدر! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کفن بھی تین کپڑوں پر مشتمل تھا۔ مردے کی نسبت زندہ کو نئے کپڑوں کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔

(۳) جو شخص اپنے رزق میں تاخیر پائے اسے طلب مغفرت زیادہ کرنی چاہیے۔

(۴) علمائے شریعت، پیغمبروں کے امین ہیں۔ جب تک کہ بادشاہوں کے دروازوں پر نہ جائیں۔

(۵) جب دنیا کسی انسان کے پاس آتی ہے تو اسے غیروں کی خوبیاں دے دیتی ہے اور جب اس سے منہ پھیر لیتی ہے تو اس کی ذاتی خوبیاں بھی اس سے چھین لیتی ہے۔

(۶) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ کو دوبار پیدا کیا یعنی از راہِ نسب واز راہِ طریقت۔

(۷) جب آدمی اپنے اوپر اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے فرائض وحقوق کو جان لے تو پھر اُس کے لئے بہتر ہے کہ وہ جاہل ہی زندگی گزار لے بجائے اس کے کہ وہ ایسی بات کہہ ڈالے جس کا اُس کو علم نہیں۔

☆/☆/☆

(۵)

حضرت امامِ جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مدینہ منورہ ۸۰ھ ——— ⭘ ——— ۱۴۹ھ مدینہ منورہ

۶۹۹ء ——— ۷۶۶ء

قطعۂ تاریخِ وصال

ہے عیاں آپ کا نسب نامہ — آپ سید ہیں ابنِ باقرؒ ہیں

اُن کا سالِ وصال اے صابرؔ — کہیے، ''نوری امامِ جعفر ہیں''

۷۶۶ء

(حضرت صابرؔ براریؒ، کراچی)

☆

حضرت امامِ جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱) ہر شریف آدمی کو چار چیزوں سے بالکل عار نہ چاہئے۔ اپنے والد کی تعظیم کیلئے کھڑے ہونا، اپنے مہمان کی خدمت کرنا، اپنے چوپایہ کی دیکھ بھال کرنا خواہ اس کے سو غلام (نوکر) ہی کیوں نہ ہوں، اپنے استاد کی خدمت کرنا۔

(۲) نیکی تین خوبیوں کے بغیر کامل و اکمل نہیں ہوتی۔ اُسے جلدی کرنا، اُسے چھوٹا سمجھنا، اُسے چھپانا۔

(۳) دنیا جب کسی انسان کے پاس آتی ہے تو اسے غیروں کی خوبیاں دیتی ہے اور جب اس سے منہ پھیر لیتی ہے تو اس کی ذاتی خوبیاں بھی اس سے چھین لیتی ہے۔

(۴) جب تجھے اپنے بھائی سے ایسی چیز پہنچے جو تو ناپسند کرتا ہے تو اس کیلئے ایک عذر سے ستر عذر تلاش کر۔ اگر تجھے اس کیلئے کوئی عذر نہ ملے تو یوں کہہ کہ شائد اس کیلئے کوئی عذر ہوگا جو مجھے معلوم نہیں۔

(۵) جب تم کسی مسلمان سے کوئی کلمہ سنو تو اسے اچھے سے اچھے معنی پر محمول کرو۔ اگر اس میں تمہیں کوئی نیک امر معلوم نہ ہو تو اپنے آپ کو ملامت کرو۔

(۶) تم ایسے ہاتھ کا کھانا نہ کھاؤ جو پہلے بھوکا تھا اب سیر ہو گیا ہو۔

(۷) آپ نے کسی قبیلے کے ایک شخص سے پوچھا کہ اس قبیلے کا سردار کون ہے؟ اس شخص نے جواب دیا کہ ''میں''۔ آپ نے فرمایا، اگر تو ان کا سردار ہوتا تو جواب میں ''میں'' نہ کہتا۔

(۸) جب تو گناہ کرے تو معافی مانگ کیونکہ گناہ مردوں کے گلوں میں ان کی پیدائش سے پہلے ڈالے گئے ہیں اور ان پر اصرار کرنا کمال درجہ کی ہلاکت ہے۔

(۹) جو شخص اپنے رزق میں تاخیر پائے اسے طلبِ مغفرت زیادہ کرنی چاہیے۔

(۱۰) جو شخص اپنے مالوں میں سے کسی مال پر ناز کرے اور اس مال کا بقا چاہے تو اسے یوں کہنا چاہیے:۔ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ۔

(۱۱) اللہ تعالیٰ نے دنیا کی طرف یہ حکم بھیجا کہ جو شخص میری خدمت کرے تو اس کی خدمت کر اور جو تیرا خادم بنے تو اسے تکلیف نہ دے۔

(۱۲) علمائے شریعت پیغمبروں کے امین ہیں جب تک کہ بادشاہوں کے دروازوں پر نہ جائیں۔

(۱۳) یا اللہ جل شانہٗ! تو مجھے اس شخص کیلئے ہمدردی و غمخواری کی توفیق عطا فرما جس پر تو نے رزق تنگ کر دیا ہے اور جس حالت میں "میں" ہوں یہ تیرا فضل و کرم ہے۔

(۱۴) آپ کو جب کسی چیز کی حاجت ہوتی تو یوں دعا کرتے: "اے میرے پروردگار! مجھے فلاں چیز کی حاجت ہے"۔ آپ کی دعا ابھی ختم نہیں ہوتی تھی کہ وہ چیز آپ کے سامنے موجود ہوتی۔

(۱۵) جس نے اللہ (جل جلالہٗ) کو پہچانا اس نے دنیا سے منہ پھیر لیا۔

(۱۶) تعجب ہے اس شخص پر جو چار چیزوں میں مبتلا ہو اور ان سے غافل رہتا ہے۔
تعجب ہے اس پر جو غم میں مبتلا ہو وہ یہ کیوں نہیں کہتا لا الہ الا انت سبحنک ان کنت من الظلمین۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد فرماتا ہے۔ فاستجبنا لہ و نجینہ من الغم ط و کذلک ننجی المومنین۔ اور تعجب ہے اس پر جو کسی آفت سے ڈرتا ہو وہ یہ کیوں نہیں کہتا حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فانقلبو بنعمۃ من اللہ وفضل لم یمسسھم سوء۔ اور تعجب ہے اس پر جو لوگوں کے مکر سے ڈرتا ہو وہ یہ کیوں نہیں کہتا۔ وافوض امری الی اللہ ط ان اللہ بصیر بالعباد۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فوقۃ اللہ سیات مامکروا۔ اور تعجب ہے اس پر جو جنت کی رغبت اور خواہش رکھتا ہے وہ یہ کیوں نہیں کہتا ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ۔ کیونکہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فعسی ربی ان یوتین خیرا من جنتک۔

(۱۷) مومن کی تعریف یہ ہے کہ نفس کی سرکشی کا مقابلہ کرتا رہے اور عارف کی تعریف یہ ہے کہ اپنے مولیٰ کی اطاعت میں ہمہ تن مشغول رہے۔

(۱۸) صاحبِ کرامت وہ ہے جو اپنی ذات کیلئے نفس کی سرکشی سے آمادۂ جنگ رہے کیونکہ نفس سے جنگ کرنا اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ تک رسائی کا سبب ہوتا ہے۔

(۱۹) نیک بختی کی علامت یہ بھی ہے کہ عقلمند دشمن سے واسطہ پڑ جائے۔

(۲۰) پانچ قسم کے لوگوں کی صحبت سے اجتناب کرنے میں بہتری ہے۔ اول: جھوٹے سے، کیونکہ اس کی صحبت فریب میں مبتلا کر دیتی ہے۔ دوم: بیوقوف سے، کیونکہ تمہارے فائدے سے زیادہ تمہیں نقصان پہنچائے گا۔ سوم: کنجوس سے، کیونکہ وہ تمہارا بہترین وقت ضائع کرے گا۔ چہارم: بزدل سے، کیونکہ وہ وقت پڑنے پر ساتھ چھوڑ دیگا۔ پنجم: فاسق سے، کیونکہ وہ ایک نوالہ کی طمع میں کنارہ کش ہو کر مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔

(۲۱) جو شخص عبادت پر فخر کرے گناہ گار ہے، جو معصیت پر اظہارِ ندامت کرے وہ فرماں بردار ہے۔

(۲۲) درویش صابر، غنی شاکر سے افضل ہے کہ تونگر کا دل جیب کی طرف اور درویش کا دھیان اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کی جانب ہوتا ہے۔

(۲۳) عبادت بغیر توبہ کے راست نہیں آتی۔ کیونکہ حق تعالیٰ نے توبہ کو عبادت پر مقدم فرمایا۔ کما قال اللہ جل شانہٗ التائبون العابدون ہ ط۔

(۲۴) کسی امر میں پشیمانی واقع ہو تو بندہ پانچ مرتبہ کی خلاصی پائے۔

(۲۵) نیک باتیں تحریر میں لاؤ اور انہیں اپنے بھائیوں میں تقسیم کرو۔

(۲۶) منافقت کی دوستی سے کھلم کھلا عداوت کہیں بہتر ہے۔

(۲۷) شکایت کا ترک کرنا صبر ہے۔

(۲۸) بسیار خوری اور فاقہ کشی دونوں عبادت میں رکاوٹ کا باعث ہیں۔

(۲۹) خدا رحمت کرے اس بندے پر جو پارسا ہو اور لوگوں سے سوال نہ کرے۔

(۳۰) نفس خدا کا دشمن ہے، اس لئے اپنے نفس کا دشمن خدا کا دوست ہے۔

(۳۱) جو کوئی اللہ تعالیٰ سے انس رکھتا ہے، اسے خلق سے وحشت ہو جاتی ہے۔

(۳۲) جو شخص ہر کس و ناقص کے ساتھ بیٹھتا اٹھتا ہے وہ سلامت نہیں رہتا۔

(۳۳) جو برے راستے پر جاتا ہے اسے اتہام لگتا ہے۔

(۳۴) جو اپنی زبان کو قابو میں نہیں رکھتا وہ پشیمان ہوتا ہے۔

(۳۵) عارف غیر سے کنارہ کش ہو جاتا ہے اور اسباب کو منقطع کر دیتا ہے۔

(۳۶) اللہ قبول نہیں کرتا کسی عمل کو بغیر معرفت کے اور معرفت مفید نہیں بغیر عمل کے۔

(۳۷) عالم دو گونہ ہے: ایک "العالم الکبیر" جو کرۂ سماوی یا کائنات ہے اپنی جملہ اشیاء کے ساتھ جو اُس کے اندر ہیں۔ دوسرا "عالم الصغیر" جو انسان ہے، کائناتِ اصغر کی حیثیت سے، یعنی جو کچھ عالم کبیر میں ہے انسان اُس کا خلاصہ ہے۔

(۳۸) جو شخص کسی مسلمان بھائی کا دل خوش کرتا ہے، خداوند عالم (عزوجل) اس سے خوش ہوتا ہے۔

(۳۹) جب میں نے کبر کو ترک کر دیا تو میرے رب (جل شانہٗ) کی کبریائی نے مجھے گھیر لیا۔

(۴۰) وفاداری اُٹھ گئی ہے اور لوگوں کا یہ حال ہے کہ بظاہر تو محبت اور وفاداری کا اظہار کرتے ہیں مگر اُن کے دل بچھوؤں سے بھرے ہوئے ہیں۔

(۴۱) مجھے یہ بات پسند ہے کہ اپنی روزی کے لئے سورج کی شدّت خود برداشت کروں۔

(۴۲) توبہ کرنا آسان ہے لیکن گناہ چھوڑنا مشکل ہے۔

(۴۳) آزمائش ایک شرف ہے جس سے بندگانِ حق نوازے جاتے ہیں۔

(۴۴) مصیبت میں آرام کی تلاش مصیبت کو بڑھاتی ہے۔

(۴۵) دل کی آنکھ عبادت سے کھلتی ہے۔ اس کی رسائی لامکاں تک ہے اور کائنات کا کوئی راز اس سے پنہاں نہیں۔

(۴۶) بے حد اعتقاد بربادی اور نکتہ چینی بدنصیبی ہے۔

(۴۷) انتقام کی قدرت رکھتے ہوئے غصہ کو پی جانا افضل ترین جہاد ہے۔

(۴۸) صبح کو عزت حاصل کرنے کے لئے بازار ضرور جایا کرو (یعنی تجارت کیا کرو)۔

(۴۹) تغیر اساسِ کائنات ہے۔ پانی کہیں سحاب بن رہا ہے، کہیں موتی اور کہیں آنسو، نور ظلمات میں بدل رہا ہے اور ظلمات نور میں۔

(۵۰) خوشامدی لوگ تیرے لئے تکبر کا بیج ہے۔

(۵۱) دوسروں کے مال کی حرص نہ کرنا سخاوت ہے۔

(۵۲) ذکر الٰہی (جل شانہٗ) کی تعریف یہ ہے کہ جس میں مشغولیت کے بعد دُنیا کی ہر شے کو بھول جائے۔

(۵۳) مجھے میرے والد محترم نے ادب کی تین باتیں سکھلائیں اور فرمایا۔ اے بیٹے! جو بُروں کی صحبت اختیار کرتا ہے سلامت نہیں رہتا، جو بُری جگہ جاتا ہے مطعون ہوتا ہے اور جو اپنی زبان کی حفاظت نہیں کرتا، شرمندگی اُٹھاتا ہے۔

(۵۴) فاجر کی صحبت مت اختیار کرو کہ تم پر فجور غالب آجائے گا۔

(۵۵) اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی منع کردہ چیزوں سے رُک جا تو عابد ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی تقسیم پر راضی ہو جا تو مُسلمان ہوگا۔

(۵۶) بہت سے ایسے گناہ ہیں جن کی وجہ سے بندہ رب تعالیٰ جل شانہٗ کے نزدیک ہو جاتا ہے اور بہت سی ایسی عبادات ہیں جن کی وجہ سے دُور ہو جاتا ہے کیونکہ مطیع مغرور گناہ گار

ہوتا ہے، گناہ گار نادم مطیع ہوتا ہے۔

(۵۷) نجات کا تعلق نسبت سے ہیں بلکہ اعمال صالحہ پر موقوف ہے۔

(۵۸) اپنے کاموں میں اُن لوگوں سے مشورہ لو جو خوفِ خدا (جل جلالہٗ) رکھتے ہیں۔

(۵۹) میں اس نفسِ نفیس کا سودا اس کے رب (جل شانہٗ) سے کرتا ہوں کیونکہ ساری کائنات میں اس کا کوئی اور معاوضہ نہیں ہوسکتا۔

یہ اتنی قیمتی چیز ہے کہ اس سے جنت خریدے جاسکتے ہیں، اگر میں اس سے کم تر پر بیچوں تو بہت بڑا خسارہ ہے۔

اگر میں نے اپنی جان دُنیا کے حصول میں ضائع کردی تو میں نے اپنے نفس کو برباد کردیا اور قیمت بھی ضائع کردی۔ (عربی اشعار کا ترجمہ)

☆/☆/☆

(۶)

سلطان العارفین حضرت بایزید بَسطامی رحمۃ اللہ علیہ

بُسطام (ایران) ۱۳۶ھ — ۲۶۹ھ بسطام (ایران)
۷۵۳ء — ۸۸۳ء

قطعۂ تاریخِ وصال

ان کے حق میں فرما گئے حضرت جنیدؒ — جذب وسکروزہد وتقویٰ میں تھے یہ فردِ سعید
سالِ رحلت کیلئے آئی صدا یہ غیب سے — کہئے صابرؔ "والا مرتبہ جانِ سلطانِ بایزید"
۸۸۳ء

(حضرت صابرؔ براری، کراچی)

☆

سُلطان العارفین حضرت بایزید بُسطامی رحمۃ اللہ علیہ

(۱) حضرت بایزید بُسطامیؒ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے یہ معرفت کس طرح حاصل کی؟ جواب دیا کہ بھوکے پیٹ اور ننگے بدن سے۔

(۲) میں نے تیس سال مجاہدے میں گزارے۔ اس عرصہ میں کسی چیز کو اپنے اوپر ایسا سخت نہ پایا جیسا کہ علم اور اس پر عمل کو۔ اگر علماء کا اختلاف نہ ہوتا تو میں ایک اجتہاد پر رہتا یعنی متفق علیہ قول پر میرا عمل ہوتا۔ علماء کا اختلاف سوائے تجرید توحید کے رحمت ہے۔

(۳) شیخ عمی بُسطامی (آپ کے برادر زادہ اور مرید صادق) کا بیان ہے کہ میں نے اپنے باپ کو یہ کہتے سنا کہ بایزیدؒ نے مجھ سے کہا کہ ہمارے ساتھ چلوتا کہ اس شخص کو دیکھیں جس نے اپنے آپ کو ولی مشہور کر رکھا ہے اور وہ زہد وتقویٰ میں مشہور ومعروف ہے۔ جب ہم اس کے پاس گئے تو وہ اپنے گھر سے نکل کر مسجد میں داخل ہوا اور قبلہ رو تھوکا۔ یہ دیکھ کر واپس آ گئے کہ یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کیخلاف عمل کرتا ہے۔ یہ کیسا اپنے دعویٰ ولایت میں سچا ہو سکتا ہے۔

(۴) میں نے ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کروں کہ وہ مجھے کھانے کی طلب اور عورتوں سے بچالے۔ پھر خیال آیا کہ یہ سوال میرے واسطے کس طرح جائز ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے یہ سوال نہیں کیا۔ لہٰذا باز رہا۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے عورتوں کی رغبت سے ایسا بچایا کہ مجھے کبھی پروا نہیں رہی کہ میرے سامنے عورت کھڑی ہے یا دیوار۔

(۵) اگر تم کسی شخص میں کرامات دیکھو اور وہ ہوا میں اڑ کر دکھائے تو اس پر فریفتہ نہ ہو جاؤ۔ جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ وہ امر ونہی، حفظِ حدود اور آدابِ شریعت میں کیسا ہے۔

(۶) آپ نے آخری وقت فرمایا: خدایا! میں نے تجھ کو یاد نہ کیا مگر غفلت سے اور تیری عبادت نہ کی مگر سستی سے۔

(۷) ایک رات میں نے اپنے حجرے میں پاؤں پھیلا لئے۔ ہاتف نے مجھے آواز دی کہ بادشاہوں کی صحبت میں اس طرح نہیں بیٹھا کرتے۔ حسنِ ادب سے بیٹھنا چاہیے۔ (کیونکہ ؎ ادب ضرور ہے شاہوں کے آستانے کا)۔

(۸) میں نے اللہ کو اللہ کے ساتھ پہچانا اور اللہ کے ماسوا کو اللہ کے نور کے ساتھ پہچانا۔

(۹) اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو نعمتوں سے نوازا تا کہ وہ اپنے اللہ کا شکر ادا کریں اور اسے یاد کریں مگر وہ نعمتیں پا کر غافل ہو گئے۔

(۱۰) اے خدا! تو نے مخلوق کو اُن کے علم کے بغیر پیدا کیا اور ان کے ارادہ کے بغیر ان کے گلے میں امانت ڈال دی۔ پس اگر تو ان کی مدد نہ کرے گا تو کون کرے گا؟

(۱۱) آپ سے دریافت کیا گیا کہ سنت و فریضہ کیا ہے؟ فرمایا کہ سنت تمام دنیا کا ترک کرنا اور فریضہ اللہ کے ساتھ صحبت ہے۔ وجہ یہ کہ سنت تمام ترک دنیا پر دلالت کرتی ہے اور کتاب تمام صحبتِ مولیٰ پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا کلام اس کی ایک صفت ہے اور نعمتیں ازلی ہیں۔ پس واجب ہے کہ انکا شکر ازلی ہو۔

(۱۲) میں نے رب العزت کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا، اے میرے پروردگار! میں تجھے کس طرح پاؤں؟ ارشاد ہوا کہ "اپنے نفس کو چھوڑ اور میری طرف آ"۔

(۱۳) آپ سے دریافت کیا گیا کہ انسان کب متواضع ہوتا ہے۔ فرمایا، جب اپنی ذات کیلئے کوئی مقام و حال نہ دیکھے اور نہ لوگوں میں اپنے سے کسی کو بدتر سمجھے۔

(۱۴) عام مسلمانوں کے مقام کی انتہاء، اولیاء اللہ کے مقام کی ابتدا ہے، اور اولیاء اللہ کے مقام کی انتہاء، شہداء کے مقام کی ابتدا ہے اور شہداء کے مقام کی انتہاء، صدیقوں کے مقام کی ابتدا ہے اور صدیقوں کے مقام کی انتہا نبیوں کے مقام کی ابتدا ہے اور نبیوں کے مقام کی انتہا رسولوں کے مقام کی ابتداء ہے اور رسولوں کے مقام کی انتہا حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی ابتدا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی انتہا کسی کو بھی معلوم نہیں۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی آپ ﷺ کے مقام و مرتبہ کو جانتا ہے۔ روزِ ازل اور روزِ میثاق روحوں کا مقام انہی مراتب پر تھا جو اوپر درج کر دیئے گئے ہیں اور روزِ قیامت بھی یہی مراتب ہوں گے اور انہی مراتب پر ہی ان کو اللہ تعالیٰ کی محبت کے اسرار نصیب ہوں گے۔

(۱۵) آپ سے دریافت کیا گیا کہ نماز کی صحیح تعریف کیا ہے؟ فرمایا کہ جس کے ذریعے خدا سے ملاقات ہو سکے۔

آنکس کہ نہ بیند در نماز جمالِ دوست
فتویٰ ہمی دہم کہ نمازش قضا کند

(۱۶) فرمایا کہ تیس سال تک تو اللہ تعالیٰ میرا آئینہ بنا رہا لیکن اب میں خود آئینہ بن گیا ہوں۔ اس لئے کہ میں نے اسکی یاد میں خود کو بھی فراموش کر دیا ہے اور اب اللہ تعالیٰ میری زبان

بن چکا ہے یعنی میری زبان سے نکلنے والے کلمات گویا نطقِ خداوندی سے نکلتے ہیں اور میرا وجود درمیان سے ختم ہو جاتا ہے۔

(۱۷) جو گن کر کام کرتا ہے، اس کا اجر بھی گن کر ملتا ہے (مراد ہے تسبیح)۔

(۱۸) تواضع یہ ہے کہ درویشوں سے تواضع کرے اور امیروں سے تکبر۔

(۱۹) اللہ تعالیٰ کی محبت یہ ہے کہ دنیا اور آخرت ہر دو کو دوست نہ رکھ۔

(۲۰) خوش خلقی اور خاموشی ہلکی ہیں پیٹھ پر اور بھاری ہیں میزان پر۔

(۲۱) اپنے آپ کو اتنا ہی ظاہر کر جتنا کہ تو ہے۔ یا ویسا ہو جا جیسا کہ اپنے آپکو ظاہر کرے۔

(۲۲) توکل یہ ہے کہ تو زندگانی کو ایکدن کیلئے جانے اور کل کی فکر نہ کرے۔

(۲۳) نیک بخت وہ ہے کہ نیکی کرے اور ڈرے اور بد بخت وہ ہے کہ بدی کرے اور مقبولیت کی امید رکھے۔

(۲۴) اللہ اسے دوست رکھتا ہے جس میں تین خصلتیں پائی جائیں۔ دریا کی مانند سخاوت، آفتاب جیسی شفقت اور زمین کی طرح تواضع۔

(۲۵) جس نے شہوات کی کثرت سے دل کو مردہ کر لیا وہ لعنت کے کفن میں لپٹا اور ندامت کی زمین میں دفن کیا جاتا ہے۔ اور جس نے شہوات کو ترک کر کے نفس کو مردہ اور دل کو زندہ کر لیا وہ رحمت کے کفن میں لپٹا اور سلامتی کی زمین میں دفن کیا جاتا ہے۔

(۲۶) اللہ کو راضی کر، وہ تجھے راضی کر دیگا۔

(۲۷) انسان کو چار چیزیں بلند کرتی ہیں۔ علم۔ حلم۔ کرم اور خوش کلامی۔

(۲۸) نفس ایک ایسی چیز ہے جو ہمیشہ باطل کا رُخ کرتی ہے۔

(۲۹) برے اعمال اللہ سے صریح دشمنی کے مترادف ہیں۔

(۳۰) جب انسان نیک ہو جاتا ہے تو اس کا ہر کام نیک ہو جاتا ہے۔

(۳۱) اس وقت تک اپنے آپ کو انسان مت سمجھو جب تک تمہاری رائے غصے کے زیر اثر ہے۔

(۳۲) ہر بچے کی پیدائش اس بات کا پیغام ہے کہ خدا ابھی انسان سے مایوس نہیں ہوا۔

(۳۳) اگر آپ تیس برس میں طاقت ور اور چالیس برس میں عقل مند نہیں بنے تو آپ کبھی طاقتور اور عقل مند بننے کی امید نہ کریں۔

(۳۴) جس کو اللہ تعالیٰ مقبول کرتا ہے اس پر ظالم مسلط کرتا ہے جو اس کو رنج دیتا ہے۔

(۳۵) بہشت کو بغیر عمل کے طلب کرنا بجائے خود ایک گناہ ہے۔

(۳۶) ذکر کثرتِ عدد کا نام نہیں بلکہ حضورِ بے غفلت کا نام ہے۔

(۳۷) وہ زمانہ جس میں علماء دنیا پر فریفتہ ہوں، غربتِ اسلام کا زمانہ ہے۔

(۳۸) محبت یہ ہے کہ اپنی اکثر کو قلیل جانے اور دوست کی قلت کو کثرت سمجھے۔

(۳۹) ایک عالم کی طاقت ایک لاکھ جاہلوں سے زیادہ ہوتی ہے۔

(۴۰) اگر ساری عمر میں مجھ سے ایک کلمہ خیر بھی حق کیلئے نکل جائے تو پھر کوئی خوف نہیں۔

(۴۱) میں چاہتا ہوں کہ قیامت جلدی آجائے تاکہ میں اپنا خیمہ دوزخ کے کنارے لگا کر بیٹھ جاؤں اور وہ اس لئے کہ دوزخ مجھ کو دیکھ کر پست ہو جائے اور میں خلقت کیلئے راحت کا سبب بنوں۔

(۴۲) ایک دفعہ ایک مرید نے رختِ سفر باندھا اور روانگی کے وقت آپ سے وصیت طلب کی تو آپ نے اسے فرمایا کہ تین باتوں کا خیال رکھنا۔

اول: اگر تجھ کو کسی بد اخلاق سے واسطہ پڑے تو اس کی بد خلقی کو اپنی خوش خلقی میں تبدیل کر لینا۔

دوم: اگر کوئی تجھ پر احسان کرے تو اول خدا کا شکر ادا کرنا اور پھر محسن کا۔

سوم: اگر تجھ کو کوئی مصیبت پیش آجائے تو فوراً اپنی عاجزی کا اقرار کرنا اور فریاد کرنا کہ میں اس مصیبت کو برداشت نہیں کر سکتا۔

(۴۳) بعض بزرگوں نے آپ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ ''تصوف کیا ہے؟ فرمایا کہ آرام کا دروازہ اپنے اوپر بند کر لینا۔

(۴۴) وہ خدا سے بہت قریب ہے جو خوش خلق اور دوسروں کا بوجھ اٹھانے والا ہے۔

(۴۵) ملک ایک کھیتی ہے اور عدل اس کا پاسبان۔ اگر پاسبان نہ ہو تو یہ کھیتی اجڑ جاتی ہے۔

(۴۶) عشاق اور اہلِ محبت کے دلوں میں جنت کا کبھی خطرہ بھی نہیں گزرتا، اس لئے کہ وہ اپنے محبوب کے پردۂ محبت میں محجوب ہیں۔ انہیں اپنے محبوب کے انداز و ناز کے مقابلہ میں کسی دوسرے کی طرف دیکھنے کی مہلت ہی نہیں۔

(۴۷) طریقت میں سب سے بڑی دولت وہ ہے جو ماں کا فرمانبردار ہو، اس کے بعد چشمِ بینا ہو اور اس کے بعد طالب ہو لیکن اگر یہ تینوں چیزیں حاصل نہ ہوں تو پھر اچانک مر جانا بہتر ہے۔

(۴۸) آپ سے کسی نے سوال کیا کہ ''ولی'' کی کیا خصوصیات ہیں:

''فرمایا: ہر ولی میں تین خصوصیات ہوتی ہیں۔ (۱) سورج کی طرح ''شفقت'' (۲) دریا کی طرح ''سخاوت'' (۳) زمین کی طرح ''عاجزی و انکساری''۔

(۴۹) چار چیزیں انسان کو بلند کرتی ہیں: ''علم''، ''حلم''، ''کرم'' اور ''خوش کلامی''۔

(۵۰) ولی وہ ہے کہ اللہ کریم جل شانہٗ کے اوامر و نواہی پر صابر ہو۔

(۵۱) اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) کا اپنا بندے کے ساتھ معاملہ کچھ یوں ہے کہ

''جو کچھ دُنیا میں اُس نے اپنے بندے کو عطاء کیا ہے، اُس کو تھوڑا کہا ہے''۔ (القرآن)

(۵۲) خداوند تعالیٰ (جل جلالہٗ) ایک بحرِ بیکنار ہے، وہ جنہیں معرفت حاصل ہوتی ہے خداوند قدوس کے وجود میں جذب ہو جاتے ہیں۔ گویا قطرہ سمندر میں مل کر سمندر بن جاتا ہے۔

(۵۳) مجھے جتنے بھی مراتب ملے، سب والدہ کی اطاعت کا ثمر ہیں۔

(۵۴) جیسا تم اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) کو کل کیلئے چاہتے ہو، آج اُس کے لئے ویسے بن جاؤ۔

(۵۵) اگر فرعون بھوکا ہوتا تو ہرگز نہ کہتا، میں خدا ہوں۔

(۵۶) اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) کے پہچاننے کی یہی نشانی ہے کہ خلق سے بھاگو! ادنیٰ بات جو عارف کو ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ملک و مال سے پرہیز کرو۔

(۵۷) تجھ کو لوگ تکبر کرنے سے بڑا نہیں سمجھ سکتے بلکہ تُو تواضع سے بڑا ہوگا۔

(۵۸) حق کو اندھا، بہرا اور لنگڑا بن کر پہچانو۔

(۵۹) میں نے اپنے دل، زبان اور نفس کی اصلاح پر دس دس برس صرف کئے اور ان میں دل کی اصلاح مجھے سب سے زیادہ دشوار معلوم ہوئی۔

(۶۰) جس شخص نے ایک سُنّت بھی ترک کی وہ ولی اللہ نہیں ہو سکتا۔

☆/☆/☆

(۷)

حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ

خرقان (ایران) ۳۵۲ھ — ۴۲۵ھ خرقان (ایران)

۹۶۳ء — ۱۰۳۳ء

قطعہء تاریخِ وصال

ہیں شیخ خرقانی وہ میرِ بزمِ اولیاء — شاداب جن کے دم سے ہے اسلام کا چمن

صابرؔ سنِ وصال بھی کہیے شیخ کا — ''ہیں صاحب کمالِ حقیقت ابوالحسن''

۱۰۳۳ء

(حضرت صابرؔ براریؒ، کراچی)

☆

حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ

(۱) ایک دن آپ نے اپنے مریدوں سے پوچھا کہ کونسی چیز بہتر ہے؟ انہوں نے عرض کیا، یا شیخ! آپ ہماری نسبت زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''وہ دل بہتر ہے۔ جس میں خدا کی یاد ہو۔''

(۲) لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ صوفی کی کیا تعریف ہے؟ آپ نے فرمایا: ''صوفی وہ نہیں ہوتا جس کے پاس گدڑی اور جانماز ہو اور رسوم و عادات صوفیوں جیسی رکھتا ہو بلکہ صوفی وہ ہوتا ہے جو نیست (فنا، معدوم) ہو۔ اور صوفی اس دن ہوتا (بنتا) ہے جب اسکو آفتاب کی حاجت نہ ہو اور اس رات ہوتا ہے جب اسے چاند اور ستاروں کی احتیاج نہ ہو اور ایسا نیست ہوتا ہے کہ کسی ہستی کی حاجت نہ ہو''۔

(۳) آپ سے پوچھا گیا کہ صدق کیا چیز ہے۔ فرمایا: ''صدق یہ ہے کہ دل سے بات کہے یعنی وہ بات کہے جو اس کے دل میں ہو'' (حکیم الامت علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اسی مضمون کو یوں ادا کیا ہے:

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق — یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق)

(۴) آپ سے دریافت کیا گیا کہ مرد کس چیز سے اپنے آپ کو پہچانے کہ وہ جاگتا ہے۔ فرمایا: اس بات سے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرے تو سر سے قدم تک اس کا تمام جسم یادِ الٰہی سے باخبر ہو۔

(۵) آپ سے پوچھا گیا کہ اخلاص کس چیز کا نام ہے۔ فرمایا: جو کچھ تو خدا کی رضا جوئی کیلئے کرتا ہے وہ اخلاص ہے اور جو کچھ لوگوں کی خوشنودی کیلئے کرتا ہے وہ ریا ہے۔

(۶) آپ سے دریافت کیا گیا کہ فنا، بقا میں کلام کرنے کا حق کس کا ہے۔ فرمایا: اس شخص کا کہ جو ایک تار سے آسمان سے لٹکتا ہو اور ایسی تیز آندھی چلے کہ درختوں، عمارتوں اور ہر چیز کو تہہ و بالا کر دے، تمام پہاڑوں کو اکھیڑ دے اور تمام دریاؤں، صحراؤں اور سمندروں کو الٹ دے مگر اسکو اپنی جگہ سے نہ ہلا سکے۔

(۷) اس شخص کے ساتھ ہرگز صحبت نہ رکھو جس کے سامنے تم خدا کا ذکر کرو اور وہ کچھ اور کہے۔

(۸) غم واندوہ کی طلب کر یہاں تک کہ تیری آنکھ سے آنسو نکل پڑیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ

روتے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

(۹) اگر کوئی شخص راگ گائے اور اسکی وساطت سے خدا کو طلب کرے، وہ اس شخص سے بہتر ہے جو قرآن پڑھے اور اس کے ذریعے خدا کو طلب نہ کرے۔

(۱۰) حضور سیّد عالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث وہ شخص ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کی پیروی کرے نہ کہ وہ شخص جو کاغذ کو سیاہ کرے۔

(۱۱) حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ کچھ نہ چاہوں۔ اس پر آپ نے فرمایا:۔ یہ بھی طلب ہے۔

(۱۲) آج چالیس سال ہو گئے ہیں کہ میں ایک ہی حالت میں ہوں اور اللہ تعالیٰ میرے دل کو دیکھتا ہے اور اپنے سوا کسی اور کو نہیں پاتا۔ مجھ میں غیر اللہ کیلئے کوئی شے باقی نہیں رہی اور نہ ہی میرے سینہ میں غیر کیلئے قرار رہا ہے۔

(۱۳) دنیا میں عالم و عابد بہت ہیں لیکن تجھے ایسا ہونا چاہیے کہ تو صبح سے شام اور شام سے صبح اس طرح کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے۔

(۱۴) چالیس سال سے میرا نفس ٹھنڈے پانی یا کھٹی چھاچھ (کھٹی لسی) کا ایک گھونٹ طلب کرتا ہے مگر اب تک میں نے اس کو نہیں دیا۔

(۱۵) دلوں میں سب سے روشن دل وہ ہے کہ جس میں مخلوق نہ ہو اور کاموں میں سب سے اچھا کام وہ ہے جس میں مخلوق کا ذرہ نہ ہو اور نعمتوں میں سب سے حلال وہ نعمت ہے جو تیری کوشش اور ہمت سے ہو اور رفیقوں میں سب سے اچھا رفیق وہ ہے جس کی زندگی اللہ تعالیٰ کیلئے بسر ہو۔

(۱۶) مجھے تین چیزوں کی غایت (انتہا) معلوم نہیں ہوئی۔ (۱) حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات، (۲) نفس کا مکر اور (۳) معرفت۔

(۱۷) میں نے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ آواز سنی۔ ''میرے بندے! اگر تو غم کے ساتھ میرے سامنے آئیگا تو تجھے خوش کرونگا۔ اگر حاجت و فقر کے ساتھ آئے گا تو تجھے تونگر (امیر) کرونگا اور جب تو اپنے آپ سے بالکل دست بردار ہو جائیگا تو پانی اور ہوا کو تیرے مطیع کر دوں گا۔

(۱۸) میں نے پایا دو چیزوں کو دو چیزوں میں۔ عافیت، تنہائی میں اور سلامتی، خاموشی میں۔

(۱۹) تمام مسلمان نماز پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں مگر مرد وہ ہے کہ ساٹھ سال کی عمر تک اس کے نامہ اعمال میں فرشتے کو کوئی ایسی بات نہ لکھنی پڑے کہ جس کے سبب اسے اللہ

تعالیٰ سے شرمندہ ہونا پڑے۔ اور اس کیلئے لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو ایک لحہ بھی فراموش نہ کرے۔ (آپ کے اس قول میں فلسفہ یہ ہے کہ جو مسلمان ساٹھ سال کی عمر تک تقویٰ و پرہیز گاری کے سبب گناہ سے بچا رہیگا تو اسکے بعد اس سے گناہ سرزد ہونیکی قوت ہی سلب ہو جاتی ہے۔ اور اس پر نیکی کی قوت غالب آجاتی ہے۔ اور بدی کی قوت ناپید ہو جاتی ہے۔'' (قصوری)

(۲۰) تین مقام ایسے ہیں کہ جہاں پر فرشتے، اولیاء اللہ سے بہت زیادہ دہشت کھاتے ہیں۔ موت کا فرشتہ ان کی جان نکالنے کے وقت، کراما کاتبین ان کے عمل لکھنے کے وقت اور منکر نکیران سے سوال کے وقت۔

(۲۱) ایک روز اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے مجھے آواز دی کہ جو بندہ تیری مسجد میں آئیگا، دوزخ کی آگ اس پر حرام ہوگی اور جو کوئی تیری زندگی یا تیری رحلت کے بعد تیری مسجد میں دو رکعت نماز پڑھیگا۔ قیامت کے دن عابدوں کے گروہ میں اٹھے گا۔

(۲۲) خدا تعالیٰ جل جلالہٗ کے ایسے بندے بھی ہیں جو رات کو تنگ و تاریک گھر میں سوتے ہیں اور لحاف منہ پر ہوتا ہے تو آسمان کے ستاروں اور چاند کی سیر کو دیکھتے ہیں۔ لوگوں کی اس طاعت اور گناہ کو دیکھتے ہیں جو فرشتے آسمان پر لیجاتے ہیں اور لوگوں کے رزقوں کو دیکھتے ہیں جو آسمان سے زمین پر آتے ہیں اور ان فرشتوں کو دیکھتے ہیں جو آسمان سے زمین پر آتے ہیں اور پھر آسمان پر چلے جاتے ہیں اور آفتاب کو دیکھتے ہیں جو کہ زمین میں گزرتا ہے۔

(۲۳) دین کو شیطان سے اتنا اندیشہ نہیں جتنا کہ دنیا پرست عالم اور بے علم زاہد سے۔

(۲۴) بہت سے آدمی ایسے ہیں کہ زمین پر چلتے ہیں لیکن مردہ ہیں اور بہت سے آدمی ایسے ہیں کہ وہ زمین کے اندر سوتے ہیں مگر وہ زندہ ہیں۔ (حضرت سلطان باہوؒ نے بھی اس حقیقت کو کس حسین انداز میں بیان فرمایا ہے:۔

اک جاگن اک جاگ نہ جانن اک جاگدیاں ایں سُتے ہو
اک ستیاں ایں جاواصل ہوئے جنہاں کھوہ پریم دے جُتے ہو
(قصوری)

(۲۵) کاش کہ جنت اور دوزخ کا وجود نہ ہوتا تا کہ یہ معلوم ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے پرستاروں کی تعداد کتنی ہے اور دوزخ سے بچنے کیلئے کتنے بندے اس کی عبادت کرتے ہیں۔

(۲۶) دل نورِ ایمان سے منور نہیں ہوتا جب تک انسان پوری طرح شریعت کو نہ اپنائے۔

(۲۷) مخلوق کی اذیت پر صبر کرنا منجملہ علامات ولایت میں سے ہے۔

(۲۸) فقیر کا تحمّل کسی خواہش کیلئے جس پر اس کو قدرت نہیں ہے غنی کی ہزار عبادت سے بہتر ہے۔

(۲۹) برائی سے یاد نہ کر مردوں کو کہ وہ اپنے کیفرِ کردار کو پہنچ چکے ہیں۔

(۳۰) اللہ کی دوستی اس شخص کے دل میں نہیں آتی جس کو خلق پر شفقت نہیں۔

(۳۱) علم سے زیادہ مفید یہ ہے کہ اس پر عمل کرو اور سب سے اچھا عمل وہ ہے جو تم پر فرض ہے۔

(۳۲) اعلانیہ گناہ پوشیدہ کی نسبت زیادہ سخت اور اظہارِ گناہ دہرا گناہ ہے۔

(۳۳) جب کوئی شخص کوئی حدیث نبوی ﷺ بیان کرتا ہے تو میری آنکھیں اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابرو مبارک پر لگی رہتی ہیں۔ جس حدیث مبارکہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابرو کھینچ لیتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ وہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

(۳۴) جس کسی نے میرے حوض کا پانی پیا یا میری زندگی میں یا بعد میں میری زیارت کی اس کا درجہ یہ ہے کہ قیامت میں اس سے حساب و کتاب نہ لیا جائے گا۔

(۳۵) وصال کے وقت آپ نے وصیت فرمائی کی میری قبر تیس گز نیچے تک کھودنا تا کہ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کی قبر سے میری قبر اونچی نہ ہو اور بے ادبی نہ سمجھی جائے۔ (سبحان اللہ! ان لوگوں کو ادب واحترام کا کتنا خیال تھا۔ قصوری)

(۳۶) حق تعالیٰ قیامت میں فرمائیں گے کہ ابوالحسن میرے پاس سے جو کچھ چاہو مانگو، میں کہوں گا کہ الٰہی! اُن لوگوں کو جو میرے وقت میں تھے، میرے بعد قیامت تک میری زیارت کو آئے یا جنہوں نے میرا نام سن لیا میں ان لوگوں کو چاہتا ہوں۔ حق تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم نے دنیا میں وہ کیا، اس لئے اب ہم بھی وہی کریں گے۔ پس حق تعالیٰ میری خواہش کے مطابق سب کو میرے سامنے کرے گا اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ آگے آجاؤ مگر میں عرض کروں گا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، دنیا میں آپ ﷺ کے تابع فرمان تھا اور اب بھی تابع فرمان ہوں۔ پھر نورانی فرش بچھا دیا جائے گا اور اس پر وہ سب لوگ جن کو میں نے چاہا بیٹھیں گے۔

(۳۷) میں نے عافیت تنہائی میں پائی اور سلامتی خاموشی میں۔

(۳۸) "شریعت" یہ ہے کہ تو اُس خدائے عزوجل کی "عبادت" کرے، "طریقت" یہ ہے کہ تو اس کو "طلب" کرے اور "حقیقت" یہ ہے کہ تو اس کو "دیکھے"۔

(۳۹) "راستے" دو ہیں: ایک راہِ ضلالت ہے دوسرا راہِ ہدایت۔ جو راہِ ضلالت ہے، وہ بندہ کا راستہ ہے خدا کی طرف اور وہ جو راہِ ہدایت ہے وہ خدا (جل شانہٗ) کا راستہ ہے بندہ کی طرف۔ تو جو بندہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ (جل جلالہٗ) تک پہنچا، وہ ہرگز نہیں پہنچا اور جو کہے، مجھے اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) تک پہنچا دیا وہ یقیناً پہنچ گیا۔ اس لئے کہ کامیابی پہنچنے اور نہ پہنچنے اور کامیاب ہونے اور نہ ہونے میں نہیں ہے کہ پہنچانے اور نہ پہنچانے اور آزاد کرنے اور نہ کرنے میں مضمر ہے۔ واللہ اعلم:

(۴۰) شیخ یا پیر وہ ہے جو سر سے قدم تک یادِ الٰہی جل جلالہٗ میں مستغرق ہو اور متابعتِ سُنّت کے دائرہ سے قطعاً باہر نہ نکلے۔

(۴۱) اے اللہ! تیرے کچھ بندے نماز اور روزے کو دوست رکھتے ہیں اور کچھ حج اور جہاد کو اور کچھ علم و دانش کو، لیکن مجھے صرف تیرے سوا کسی چیز کی دوستی نہیں چاہیے۔

(۴۲) نماز بمنزلہ کشتی ہے اور دوسری عبادات کشتی میں اشیاء و اسباب کی طرح۔ اگر کشتی سلامت پہنچ گئی تو تمام اشیاء سلامتی کے ساتھ پہنچ جائیں گی اور اگر کشتی میں رخنہ پڑ گیا، کشتی غرق ہو گئی تو اسباب و اشیاء جو کشتی میں تھا سب تباہ ہو جائے گا۔ یہی کیفیت نماز کی ہے کہ تمام عبادات وریاضات نماز کی ادائگی کے بغیر بارگاہِ الٰہی (جل جلالہٗ) میں قبول نہیں ہوں گی۔

(۴۳) مجھے اللہ تعالیٰ (عزوجل) کی یاد سے غافل رکھ کر کل قیامت کو جنت طوبیٰ میں رہنے کی بہ نسبت یہ زیادہ پسند ہے کہ میں یادِ خدا (جل جلالہٗ) میں دُنیا کی سرائے میں جنگل کے کسی کانٹے کے نیچے زندگی گزاروں۔

(۴۴) قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ "اے میرے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم)! فرما دیجئے کہ دُنیا کا سامان جو تمہیں دیا گیا ہے وہ تھوڑا ہے"۔

(۴۵) اپنے اندر وہ درد پیدا کر کہ تیری آنکھ سے پانی نکلے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ رونے والی آنکھ رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

(۴۶) نماز، روزہ اچھی چیز ہے لیکن غرور و حسد دل سے دُور کرنا اُن کو زیادہ اچھا بنا دیتا ہے۔

☆/☆/☆

(۸)

حضرت شیخ ابوعلی فارمدی رحمتہ اللہ علیہ

فارمد نزد طوس (ایران) ۴۳۴ھ ۴۷۷ھ طوس (ایران)

۱۰۴۳ء ۱۰۸۴ء

قطعہ تاریخ وصال

شیخ ابوعلی تھے وہ سلطان اولیاء — روشن ہے جن سے طوس و خراساں کی ہر گلی
سایہ فگن ہیں اپنے مریدوں پہ بالیقیں — ''شیریں کلام عالی مناقب ابوعلی''

۱۰۸۴ء

(حضرت صابر براریؒ، کراچی)

☆

حضرت شیخ ابوعلی فارمدی رحمتہ اللہ علیہ

(۱) میں اوائل عمری میں نیشاپور میں تعلیم حاصل کر رہا تھا کہ کسی نے بتایا کہ حضرت شیخ ابوسعید ابی الخیر (قدس سرہ) تشریف لائے ہوئے ہیں اور وعظ فرماتے ہیں۔ میں شوق زیارت سے بیتاب ہو کر اُن کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُن کے مقدس اور نُورانی چہرے پر پہلی نظر پڑتے ہی میں دل و جان سے شیدا ہو گیا اور حضرات صوفیہ کرام کی محبت میرے دل میں پہلے سے بھی زیادہ ہو گئی۔

(۲) ایک روز میرے استاذ گرامی امام ابوالقاسم قشیریؒ حمام میں نہا رہے تھے اور کوئی آس پاس نہ تھا۔ میں نے جا کر چند ڈول پانی کے حمام میں ڈالے۔ جب حضرت امامؒ نہا کر باہر نکلے تو نماز پڑھ کر پوچھا کہ کون شخص تھا جس نے حمام میں پانی ڈالا۔ میں اس خوف سے کہ کہیں خلاف مرضی ہو خاموش رہا۔ آپ نے پھر پوچھا، میں تب بھی خاموش رہا۔ جب آپ نے تیسری بار پوچھا تو میں نے عرض کیا کہ ''یہ خادم تھا''۔ حضرت امامؒ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوعلی! جو کچھ میں نے ستر سال میں پایا تو نے پانی کے ایک ڈول سے پالیا۔

(۳) پیرو مرشد کی خدمت میں حاضری دینے سے نُور معرفت کی روشنی ملتی ہے بشرطیکہ خلوص دل سے ہو۔

(۴) ایک روز میں نے دوات سے جب قلم نکالا تو وہ سفید نکلا۔ یہ دیکھتے ہی میں استاد کی خدمت میں پہنچا اور اُن سے یہ حال بیان کیا! انہوں نے فرمایا کہ جب علم نے تم سے علیحدگی اختیار کرلی ہے تو تم بھی علم سے الگ ہو جاؤ۔ اب تم ریاضت میں مشغول ہو جاؤ اور طریقت کے کام میں الگ جاؤ۔

(۵) آدمی کبھی بھی خیالات کی قید سے رہائی حاصل نہیں کر سکتا، اُس کیلئے بندگی کرنا لازمی ہے۔

☆/☆/☆

(۹)

حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ

بوزنجر دنزد ہمدان ۴۴۱ھ ○ ۵۳۶ھ بامیمن (تاجکستان)

ایران ۱۰۴۹ء ۱۱۴۲ء مرو

قطعۂ تاریخِ وصال

رہبر ورہنمائے فقر وسلوک — غیر ممکن ہے آج اُن کی مثال
آپ ہمسرِ غوثِ اعظمؒ تھے — ''خواجۂ یوسف جمال بدرِکمال''

۱۱۴۲ء

(حضرت صابر براریؒ، کراچی)

☆

حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ

(۱) سماع ایک سفیر ہے حق تعالیٰ کی طرف اور ایک ایلچی ہے حق تعالیٰ کی طرف سے، وہ ارواح کی خوراک، اجسام کی غذا، قلوب کی زندگی اور اسرار کی بقا ہے۔ وہ پردہ کے پھاڑنے والا اور بھید کے ظاہر کرنیوالا ہے اور برق درخشاں اور آفتاب تاباں ہے۔ وہ دُنیا میں ہر فکر، ہر لحظہ، ہر تدبر و تفکر، ہر ہوا کے جھونکے، ہر درخت کی حرکت اور ہر ناطق کے نطق سے ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تُو اہلِ حقیقت کو سماع میں سرگشتہ وحیران، مقید و اسیر اور صاحب خشوع ومست دیکھتا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے اپنی زیبائی کے نُور سے ملائکہ مقربین میں سے ستر ہزار فرشتے پیدا کئے۔ اور اُن کو اپنی بارگاہ میں عرش وکرسی کے درمیان کھڑا کیا، اُن کا لباس ''سبز صوف'' ہے۔ اور اُن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتے ہیں۔ وہ اپنی پیدائش کے وقت سے حالتِ وجد میں سرگشتہ وحیران اور فروتن ومست کھڑے ہیں۔ اور شیفتگی کی شدت کے سبب سے رکنِ عرش سے کرسی تک دوڑتے ہیں۔ پس وہ اہلِ آسمان کے صوفیہ اور نسبتوں کے لحاظ سے ہمارے بھائی ہیں۔ اسرافیل اُن کے قائد ومرشد اور جبرائیل اُن کے رئیس ومتکلم ہیں، اور حق تعالیٰ اُن کا انیس وملیک ہے۔ پس اُن پر سلام وتحیہ واکرام ہو۔

(۳) تم خدا تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھو۔ اگر یہ میسر نہ آئے تو اُس شخص کے ساتھ صحبت رکھو جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھتا ہے۔

(۴) آپ سے لوگوں نے پوچھا کہ جب اہل اللہ ہم سے رُوپوش ہو جاتے ہیں تو ہمیں کیا کرنا چاہیے تاکہ ہم سلامت رہ سکیں۔ آپ نے فرمایا ''کہ اُن کی باتیں دہراتے رہو۔

(۵) جو لوگ صحیح معنوں میں خدا پرست ہیں۔ وہ کنویں کی چرخی کی آواز پر بھی اللہ کی یاد میں مست ہو جاتے ہیں۔

(۶) ایک روز ایک درویش آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا کہ اس وقت میں شیخ احمد غزالیؒ کے پاس تھا۔ وہ دسترخوان پر درویشوں کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ کچھ دیر کیلئے شیخ پر غیبت طاری ہوئی۔ پھر انہوں نے فرمایا کہ اس وقت حضرت پیغمبر ﷺ تشریف فرما ہوئے۔ اور لقمہ میرے منہ میں رکھا۔ آپ نے فرمایا کہ ''یہ وہ خیالات ہیں جن سے اطفالِ طریقت تربیت پاتے ہیں۔

(۷) آپ نے حضرت شیخ سیّد عبدالقادر گیلانی قدس سرہ العزیز سے فرمایا تھا کہ

لوگوں کو وعظ اور پند سنایا کرو۔ اور نصیحت کیا کرو۔ انہوں نے کہا کہ میں مردِ عجمی ہوں۔ فصحاء بغداد کے سامنے کیونکر گفتگو کروں۔ آپ نے فرمایا کہ جب آپ نے علوم فقہ، اصول فقہ، اختلاف مذاہب، نحو و لغت اور تفسیر قرآن کو خوب حاصل کر لیا ہے، پھر کیوں کر منبر پر آنے اور وعظ و پند کی صلاحیت نہیں ہے۔ آپ بے تامل ہدایت وارشاد شروع کیجئے کیونکہ میں آپ میں ایک جڑ دیکھ رہا ہوں جو عنقریب پورا درخت ہو جائے گی۔ کہ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء توتی اکلھا کل حسین (سورہ ابراہیم رکوع ۴) جس کی جڑیں زمین میں مضبوط ہونگی اور شاخیں آسمان میں پھیلیں گی اور وہ اپنا میوہ ہر وقت دے گا۔

(۸) آپ سے دریافت کیا گیا کہ جب ایسا زمانہ آ جائے کہ اللہ والے تلاش کرنے کے باوجود نہ ملیں تو اُس وقت ایمان کی سلامتی کے لئے کیا کرنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا کہ ان حالات میں اگر ہماری سیرت اور ارشادات و ملفوظات کے آٹھ صفحات ہی پڑھ لیگا تو وہ یہ خلاء محسوس نہ کرے گا۔

☆/☆/☆

(۱۰)

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

غجدوان نزد بخارا ۴۳۵ھ / ۱۰۴۴ء — ۵۷۵ھ / ۱۱۷۹ء غجدوان نزد بخارا (ازبکستان)

قطعۂ تاریخ وصال

عمر بھر آپ نے فرمائی ہے دیں کی تبلیغ ہم پر اللہ کا انعام ہیں عبدالخالق
ہے بزرگوں کی روایت سے یہ روشن صابرؔ "حامئ داعئ اسلام ہیں عبدالخالق"

۱۱۷۹ء

(حضرت صابرؔ براریؒ، کراچی)

☆

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

(۹) آپ کے کلماتِ قدسیہ میں سے آپکی اصطلاحات ہیں جن پر طریقہ نقشبندیہ کی بنا ہے۔ آٹھ کلمے ہیں۔ ہوش دردم، نظر برقدم، سفر دروطن، خلوت درانجمن، یاد کرد، بازگشت، نگاہ داشت، یادداشت اِن آٹھ کے علاوہ تین کلمے اور بھی ہیں جو مصطلحاتِ نقشبندیہ میں سے ہیں۔ وقوف عددی، وقوفِ زمانی وقوف قلبی۔ اِن گیارہ کلمات پر طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی بنیاد ہے۔ جن کی مختصری تشریح درج ذیل ہے۔

(۱) ہوش دردم:۔ اس سے مراد یہ ہے کہ سالک کا ہر ایک سانس حضور و آگاہی سے ہو نہ کہ غفلت سے۔ یعنی کسی سانس میں خُدا سے غافل نہ رہے۔ حضرت خواجہ بہاء الدین شہنشاہ نقشبند قدس سرہ، فرماتے ہیں کہ کسی سانس کو ضائع نہ ہونے دو۔ سانس کے خروج و دخول میں اور خروج و دخول کے درمیان محافظت چاہیے کہ کوئی وقفہ غفلت کا نہ پایا جائے۔

(۲) نظر برقدم:۔ اس سے مراد یہ ہے کہ نظر اپنے پاؤں کی پشت پر رکھے تاکہ بیجا نظر نہ پڑے اور دل محسوساتِ متفرقہ سے پراگندہ نہ ہو جائے۔ پس راہ چلتے اِدھر اُدھر نہ دیکھے کہ مُوجب فسادِ عظیم و مانع حصولِ مقصود ہے۔ یہ عمل تفرقہ بیرونی کے دفیعہ کیلئے ہے۔ جیسا کہ ہوش دردم تفرقہ اندرونی کے دفیعہ کیواسطے ہے یا اس سے مراد یہ ہے کہ سالک کا قدمِ باطن اُس کی نظرِ باطن سے پیچھے نہ رہے۔ رشحات میں ہے کہ شائد نظر برقدم سرعتِ سیر کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی مسافتِ ہستی کے قطع کرنے اور عقباتِ خود پرستی کے طے کرنے میں قدم نظر سے پیچھے نہ رہے بلکہ منتہائے نظر پر پڑے۔ چنانچہ مولانا جامی قدس سرہ السامی، حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ کی مدح میں فرماتے ہیں۔

بسکہ خود کردہ بسرعت سفر باز نماندہ قدمش از نظر

(۳) سفر دروطن:۔ یعنی سیر درانفس سے مراد صفاتِ ذمیمہ سے صفاتِ حمیدہ کی طرف انتقال کرنا ہے۔ خواجگان نقشبندیہ نے مقام بقا میں جو سیر انفسی سے تعلق رکھتا ہے بجائے سیر آفاقی کے اسی سیر کیفی کو اختیار کیا ہے۔ اور سفر ظاہر اتنا ہی کرتے ہیں کہ پیر کامل تک پہنچ جائیں۔ دوسری حرکت جائز نہیں رکھتے اور ملازمتِ شیخ سے دُوری نہیں چاہتے اور ملکہء آگاہی کے حصول کیلئے پُوری کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے وہ سیر آفاقی کو جو دُور دراز راستہ ہے حتیٰ الامکان پسند نہیں کرتے بلکہ سیر انفسی کے ضمن میں اُسے قطع کرتے ہیں اور ملکہٗ آگاہی کے حصول کے بعد

سفر کرتے ہیں یا اقامت۔ دوسرے سلسلوں مین سلوک کو سیرِ آفاقی سے شروع کرتے ہیں۔ اور سیر انفسی پر ختم کرتے ہیں سیر انفسی سے شروع کرنا سلسلہء نقشبندیہ کا خاصہ ہے۔ اندراج نہایت دربدایت کے یہی معنی ہیں کہ سیر انفسی جو دوسرں کی نہایت (انتہا) ہے وہ اکابر نقشبندیہ کی بدایت (ابتدا) ہے۔

واضح رہے کہ سیر آفاقی مطلوب کو اپنے سے باہر ڈھونڈنا ہے اور سیر انفسی اپنے میں آنا اور اپنے دل کے گرد پھرنا ہے۔

ہیچو نابینا مبر ہر سوئے دست با تُو زیر گلیم است ہر چہ ہست

مگر شہود نفسی میں گرفتار نہ رہنا چاہیے اور اُس کو مطلوب کے ظلال میں سے ایک ظل تصور کرنا چاہیے کیونکہ حضرت حق سُبحانہ تعالیٰ جیسا کہ ورائے آفاق ہے، ورائے نفس بھی ہے۔ پس اُس کو آفاق وانفس سے باہر طلب کرنا چاہیئے۔

(۴) خلوت درانجمن:۔ اس سے مراد یہ ہے کہ انجمن میں جو محل تفرقہ ہے ازراہِ باطن مطلوب کے ساتھ خلوت رکھے اور غفلت کو دل میں راہ نہ دے۔ ظاہر میں خلائق کے ساتھ اور باطن میں حق کیساتھ ہونا چاہیئے۔ ابتدا میں یہ معاملہ بتکلف ہوتا ہے۔ اور انتہا میں بے تکلف۔

از بروں درمیانِ بازارم وز دروں خلوتسیت با یارم

حضرت خواجہ اولیائے کبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خلوت درانجمن یہ ہے کہ سالک اگر بازار میں جائے تو ذکر میں استغراق کے سبب سے کوئی آواز نہ سُنے۔ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہ کا قول ہے کہ ذکر میں جہد و اہتمامِ بلیغ کے ساتھ مشغول ہونے سے سالک کو پانچ چھ روز میں یہ دولت حاصل ہو جاتی ہے۔ حضرت خواجہء خواجگان خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری قدس سرہ نے اس کلمہ کی جو تشریح کی ہے وُہ آگے آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ، مشائخ نقشبندیہ بجائے چلہ کے اسی خلوت پر قناعت کرتے ہیں کیونکہ حاصل چلہ اسمیں داخل ہے اور آفات سے دُور ہے۔

(۵) یاد کرد:۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ہر وقت ذکر میں مشغول رہے خواہ زبانی ہو یا قلبی۔ ذکر کی تلقین کا طریقہ بیان کرنیکی یہاں ضرورت نہیں

(۶) بازگشت:۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جب ذاکر بطریق معہود کلمہء توحید کا ذکر دل سے کرے تو ہر بار کلمہء توحید کے بعد زبان دل سے کہے، خدایا! مقصود میرا تو ہے اور تری رضا، مشائخ نقشبندیہ کا معمول یہ ہے کہ کلمہ توحید کے تلفظ کے ضمن میں لا مقصود ملاخطہ کرتے ہیں، کیونکہ جو معبود ہوتا ہے۔ وہ مقصود ہوتا ہے جیسا کہ آیہ کریمہ افرائیت من اتخذ الھہ ھولہ (کیا تو نے

ایسے شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو خدا بنالیا) سے ظاہر ہے۔

(۷) نگاہداشت:۔ اس سے مراد یہ ہے کہ قلب کو خطرات وحدیثِ نفس سے نگاہ میں رکھا جائے یعنی کلمہ طیبہ کے تکرار کیوقت ماسوا قلب میں خطور نہ کرے۔ خطرات کے دُور کرنے کیلئے کلمہ طیبہ حبسِ دم کے ساتھ مفید ہے۔

(۸) یادداشت:۔ اس سے مراد یہ ہے کہ دوام آگاہی بحق سبحانہ بر سبیل ذوق۔

دارم ہمہ جاباہمہ کس در ہمہ خیال　　　　در دِل زتو آرزو و در دیدہ خیال

اگر دوام آگاہی اسقدر غالب ہو کہ کثرت کونیہ اُسکی مزاحم نہ ہو بلکہ اپنے وجود کا بھی شعور نہ رہے تو اُسے فناء کہتے ہیں۔ اگر اس بے شعوری کا شعور بھی نہ رہے تو اسے فنائے فناء بولتے ہیں۔ اور عین الیقین بھی کہتے ہیں۔

انتباہ:۔ حضرت خواجہ ناصر الدین عبیداللہ احرار قدس سرہ نے اٰخیر کے چار کلموں کی تشریح یُوں فرمائی ہے کہ یاد کرد سے مراد ذکر میں تکلف ہے یعنی جس ذکر کی شیخ سے تلقین ہوتی ہے۔ اُس کے تکرار میں بتکلف مشغول رہے یہاں تک کہ مرتبہ حضور حاصل ہو جائے، اور بازگشت سے مراد رجوع بحق سُبحانہٗ بدیں طور جتنی بار کلمہ طیبہ کا ذکر کرے ہر بار اُس کلمہ کے بعد دل میں خیال کرے کہ "خدایا! مقصود میرا تو ہے اور تری رضا" اور نگاہداشت سے مراد ہے اس رجوع کی محافظت بغیر زبان سے کہنے کے اور یادداشت سے مراد نگاہداشت میں رُسوخ ہے۔

(۹) وقوف زَمانی:۔ اس کے دو معنی ہیں۔ ایک یہ سالک کو چاہیے کہ واقفِ نفس رہے اور پاس انفاس کو ملحوظ رکھے یعنی ہر وقت خیال رکھے کہ سانس حضور میں گزرتا ہے یا غفلت میں۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ بندہ ہر وقت اپنے حال سے واقف رہے۔ اگر وقت اطاعت میں گزرا ہے تو شکر بجالائے۔ اگر معصیت میں گزرا ہے تو عذر خواہی کرے۔ اسی طرح حالتِ بسط میں شکر اور حالتِ قبض میں استغفار کرے۔ صوفیہ کرام کی اصطلاح میں اسے محاسبہ کہتے ہیں۔ قولِ باری تعالیٰ:۔

وَاَنیبوالیٰ رَبِّکم وَاَسلِموالہٗ مِن قَبلِ اَن یاتِیَکُم العذاب ثم لَا تنصرون (اور رجوع کرو اپنے رب کی طرف اور اُسکی فرمانبرداری کرو۔ پہلے اس سے کہ آوے تم پر عذاب، پھر کوئی تمہاری مدد کو نہ آیگا)۔ (پارہ:۲۴، سورہ زمر:۵۴)

اور قولِ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔

حاسبوا قبل ان تحاسبُوا! "تم محاسبہ کرو پہلے اس سے کہ محاسبہ کیے جاؤ"۔

میں اس محاسبہ کی طرف اشارہ ہے۔

(۱۰) وقوفِ قلبی:۔ اس کے دو معنی ہیں۔ ایک یہ کہ ذکر کیوقت دل حق سبحانہٗ سے واقف و آگاہ رہے اور یہ مقولہ یادداشت سے ہے۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ بندہ اثنائے ذکر میں قلب صنوبری کی طرف متوجہ رہے اور اُسے ذکر میں مشغول کرے اور ذکر اور ذکر کے مفہوم سے غافل نہ ہونے دے۔ حضرۃ خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہٗ نے ذکر میں حبسِ دم اور رعایت عدد کو لازم قرار نہیں دیا۔ مگر وقوفِ قلبی بہر دو معنی کو ضروری سمجھا جاتا ہے۔ آیہ کریم:۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا! ("اے ایمان والو! خدا کو بہت یاد کرو" (سورہ احزاب:۶) میں اسی وقوفِ قلبی کی طرف اشارہ ہے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہ، فرماتے ہیں کہ وقوفِ قلبی یہ ہے کہ دل کا نگران وواقف رہے۔ اور قطع نظر ذکر کے اُس کی طرف توجہ رکھے تا کہ اُسمیں تفرقہ راہ نہ پائے اور وہ ماسوا کے نقوش سے منقش نہ ہو جائے۔ کہتے ہیں کہ دل بیکار نہیں رہتا۔ یا ماسوا سے ملا رہتا ہے یا مطلوبِ حقیقی سے، جب دل ماسوا سے ممنوع ہو گیا تو اُسے مطلوب کی طرف توجہ سے چارہ نہ ہوگا۔ غرض تُم دل کو دشمن سے باز رکھو۔ دوست کی طلب کی حاجت نہیں وہ خود جلوہ گر ہو جائیگا۔

(۱۱) وقوفِ عددی:۔ اس سے مراد ذکرِ نفی واثبات میں عددِ ذکر سے واقف رہنا ہے۔ یعنی ذکر اس ذاکر میں سانس کو عددِ طاق پر چھوڑے نہ کہ جفت پر۔ کہتے ہیں کہ آداب وشرائط کی رعایت کے ساتھ ایک سانس میں ۲۱ بار نفی واثبات کرنا مثمرِ فناء ہے۔ حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہ، فرماتے ہیں کہ زیادہ کہنا شرط نہیں جو کچھ کہے وقوف سے کہے۔ جب عدد ۲۱ سے تجاوز کر جائے اور اثر ظاہر نہ ہو تو یہ اُس عمل کی بے حاصلی کی دلیل ہے۔ اثر ذکر یہ ہے کہ زمان نفی میں وجود بشریت منتفی ہو جائے اور زمان اثبات میں جذبات الٰہی کے تصرفات کے آثار میں کوئی اثر محسوس ہو۔ یہ جو کلام خواجگان میں آیا ہے۔ کہ فلاں بزرگ نے فلاں شخص کو وقوفِ عددی کا امر فرمایا اس سے مراد ذکر قلبی مع رعایتِ عدد ہے نہ کہ فقط رعایتِ عدد۔

(ب) اصطلاحاتِ نقشبندیہ کی تشریح آپ نے ملاحظہ فرمائی۔ اب دوسرے کلمات وارشادات ملاحظہ فرما کر باطنی فیوض وبرکات حاصل کیجیے:۔

(۱) آپ کا ایک وصیت نامہ آدابِ طریقت کے بارے میں ہے۔ جسے آپ نے اپنے خلیفہ وفرزندِ معنوی خواجہ اولیائے کبیر قدس سرہ کیلئے لکھا ہے۔ ترجمہ ملاحظہ فرمایئے جو سلسلہ نقشبندیہ کے متوسلین کیلئے مشعل راہ ہے۔

"پیارے فرزند! میں تم کو وصیت کرتا ہوں۔ کہ تقویٰ کو اپنا شعار بناؤ۔ وظائف وعبادات کی پابندی رکھو۔ اپنے حالات کی نگہبانی کرتے رہو۔ خدا تعالیٰ سے ہمیشہ ڈرتے رہو۔ خدا اور رسول ﷺ کے حقوق کو نگاہ میں رکھو۔ ماں باپ اور تمام مشائخ کے حقوق کا خیال رکھو تا کہ اِن خصلتوں سے تُم رضائے خدا سے مشرف ہو جاؤ۔ خدا تعالیٰ کا حکم بجالاؤ تا کہ وہ تمہارا حافظ رہے۔ تُم پر لازم ہے کہ قرآن شریف کا پڑھنا ترک نہ کرو۔ تلاوت بلند آواز سے ہو یا آہستہ، زبانی ہو یا دیکھ کر قرآن مجید کو غور و تفکر اور خوف و گریہ سے پڑھو اور تمام امور میں قرآن کی پناہ لو کیوں کہ بندوں پر خدا کی حجت قرآن کریم ہے۔ علم فقہ کی طلب سے ایک قدم بھی دور نہ رہو اور حدیث کا علم سیکھو۔ جاہل صوفیوں سے دُور رہو کیوں کہ وہ دین کے چور اور مسلمانوں کے رہزن ہیں۔ تُم پر لازم ہے کہ "مذہب اہل سنت و جماعت" کے پابند رہو اور آئمہ سلف کے مسلک کو اختیار کرو کیونکہ جو نئی باتیں پیدا ہوئی ہیں وہ گمراہی ہیں۔ عورتوں، نوجوانوں، بدعتیوں اور دولت مندوں سے صحبت مت اختیار کرو کیونکہ یہ دین کو برباد کر دیتے ہیں۔ اور دنیا سے دو روٹی پر قناعت کرو۔ اگر صحبت رکھو تو فقیروں سے رکھو، ہمیشہ خلوت نشین رہو اور حلال کھاؤ کیونکہ حلال نیکی کی کنجی ہے۔ حرام سے بچو ورنہ خدا تعالیٰ سے دور ہو جاؤ گے۔ اسی پر ثابت قدم رہنا تا کہ کل کو دوزخ کی آگ میں نہ جاؤ۔ حلال پہنو تا کہ عبادت کی لذّت پاؤ۔ حق تعالیٰ کی جلالت سے ڈرتے رہو اور بھولو مت کہ ایک روز تُم موقفِ حساب میں کھڑے ہو گے۔ رات دن نماز بہت پڑھا کرو اور جماعت کو ترک نہ کرو۔ امام و مؤذن نہ بنو۔ قبالہ پر اپنا نام نہ لکھو۔ محکمہ قضا میں حاضر نہ ہو۔ خارج از طریقت بادشاہوں کی صحبت میں نہ بیٹھو۔ لوگوں کی وصیتوں میں دخل نہ دو اور لوگوں سے بھاگو جس طرح سے شیر سے بھاگتے ہیں۔ تُم پر لازم ہے کہ گمنام رہو تا کہ نیک نام ہو جاؤ۔ تُم پر لازم ہے کہ سفر بہت کرو تا کہ تمہارا نفس خوار ہو جائے۔ خانقاہ نہ بناؤ اور نہ خانقاہ میں رہو۔ کسی کی مدح سے مغرور اور کسی کی مذمت سے غمگین نہ ہو۔ بندوں کی مدح و مذمت تمہارے نفس کے نزدیک برابر ہونی چاہیے۔ لوگوں سے حسن سلوک سے معاملہ کرو۔ تُم پر لازم ہے کہ تمام حالات میں ادب سے رہو۔ برے بھلے تمام مخلوقات پر رحم کرو۔ تمہیں قہقہہ مار کر ہنسنا نہ چاہیے کیونکہ قہقہہ غفلت کے سبب سے ہوتا ہے۔ اور دل کو مردہ کر دیتا ہے۔ حضور سیّد عالم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے احوال و شواہد جو مجھے معلوم ہیں اگر تم کو ہو جائیں تو خندہ (ہنسنا) تھوڑا اور رونا زیادہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نڈر اور اُسکی رحمت سے نا اُمید نہ رہو۔ خوف و اُمید میں زندگی بسر کرو کیونکہ سالکوں کو کبھی خوف ہوتا ہے اور کبھی امید۔

اے فرزند! شیخ اپنے مرید کیلئے بمنزلہ باپ کے ہے۔ بلکہ باپ سے بھی زیادہ مشفق کیونکہ وہ مرید کو مقامِ قرب میں پہنچا دیتا ہے۔ اگر ہو سکے تو نکاح مت کر، ورنہ طالب دنیا بن جاؤ گے اور دنیا کی طلب میں دین کو برباد کر دو گے۔ اگر تمہارا نفس نکاح کا مشتاق ہو تو روزے رکھو اور آخرت کے غم میں رہو اور موت کو بہت یاد کرو۔ طالب ریاست مت بنو کیونکہ جو طالب ریاست ہو اُسے سالکِ طریقت نہ کہنا چاہیے۔ تُم پر لازم ہے کہ فقر میں پرہیز و دیانت اور پرہیز گاری و علم کے ساتھ پاکیزہ رہو۔ اور خدا تعالیٰ کے رستے میں ثابت قدم رہو۔ جاہلوں سے بچو۔ جان و تن و مال سے مشائخ کی خدمت کرو۔ اور اُن کے دلوں کا خیال رکھو۔ اُن کی پیروی کرو۔ اُن کے سیر و سلوک پر نگاہ رکھو اُن میں سے کسی کا انکار نہ کرو سوائے اُن چیزوں کے جو خلافِ شرع ہوں۔ اگر تم مشائخ کا انکار کرو گے تو کبھی کامیاب نہ ہو گے۔ لوگوں سے کوئی چیز مت مانگو اور کل کیلئے ذخیرہ نہ کرو۔ حق تعالیٰ کے ذخیروں پر بھروسہ کرو کیونکہ وہ ارشاد فرماتا ہے۔ "اے فرزند آدم! میں ہر روز تیری روزی تجھے پہنچا دیتا ہوں تو اپنے آپ کو تکلیف نہ دے، مقام توکل میں قدم رکھو۔ کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ "جو اللہ (جل شانہٗ) پر بھروسہ کرتا ہے، اللہ (عزوجل) اُس کیلئے کافی ہے"۔ (سورہ الطلاق: ۳)

پس جان لو کہ رزق قسمت میں لکھا ہوا ہے۔ جواں مرد سخی بنو۔ جو کچھ خدا تعالیٰ نے تمہیں دیا تم خلقِ خدا پر خرچ کرو۔ بخل و حسد سے دور رہو کیونکہ بخیل اور حاسد قیامت کے دن دوزخ میں ہوں گے۔ اپنے آپ کو آراستہ مت کرو کیونکہ ظاہر کا آراستہ باطن کی خرابی ہے۔ خدا تعالیٰ کے وعدہ پر بھروسہ کرو اور تمام خلائق سے نا اُمید ہو جاؤ اور اُن سے اُنس نہ پکڑو۔ سچ بولو اور ڈرو مت۔ مخلوقات میں کسی سے محبت نہ رکھو کیونکہ وہ تمہارے دین کو برباد کر دیں گے اور تُم خدا تعالیٰ سے دور ہو جاؤ گے۔ تُم پر لازم ہے کہ اپنے نفس کی ضروریات کا خیال رکھو تا کہ وہ درست ہو جائے۔ اپنے نفس کی عزت نہ کرو۔ غیر ضروری باتوں سے زبان کو بند رکھو اور ہمیشہ لوگوں کو نصیحت کرتے رہو۔ تُم پر لازم ہے کہ کم بولو، کم کھاؤ، کم سوؤ اور جلدی اُٹھو۔ سماع میں زیادہ نہ بیٹھو کیونکہ سماع کی کثرت سے نفاق پیدا ہوتا ہے اور دل مردہ ہو جاتا ہے۔ سماع کا انکار نہ کرو کیونکہ اصحاب سماع بہت ہیں۔ سماع روا (جائز) نہیں مگر اُس شخص کیلئے جس کا دل زندہ اور نفس مردہ ہو، ورنہ نماز، روزے میں معروف و مشغول رہنا بہتر ہے۔ چاہیے کہ تمہارا دل غمگین، تمہارا بدن بیمار، تمہاری آنکھ روتی، تمہارا عمل خالص، تمہاری دُعا مجاہدہ کے ساتھ، تمہارا کپڑا پرانا، تمہارے رفیق

درویش، تمہارا گھر مسجد، تمہارا مال کسبِ دین، تمہاری آرائش زہد اور تمہارا مونس باری تعالیٰ ہو۔
کسی شخص سے برادری نہ کرو جب تک یہ پانچ خصلتیں اُس میں نہ پاؤ۔ اول، فقیری، دوم، دین کو دنیا پر ترجیح دے۔ سوم، ذلت کو عزت پر ترجیح دے، چہارم، علمِ ظاہر و باطن کا جاننے والا ہو۔ پنجم۔ موت کیلئے تیار ہو۔

اے فرزند! میری وصیتوں کو نگاہ میں رکھو۔ جس طرح میں نے اپنے شیخ قدس سرہ، سے یاد کیں اور اُن پر عمل کیا، اُسی طرح اب تم بھی یاد کرو اور عمل کرو۔ خدا تعالیٰ دنیا و آخرت میں تمہارا حافظ و نگہبان ہوگا۔ اگر یہ خصلتیں کسی سالک میں پائی جائیں تو اُس کا شیخ و پیر ہونا مسلم ہوگا۔ جو شخص ایسے شیخ کی پیروی کرے گا۔ وہ اُس کو مقصد و مقصود تک پہنچادے گا مگر یہ مرتبہ ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتا۔

(۲) ایک درویش نے آپ سے دریافت فرمایا کہ "تسلیم" کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا:۔ تسلیم یہ ہے کہ روزِ الست جو نفس و مال فروخت کر کے بہشت خریدا ہے آج بھی تسلیم کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِن اللہ اشتری من المومنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنہ۔ تسلیم نفس و مال اسطرح ہوتا ہے کہ اپنے نفس کو مملوکِ حق تعالیٰ سمجھے اور اپنے آپ کو وکیل خرچ حق تعالیٰ جانے اور جہاں تک ہو سکے اپنے نفس اور مال سے بندگانِ خدا کے ساتھ بے لوث نیکی کرے۔ اور مال و دنیا کو باطن میں جگہ نہ دے اور اپنے آپ کو حکم و قضاءِ حق تعالیٰ کے تسلیم کرے۔

(۳) ایک روز ایک خادم نے عرض کیا کہ فراغت کس کو کہتے ہیں؟ فرمایا:۔ فراغتِ دل یہ ہے کہ محبت دنیا دل میں راہ نہ پائے اور یہ نہیں کہ دنیا کے کام کاج سے آزاد ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضور سیّدِ عالم ﷺ سے فرمایا:۔ **فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ** یعنی جس وقت تمام موجودات سے دل فارغ ہو جائے، اُس وقت میری خدمت میں مشغول ہو۔ جو لوگ خرید و فروخت اور لوگوں سے معاملہ داری میں اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں ہوتے اُن کی تعریف اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں یوں فرماتا ہے:۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ایسے لوگ جن کو خدا کے ذکر سے نہ سوداگری غافل کرتی ہے نہ خرید و فروخت۔ (سورہ النور آیت ۳۷)

اگر ان لوگوں میں ہو جاؤ تو سبحان اللہ۔ ورنہ اِن لوگوں کی جان و مال سے خدمت کرنے میں کوتاہی نہ کرنا تاکہ قیامت کے دن اُن کی خدمت اور محبت کیوجہ سے اُن کے ساتھ ہی تمہارا حشر ہو۔

(۴) کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ نماز میں خشوع سے کیا مراد ہے؟ فرمایا! نمازی

کو اللہ کا خوف اور خشیت اسقدر ہو کہ اگر اسے تیر بھی مارا جائے تو اُسے خبر نہ ہو۔

(۵) تین کام ایسے ہیں کہ جو شخص ان میں سے ایک کو بھی دوست رکھے گا تو دوزخ اُس کی رگِ گردن سے بھی نزدیک ہو جائے گا۔ اول: عمدہ کھانا، دوم: امیروں کی محبت، سوم: عمدہ پوشاک۔ کیونکہ غالب یہ ہے کہ یہ تینوں کام ہوائے نفس سے ہوتے ہیں اور جو شخص ہوائے نفس کے تابع ہو، اُس کی جگہ دوزخ ہے۔

(۶) کسی نے آپ سے پوچھا کہ عالم کی عقوبت کسے کہتے ہیں؟ فرمایا! جس وقت کوئی مردِ عالم آخرت کی طلب سے ہٹ کر دنیا کی طلب میں مشغول ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے دنیا میں یہ عقوبت دیتا ہے کہ اطاعت کی لذت سے محروم کر دیتا ہے اور وہ کاہل ہو کر نیکیوں سے رہ جاتا ہے۔ اس وقت اُسے عقوبتِ آخرت میں مبتلا کر دیتا ہے۔

(۷) جو چلنے والا فنائے نفس کی حد پر نہ پہنچا ہوگا، جب وہ غصہ میں ہوگا تو شیطان اس پر قابو پالے گا۔ البتہ جو سالک فنائے نفس میں پہنچ گیا ہوگا، اُس کو غصہ نہ آئے گا، غیرت ہوگی۔ شیطان بھاگ جائے گا۔

☆/☆/☆

(۱۱)

حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمتہ اللہ علیہ

ریوگر نزد بخارا (ازبکستان) ۵۵۱ھ ○ ۷۱۵ھ ریوگر نزد بخارا (ازبکستان)

۱۱۵۶ء ۱۳۱۵ء

قطعہ تاریخِ وصال

خواجہ خالق کے جو خلیفہ تھے اُن کو رُتبے میں سب سے اعظم لکھ

سالِ رحلت جناب کا صابرؔ ''خواجہ عارف بہارِ عالم''، لکھ

۱۳۱۵ء

(حضرت صابرؔ براریؒ، کراچی)

☆

حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمتہ اللہ علیہ

(۱) جو شخص اپنی تدبیر کے دام میں دھنسا ہوا ہے وہ دوزخ کا مال ہے اور جو اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) کی تقدیر پر شاکر ہے وہ جنتی ہے۔

(۲) ایک دن حاضرین سے سوال کیا کہ:۔ کھانا کھاتے وقت جسم کا ہر عضو اپنے اپنے کام میں مشغول ہوتا ہے، دل کس کام میں مشغول ہوتا ہے؟ حاضرین نے کہا ذکرِ خدا میں۔ آپ نے فرمایا کہ اس موقع پر اللہ اللہ یا لاالہ کا ذکر نہیں کرتے بلکہ اس موقع پر نعمت پا کر نعمت دینے والے کی طرف توجہ جاتی ہے اور نعمت سے نعمت دینے والے کو دیکھتے ہیں۔

(۳) اگر دوست یہ چاہتے ہیں کہ اُن کا بوجھ کوئی اٹھائے تو یہ بہت مشکل ہے۔ اگر دوست یہ چاہتے ہیں کہ تم دوسروں کا بوجھ اٹھاؤ، تو تمام لوگ تمہارے ہی اُٹھانے کے قابل ہیں۔ (یعنی پورے جہان کا بوجھ اُٹھانا تمہاری ہی ذمہ داری ہے۔)

(۴) جو شخص اپنی تدبیر کے دام میں پھنسا ہوا ہے وہ دوزخ کا مال ہے اور جو اللہ تعالیٰ (جل جلالہٗ) کی تقدیر پر شاکر ہے وہ جنتی ہے۔

(۵) کھانا کھاتے وقت جسم کا ہر عضو اپنے اپنے کام میں مشغول ہوتا ہے، دل کس کام میں مشغول ہوتا ہے؟ حاضرین نے کہا کہ ذکرِ خدا (جل شانہٗ) میں۔ آپ نے فرمایا کہ اس موقع پر اللہ اللہ یا لاالہ کا ذکر نہیں کرتے بلکہ اس موقع پر نعمت پا کر نعمت دینے والے کی طرف توجہ جاتی ہے اور نعمت سے نعمت دینے والے کو دیکھتے ہیں۔

(۶) اگر دوست یہ چاہتے ہیں کہ اُن کا بوجھ کوئی اُٹھائے تو یہ بہت مشکل ہے۔ اگر دوست یہ چاہتے ہیں کہ تم دوسروں کا بوجھ اٹھاؤ، تو تمام لوگ تمہارے ہی اٹھانے کے قابل ہیں۔ (یعنی پورے جہاں کا بوجھ اٹھانا تمہاری ہی ذمہ داری ہے)۔

☆/☆☆

(۱۲)

حضرت خواجہ محمود الخیر فغنوی رحمتہ اللہ علیہ

الخیر فغنہ نزد بخارا ۶۲۷ھ ــــــ ○ ــــــ ۷۱۷ھ وابکنہ نزد بخارا (ازبکستان)

۱۲۳۰ء ــــــ ۱۳۱۷ء

قطعہ تاریخِ وصال

جانشین تھے وہ خواجہ عارفؒ کے | مردِ ہشیار اور شب بیدار
تھے نگاہوں میں سب کی اے صابرؔ | ''خواجہ محمود مہر و ماہِ وقار''

۱۳۱۷ء

(حضرت صابرؔ براریؒ، کراچی)

☆

حضرت خواجہ محمود الخیر فغنوی رحمتہ اللہ علیہ

(۱) ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ آپ ذکرِ جہر کس نیت سے کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا! تاکہ سویا ہوا، بیدار اور بیدار، غفلت سے ہشیار ہو جائے، راہ راست پر آجائے اور شریعت و طریقت پر استقامت حاصل کرے اور توبہ و انابت (خدا کی طرف رجوع، انکساری و عاجزی) کی طرف رغبت کرے۔ اُس شخص نے کہا کہ آپ کی نیت درست ہے اور آپ کیلئے یہ شغل جائز ہے لیکن ذکرِ جہر کی ایک حد مقرر کر دیجئے کہ جس سے حقیقت، مجاز سے اور بیگانہ، آشنا سے ممتاز ہو جائے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ ذکرِ جہر اُس شخص کیلئے جائز ہے جس کی زبان، جھوٹ اور غیبت سے پاک ہو، جس کا حلق، حرام و شبہ سے، دل ریا و سمعہ سے اور باطن توجہ بماسواء سے پاک ہو۔

(۲) حضرت عارف رحمتہ اللہ علیہ آخر وقت میں فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں اشارہ ہوا تھا کہ ایک وقت آنے والا ہے جبکہ طالبوں کو مصلحت کی بنا پر ذکرِ جہر اختیار کرنا پڑے گا اور اب وہ وقت آگیا ہے۔

☆/☆/☆

(۱۴)

حضرت خواجہ علی رامیتنی ملقب بہ عزیزان علی رحمتہ اللہ علیہ

رامیتن نزد بخارا ۵۹۱ھ — ۷۲۱ھ خوارزم (ازبکستان)

۱۱۹۵ء — ۱۳۲۱ء

قطعہ تاریخِ وصال

دین کی تبلیغ فرمائی جہاں — نُور سے معمور تھی وہ انجمن
اہلِ حق پہ اب بھی صابرؔ بالیقیں — "ہیں شہِ خواجہ علی سایہ فگن"

۱۳۲۱ء

(حضرت صابرؔ براری، کراچی)

☆

حضرت خواجہ علی رامیتنی ملقب بہ عزیزاں علی رحمتہ اللہ علیہ

(۱) حضرت شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی ؒ (جو آپ کے ہمعصر تھے) نے ایک درویش کو آپ کی خدمت میں بھیجا کہ تین مسئلے پوچھے اور ہر ایک کا جواب پایا۔ پہلا مسئلہ یہ تھا کہ ہم اور تُم آنے جانے والوں کی خدمت کرتے ہیں۔ تُم کھانے میں تکلف نہیں کرتے جبکہ ہم کرتے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ لوگ آپ کے ہاں حاضر ہونیکی آرزو کرتے ہیں اور ہماری شکائیت؟ آپ نے جواب دیا کہ "احسان جتا کر خدمت کرنے والے بہت ہیں اور احسانمند ہو کر خدمت کرنے والے کم ہیں۔ کوشش کرو کہ تم دوسری قسم سے ہوتا کہ کوئی تمہاری شکائیت نہ کرے"۔

دوسرا مسئلہ یہ تھا کہ تمہاری تربیت خواجہ خضر علیہ السلام سے ہوئی ہے۔ یہ کسطرح ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عاشق ہوتے ہیں، حضرت خضر علیہ السلام اُن کے عاشق ہوتے ہیں۔

تیسرا مسئلہ یہ تھا کہ ہم نے یہ سنا ہے۔ آپ ذکر جہر کرتے ہیں۔ یہ کسطرح ہے؟ آپ نے فرمایا! میں نے بھی سنا ہے کہ تم ذکرِ خفیہ کرتے ہو۔ پس تمہارا ذکر بھی جہر ہوا۔

(۲) مولانا سیف الدین ؒ (جو اس زمانے کے اکابر علماء میں سے تھے) نے آپ سے سوال کیا کہ تُم ذکرِ علانیہ کس نیت سے کرتے ہو؟ آپ نے فرمایا کہ تمام علماء کا اتفاق ہے کہ آخری دم میں ذکر بلند کرنا اور تلقین کرنا جائز ہے۔ بحکم حدیث شریف:۔ **لقنوا موتاکم بشھادۃ ان لا الٰہ الا اللہ** (تُم اپنے مردوں کو لا الٰہ الا اللہ کی شہادت کی تلقین کرو۔) درویشوں کا ہر دَم، دَمِ آخر ہے۔

(۳) حضرت شیخ بدر الدین ؒ (جو شیخ حسن بلغاری ؒ کے اصحاب کبار میں سے تھے) نے آپ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ جو ارشاد فرماتا ہے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا (احزاب) (اے ایمان والو! خدا کو بہت یاد کیا کرو۔) ذکرِ کثیر سے ذکرِ زبان مراد ہے یا ذکرِ دل؟ آپ نے فرمایا کہ مبتدی کیلئے ذکرِ زبان اور منتہی کیلئے ذکرِ دل۔ مبتدی ہمیشہ تکلف و عمل سے کام لیتا ہے جبکہ منتہی کے ذکر کا اثر دل تک پہنچتا ہے اور اُس کے تمام اعضاء، رگیں اور جوڑ ذکر کرنے لگتے ہیں۔ اُسوقت سالک ذکرِ کثیر سے متصف ہوتا ہے اور اُس حالت میں اُس کا ایک دن کا کام دوسروں کے سال بھر کے کام کے برابر ہوتا ہے۔

(۴) آپ نے فرمایا کہ یہ بات کہ اللہ تعالیٰ ہر شب و روز میں بندۂ مومن کے دل پر

تین سو ساٹھ بار نظرِ رحمت کرتا ہے، اسطرح ہے کہ دل تمام اعضاء کی طرف تین سو ساٹھ دریچے رکھتا ہے اور دل کے متصل تین سو ساٹھ رگیں جمندہ (کودنے والی) اور غیر جمندہ (نہ کودنے والی) ہیں۔ جب دل ذکر سے متاثر ہوتا ہے اور اُس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر خاص کا مستحق ہو جائے تو اُس نظر کے آثار دل سے تمام اعضاء کی طرف منشعب (منتشر) ہوتے ہیں۔ پس ہر ایک عضو اپنے اپنے حال کی مناسبت سے طاعت میں مشغول ہو جاتا ہے اور ہر عضو کی طاعت کے نور سے ایک فیض جس سے مراد نظرِ رحمت ہے دل کو پہنچتا ہے۔

(۵) آپ سے پوچھا گیا کہ ایمان کیا ہے؟ آپ نے اپنی صنعت (بافندگی) کی مناسبت سے جواب دیا کہ توڑنا اور جوڑنا۔ یعنی ماسواء (غیر اللہ) سے توڑنا اور اللہ تعالیٰ سے جوڑنا۔

(۶) آیہ کریمہ تُوبُوا اِلَی اللّٰہِ (تحریم) میں اشارت بھی ہے اور بشارت بھی۔ اشارت ہے توبہ کرنیکی اور بشارت ہے اُس کے قبول ہونیکی۔ کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ توبہ قبول نہ کرتا تو پھر توبہ کا امر بھی نہ کرتا۔ امر دلیل ہے قبول کی مگر دیدہ تصور کیا تھا۔

(۷) عمل کرنا چاہیے مگر نا کردہ خیال کرنا چاہیے اور اپنے آپکو ہمیشہ قصوروار سمجھنا چاہیے اور بصورتِ نقصان عمل کو از سر کرنا چاہیے۔

(۸) دو وقتوں پر اپنے آپ پر کڑی نگاہ رکھنی چاہیے۔ بات کرنے کیوقت اور کوئی چیز کھانے کے وقت۔

(۹) ایک روز حضرت خضر علیہ السلام، حضرت خواجہ عبدالخالقؒ (غجدوانی) کے پاس آئے۔ حضرت خواجہؒ نے جو کی دو روٹیاں گھر سے لاکر پیش کیں مگر حضرت خضر علیہ السلام نے تناول نہ کیں۔ خواجہؒ نے عرض کیا کہ تناول فرمایئے لقمہ حلال ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا! درست ہے لیکن خمیر کرنیوالا بے وضو تھا، ہمارے لئے اس کا کھانا روا نہیں ہے۔

(۱۰) جو شخص مسندِ ارشاد پر بیٹھے اور لوگوں کو راہِ خدا بتائے، اُسے پرندے پالنے والے کی طرح ہونا چاہیے جو ہر ایک پرندہ کے پوٹے سے واقف ہوتا ہے اور ہر ایک کو اُس کیلئے مناسب خوراک دیتا ہے۔ اسی طرح مُرشد کو بھی چاہیے کہ اپنے مریدوں میں سے ہر ایک کی تربیت اُسکی استعداد و قابلیت کے مطابق کرے۔

(۱۱) اگر تمام روئے زمین میں حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ کے فرزندوں میں سے ایک بھی ہوتا تو منصورؒ کبھی سُولی پر نہ چڑھتا۔ یعنی اگر حضرت خواجہؒ کے معنوی فرزندوں میں سے ایک بھی زندہ ہوتا تو وہ حسین منصور کی تربیت کرکے اُس مقام سے اُوپر لیجاتا۔

(۱۲) سالکانِ طریقت کو ریاضت و مجاہدہ کثرت سے کرنا چاہیے تاکہ وہ کسی مقام و مرتبہ پر پہنچ سکیں۔ لیکن مقصود کو جلد پہنچنے کا سب سے نزدیکی راستہ یہ ہے کہ سالک خلق اور خدمت کے ذریعے کسی صاحب دل کے دل میں گھر کرے۔ چونکہ گروہِ صاحبدلاں کا دل نظرِ حق کا مَورد (ٹھہرنے کی جگہ) ہے لہذا سالک کو اُس نظر سے حصہ مل جائیگا۔

(۱۳) ایسی زبان سے دُعا کرو کہ جن سے گناہ نہ کیا ہو تاکہ وہ دُعا درجہ قبولیت پائے۔ یعنی خدا کے دوستوں کے آگے تواضع اور التجا کرو تاکہ وہ تمہارے واسطے دُعا کریں۔

(۱۴) ایک روز کسی نے آپ کے سامنے یہ مصرع پڑھا۔ عاشقاں در دمے دو عید کنند۔ آپ نے فرمایا کہ عاشق ایک دم میں دو کیا تین عیدیں کرتے ہیں۔ اُس نے عرض کیا کہ اِسکی تشریح فرمادیجئے۔ حضرت نے فرمایا کہ بندے کی ایک یاد خدا تعالیٰ کی دو یادوں کے درمیان ہے۔ اللہ تعالیٰ پہلے بندے کو توفیق دیتا ہے کہ اُسکی یاد کرے۔ پھر جب بندہ اُسے یاد کرتا ہے تو اُسے شرفِ قبولیت سے مشرف فرماتا ہے۔ پس توفیق، یاد اور قبولیت تین عیدیں ہوئیں۔

(۱۵) ایک روز شیخ فخر الدین نوریؒ (جو اکابر وقت سے تھے) نے آپ سے سوال کیا کہ روزِ ازل میں جب اَلَستُ بِرَبِّکُم کے ساتھ سوال ہوا تو ایک گروہ نے لفظ "بلیٰ" کے ساتھ جواب دیا۔ مگر روزِ ابد میں جب اللہ تعالیٰ مَنِ الملکُ الیومَ کہے گا تو کوئی جواب نہ دے گا۔ اس کا سبب کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ روزِ ازل تکالیفِ شرعیہ کی وضع کا دن تھا۔ اور شرع میں گفت ہوتی ہے۔ مگر روزِ ابد تکالیفِ شرعیہ کے اُٹھا دینے اور ابتدائے عالمِ حقیقت کا دن ہے۔ اور حقیقت میں گفت نہیں ہوتی۔ اس لئے اُس روز اللہ تعالیٰ خود اپنے سوال کا جواب یوں دے گا۔ لِلّٰہِ الواحدِ القہار۔

(۱۶) اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت رکھو۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو ایسے شخص کے ساتھ محبت رکھو جو اللہ تعالیٰ کیساتھ محبت رکھتا ہو کیونکہ خدا کے مصاحب کا مصاحب، مصاحبِ خدا ہے۔

(۱۷) اگر کسی کے پاس بیٹھو اور خدا تعالیٰ کو بھول جاؤ تو اُس آدمی کو شیطان سمجھو۔ کیونکہ ایسا آدمی نما ابلیس بدرجہا بدتر ہے ابلیس لعین سے کہ ابلیس تو پوشیدہ طور پر وسوسہ ڈالتا ہے مگر آدمی نما ابلیس ظاہری طور پر۔

(۱۸) نیک کام سے نیک دوست بہتر ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ نیک کام سے تجھ میں تکبر و غرور پیدا ہو جائے مگر نیک دوست تو تجھے نیک کام ہی کا مشورہ دیگا۔

(۱۹) بعض دور والے مجھ سے نزدیک ہیں اور نزدیک والے دور۔ دور والے نزدیک

اسطرح ہیں کہ وہ ظاہری لحاظ سے تو دور ہیں مگر دل و جان سے نزدیک ہیں اور نزدیک والے دور اسطرح ہیں کہ وہ اگرچہ ظاہراً میرے پاس ہیں مگر دل و جان سے میرے ساتھ نہیں ہیں۔ یعنی وہ دل سے کاروبارِ دنیا اور ہوا و ہوس میں مشغول و مصروف ہیں لہذا مجھے دور والے نزدیک بہتر ہیں نزدیکان دور سے کیونکہ اِن سے تو نہ جان و دل کی نزدیکی کا اعتبار ہے نہ آب و گل کی۔

اگر در یمنے کہ بامنی پیش منی در پیش منی کہ بے منی در یمنی

(۲۰) کسی درویش نے آپ سے دریافت کیا کہ بالغ شریعت کس کو کہتے ہیں اور بالغ طریقت کون ہے؟ آپ نے فرمایا! بالغ شریعت وہ ہے کہ جس سے منی (غرور تکبر) خودی، خود بینی، نخوت) نکلے اور بالغ طریقت وہ ہے کہ جو منی سے باہر آئے یعنی اُسکی خودی جاتی رہے۔ اُس درویش نے یہ سنکر اپنا سر زمین پر رکھدیا۔ آپ نے ارشاد کیا، سر کے زمین پر رکھنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ جو کچھ سر میں (غرور تکبر) ہے وہ زمین پر رکھو۔

(۲۱) آپ کے فرزندار جمند اور جانشین حضرت خواجہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے آپکی خدمت میں عرض کیا کہ اس کے کیا معنی ہیں۔ الفقیر لامحتاج اللّٰہ (یعنی فقیر نہیں حاجت رکھتا طرف اللہ کی) آپ نے ارشاد فرمایا لایحتاج بالسئول اللّٰہ (یعنی فقیر سوال نہیں کرتا کیونکہ اللہ تعالیٰ علام الغیوب ہے لہذا اُس سے سوال کرنیکی کیا حاجت اور ضرورت ہے۔ وہ تو سب کی حاجتیں جانتا ہے اور پوری کرتا ہے۔

(۲۲) غنا، بے پروائی کو کہتے ہیں اور یہ اگرچہ بصورتِ تونگری معلوم ہوتی ہے مگر فقیری کے وصف سے ہے۔

(۲۳) اگر فقیر کے ہاتھ میں کچھ نہ ہو اور دل میں بھی کوئی خواہش نہ رکھتا ہو تو وہ فقیر محمود الصفات ہے۔ پھر اگر وہ الفقر فخری کا نعرہ بلند کرے تو درست ہے۔ لیکن اگر فقیر ہاتھ میں کچھ نہ رکھے مگر دل میں خواہاں ہو تو وہ گدائے محلہ ہے نہ کہ حضور سیّد عالم ﷺ کا تابع اور فرمانبردار، اور اگر فقیر ہاتھ میں کچھ رکھے اور دل میں بھی خواہاں ہو تو وہ فقیر مذموم الصفات ہے۔ اور سواد الوجہ کا دالفقران یکون کفرا اس پر صادق آتا ہے۔

(۲۴) کسی نے سوال کیا کہ حدیث الفقر سواد الوجہ اور دالفقران یکون کفرا متناقض حدیث الفقر فخری ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اولذکر دونوں حدیثیں اُن فقیروں کے حق میں ہیں جو اپنا فقر لوگوں پر ظاہر کرتے ہیں اور اُس کو ذریعہ گدائی ٹھہرا کر منفعت حاصل کرتے ہیں۔

(۲۵) اگر بندہ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ندا آئے کہ اے میرے بندے! ہم سے کچھ

مانگ، حاجت طلب کر۔ تو اس مقام پر شرطِ بندگی یہ ہے کہ بندہ خدا سے خدا کے سوا کچھ نہ مانگے۔

(۲۶) آپ کے صاحبزادہ خواجہ ابراہیمؒ نے عرض کیا کہ منصورؒ نے انا الحق کہا اور بایزیدؒ نے لیس جنتی سواہ، دونوں کے قول خلافِ شرع ہیں مگر منصورؒ کو سولی چڑھادیا گیا اور بایزیدؒ کو کچھ نہ کہا گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا:۔ دونوں قولوں میں بہت فرق ہے، منصورؒ نے پہلے اپنی ہستی پیش کی کہ "انا" کہا اور بایزیدؒ نے "نیستی" پیش کی اور "لیس" کہا۔

(۲۷) اگر کسی شخص کے پاس کچھ نہ ہو مگر اُس کے دل میں مال و دولت کی محبت نہ ہو تو اُس کو تجرید معنوی حاصل ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس اتنی بکریاں تھیں کہ ستر کتے اُن کی حفاظت کرتے تھے۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ باقی سامان کتنا ہوگا جو آپ نے سب کا سب اللہ کی راہ میں خرچ کردیا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس کتنا وسیع و عریض ملک تھا مگر آپ زنبیل بافی کرکے بسر اوقات کرتے تھے۔ حضرت شیخ ابو سعید ابوالخیرؒ مالدار تھے اور بڑی کروفر اور شان و شوکت ظاہری کے ساتھ رہتے تھے۔ اسی طرح بہت سے انبیاء اور اولیاء گزرے ہیں کہ جن کے پاس مال و متاع بکثرت تھا مگر اُن کے دل میں اُسکی ذرہ برابر محبت اور پرکاہ جتنی حیثیت نہ تھی، کیونکہ انہیں تجرید معنوی (باطنی طور پر مال و دولت سے علیحدگی) حاصل تھی۔

(۲۸) ایک شخص آپکی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھ کو بھول نہ جایئے گا۔ آپ نے فرمایا کہ بازار جاکر ایک کوزہ خرید کر ہمیں بطور تحفہ لا کردے دے۔ اُس نے ایسا ہی کیا۔ فرمایا کہ اب جب بھی کوزے کو دیکھا کروں گا تُجھ کو یاد کیا کروں گا۔

(۲۹) ایک مرتبہ علماء کا ایک گروہ آپ سے ملاقات کیلئے حاضر خدمت ہوا۔ دوران گفتگو ایک عالم نے کہا، علماء، پوست (جلد، کھال) ہیں اور فقراء، مغز (گری، گودا وغیرہ)۔ آپ نے فرمایا:۔ ہاں مغز، پوست کی حمایت (مدد، طرفداری، حفاظت) میں رہتا ہے۔

(۳۰) ایک شخص جو آپ کا منکر تھا، کہنے لگا کہ آپ تو بازاری آدمی ہیں۔ (آپ سُوت کی خرید و فروخت کیلئے بازار جایا کرتے تھے) آپ نے سن کر فرمایا کہ ہم تو زاری (رونا، عاجزی) چاہتے ہیں، پھر ہم کیوں نہ بازاری (رونے والا، عاجز، انکساری کرنے والا) ہوں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آہ و زاری، درد و سوز اور عجز و انکساری کرنا چاہیے۔ (حکیم الامت حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقام پر کیا خوب فرمایا ہے:۔

متاعِ بے بہا ہے دردِ سوزِ آرزو مندی مقامِ بندگی دیکر بھی نہ لوں شانِ خداوندی

(قصوری)

(۳۱) ارشاداتِ قدسیہ مذکورہ بالا کے علاوہ آپ کی تصنیف سے ایک رسالہ بھی ہے۔ اُس رسالہ میں آپ نے فرمایا ہے کہ سالکِ راہ کو دس شرطیں ہر وقت نگاہ میں رکھنی چاہئیں۔ طہارت، خاموشی، خلوت، روزہ، ذکر، نگہداشتِ خاطر، رضا بحکم خدا، صحبتِ صالحاں، شب بیداری اور نگہداشتِ لقمہ۔ تفصیل کیلئے اس رسالہ کا مطالعہ ضروری ہے۔

(۳۲) آپ کے اشعار میں سے یہ رُباعی بہت مشہور ہے۔

با ہر کہ نشستی و نشد جمع دلت	تو جس شخص کے پاس بیٹھا اور تیری دلجمعی نہ ہوئی
وز تو نرمید زحمتِ آب و گلت	اور تیری آب و گل کی کدُورت تجھ سے دور نہ ہوئی
از صحبتِ وے اگر تبرا نہ کنی	اگر تو اُسکی صحبت سے بیزار نہ ہو گا تو پھر
ہرگز نکند رُوحِ عزیزاں بحلت	عزیزاں کی رُوح تجھے کبھی معاف نہیں کرے گی۔

(۳۳) دل کو دنیا سے علیحدہ کرنا اور خدا کے ساتھ لگانے کا نام درویشی ہے۔

(۳۴) بندہ خدا نہیں ہو سکتا مگر خدا کی صفات سے متصف ہو جاتا ہے

(۳۵) کسی نے آپ سے پوچھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ مرد تین طرح کے ہوتے ہیں۔ پورا مرد، آدھا مرد، اور نامرد۔ اس کا مطلب کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پورے مرد کی صفت کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے۔ رِجَالٌ لا تلهيهم تِجارَة ولا بيع عَن ذِكرِ اللّٰه۔ (پارہ ۱۸، سورہ نور: ۳۷) وہ ایسے مرد ہیں جن کو خدا کی یاد سے تجارت اور خرید و فروخت غافل نہیں کر سکتی۔

آنحضرت ﷺ پر بھی یہی حال وارد تھا جس کو آپ نے بیان فرمایا ہے کہ فتنام عيناىَ وَ لاَ ينامه قلبى، ''میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا۔ (صحیح مسلم و صحیح بخاری)

آدھا مرد وہ ہے جس کے شغل میں ذکر قلبی کی بھی لذت آتی ہو مگر وہ اتنی ہی بات پر قانع ہو گیا ہو۔ یعنی یہ کیفیت کہ جب تک اس کی زبان ذکر میں مشغول رہے اس کا دل بھی اس ذکر سے لذت پاتا رہے۔ نامرد وہ ہے جو منافق ہو۔ یعنی ذکر کرے مگر خدا تعالیٰ کیلئے نہ کرے۔

(۳۶) مردانِ حق کے سامنے پوری رُوئے زمین ایک دستر خوان کی مانند ہے۔

(۳۷) حضرت سلیمان علیہ السّلام کا بڑا وسیع ملک تھا مگر آپ زنبیل بافی کر کے گزر اوقات کرتے۔

☆/☆/☆

(۱۴)

حضرت بابا محمد سماسی رحمۃ اللہ علیہ

سماس نزد بخارا ۵۹۱ھ — ۷۵۵ھ سماس نزد بخارا (ازبکستان)

۱۱۹۵ء — ۱۳۵۴ء

قطعہ تاریخ وصال

میّسر تھی خواجہ علی سے خلافت	ودیعت ہوئی تھی انہیں حق شناسی
ہوئے اب نگاہوں سے روپوش صابرؔ	''خواجہ عشق بابا محمد سماسی''

۱۳۵۴ء

(حضرت صابرؔ براری، کراچی)

☆

حضرت بابا محمد سماسی رحمتہ اللہ علیہ

(۱) حضرت شہنشاہ مشکلکشا خواجہ محمد بہاء الدین نقشبند بخاری قدس سرہ، جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: ۔اے فرزند! دعا میں یوں کہنا چاہیئے ”خدایا! اس بندہء ضعیف کو اپنے فضل وکرم سے اسی پر قائم رکھ جس میں تیری رضا ہے۔“ پھر ارشاد کیا کہ ”بے شک اللہ تعالیٰ کی رضا تو اس میں ہے کہ بندہ مصیبت میں مبتلا نہ ہو لیکن اگر وہ کسی حکمت کی وجہ سے اپنے کسی دوست پر مصیبت اور آزمائش نازل کرتا ہے تو اپنی عنائت سے اس دوست کو اس مصیبت اور آزمائش کو برداشت کرنے کی قوت عطا فرماتا ہے اور اس کی حکمت اس پر ظاہر کر دیتا ہے۔ خود اپنی مرضی واختیار سے مصیبت وتکلیف، دکھ اور درد اور رنج و بلا طلب کرنا دشوار ہے، گستاخی نہ کرنی چاہیئے۔“

(۲) دعا میں یوں کہنا چاہیے:۔

”خدایا! اس بندہ ضعیف اور صدحیف کو اپنے فضل وکرم سے اسی پر قائم رکھ جس میں تیری رضا ہے۔“

(۳) بے شک خدا عزوجل کی رضا تو اس میں ہے کہ بندہ بلا میں مبتلا نہ ہو، اگر وہ بنا بر حکمت اپنے کسی دوست پر بلا بھیجتا ہے تو اپنی عنائت سے اس دوست کو اس بلا کے برداشت کرنے کی قوت بھی عطا فرما دیتا ہے اور اس کی حکمت اس پر ظاہر کر دیتا ہے۔ اپنے اختیار سے بلا طلب کرنا دشوار ہے۔ گستاخی نہ کرنا چاہیئے۔

☆/☆/☆

(۱۵)

حضرت خواجہ سیّد شمس الدین امیر کلال رحمتہ للہ علیہ

قصبہ سوخار نزد بخارا ۶۷۶ھ ۱۲۷۸ء — ۷۷۲ھ ۱۳۷۰ء قصبہ سوخار نزد بخارا (ازبکستان)

قطعہء تاریخ وصال

باغ زہرہ کے خوبصورت پھول — خواجہء خواجگاں امیر کلالؒ

لکھ دو ان کے مزار پر تاریخ — ”عزتِ گلستاں امیر کلالؒ“

۱۳۷۰ء

(حضرت صابر براریؒ، کراچی)

☆

حضرت خواجہ سیّد امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ

آخری ایام میں جب آپ پر ضعف غالب آ گیا اور جسم کمزور پڑ گیا تو اپنے صاحبزادوں اور ارادتمندوں کو جمع کر کے یہ وصیتیں فرمائیں۔

(۱) جب تک تم زندہ رہو طلب علم سے ایک قدم بھی دور نہ رہو کیونکہ طلب علم تمام مسلمانوں پر فرض ہے اور حضور سیّد عالم ﷺ کی سنت ہے۔ حضور ﷺ کی پیروی سے سرمو تجاوز نہ کرو کیونکہ جملہ سعادتیں اسی عمل سے حاصل ہوتی ہیں۔ اول (۱) علم ایمان۔ دوم (۲) علم نماز۔ سوم (۳) علم روزہ۔ چہارم (۴) علم زکوٰۃ۔ پنجم (۵) علم حج۔ ششم (۶) والدین کی خدمت کا علم۔ ہفتم (۷) صلہ رحم اور رعایت ہمسایہ کا علم۔ ہشتم (۸) خرید و فروخت کا علم۔ نہم (۹) حلال وحرام کا علم۔ ان امور سے ناواقفی کی بنا پر لوگ تباہی کے بھنور میں جا گرتے ہیں۔

دنیا طلبان ز حرص مستند ہمہ　　　از بہر درم جملہ شکستند ہمہ
آں عہد کہ با خدای بستند ہمہ　　　موسیٰ کش و فرعون پرستند ہمہ

(۲) عزیزو! یقین جانو کہ دنیا داروں کی دوستی اللہ تعالیٰ کے راستے کی بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ خدا داں بنو اور خدا خواں بھی تاکہ تمہارے دین وایمان کا زیاں نہ ہو۔ ہر حالت میں خدا سے ڈرتے رہو اور یاد رکھو کہ خدا ترسی سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں ہے۔ جو شخص خدا سے نہیں ڈرتا اس سے مت ڈرو۔ ہاں جو خدا سے ڈرتا ہے اس سے تم بھی ڈرو۔ خدا ترس کو مت تکلیف دو، ایسا نہ ہو کہ اس کی بددعا سے مبتلائے مصیبت ہو جاؤ۔

ای بسا نیزہ عدو شکناں　　　لخت لخت از دعائے پیر زناں
آہ یک پیر زن کند بہ شجر　　　نہ کند صد ہزار تیر و تبر

(۳) فرمایا:۔ دوسروں کے دل موہ لینے کی پوری پوری کوشش کرو کیونکہ۔

درراہ خدا دو کعبہ آمد منزل　　　یک کعبہ صورت است و یک کعبہ دل
تا بتوانی زیارت دلہا کن　　　کافزوں ز ہزار کعبہ بود یک دل

(۴) آپ نے فرمایا:۔ عزیزو! جہاں تک ممکن ہو، اللہ تعالیٰ کے ذکر پر زیادہ توجہ دو۔ ذکر ایسا کرو کہ اس سے نفی واثبات نمایاں ہوتی ہوں۔ " لا الٰہ " کہنے میں ماسوائے حق کی نفی کرو اور اس کے بعد "الا اللہ " سے ذات واحد جو والدین، اولاد اور ہر قسم کی احتیاج ومدد سے پاک اور بے نیاز ہے، کا اثبات کرو۔ اس وقت تم صحیح طور پر ذکر کرنے والے بنو گے۔ کلمہ طیبہ کے

بعض نے یہ معانی لکھے ہیں کہ "میں نے دین اسلام اور اس کے تقاضے مان لیے ہیں"۔ بعض نے لکھا ہے:۔ "جو کچھ حضرت محمد ﷺ چاہتے تھے اسے ہم نے مان لیا ہے۔ اور جس چیز کو وہ نہیں مانتے تھے، اس سے ہم بھی بیزار ہیں۔" بعض نے کہا ہے:۔ "کلمہ طیبہ، حق کا ماننا اور باطل کا رد کرنا ہے۔" میرے عزیزو! اس کلمے کے معنی جان کر اس پر عمل کرو تو حقیقی صاحب تصوف بنو گے۔ یاد رکھو، کپڑے، پانی سے پاک ہوتے ہیں۔ زبان، ذکر الٰہی سے جسم، نماز سے، مال و دولت، زکوٰۃ دے کر پاک ہوتے ہیں۔ اور تمہارا پورا وجود نفی ماسوا اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی سے پاک ہوتا ہے۔

قومی بگزاف در غرور افتادند　　　واندر طلب حور و قصور افتادند
معلوم شود چو پردہا بر گیرند　　　کز کوے تو دور دور افتادند

(۵) میرے عزیزو! اخلاص اختیار کرو اور دوسروں پر رحم کرو تاکہ نجات پاؤ۔

میازار مور و نیازار کس　　　رہ رستگاری ہمیں است و بس
(سعدیؔ)

(۶) فرمایا:۔ دل، زبان اور جسم کی پاکیزگی، حلال کے لقمے سے حاصل ہوتی ہے۔ آدمی کے معدے کو پانی کا حوض جانیئے۔ حوض سے مختلف سمتوں میں پاک پانی اسی صورت میں نکل سکے گا جبکہ خود حوض پاک پانی کا مجموعہ ہو۔ حضرت سیّد عالم ﷺ نے فرمایا:۔ "جو کوئی چالیس دن تک حلال روزی کھائے، اللہ تعالیٰ اس کے دل اور زبان کو علم وحکمت سے بھر دے گا اور اس کا دل روشن ہونے لگے گا"۔ مگر شرط یہ ہے کہ تقویٰ کو ہر حال میں اپنا شعار بنائے رکھے۔

تقوی وخوف وترس واخلاص وزہد وعلم　　　صبر ویقین واطاعت وخیرات بر دوام
عہد و فا وصدق وسخا وصفا وحلم　　　مردی ومردمی ونکوئی بہ خاص وعام
اینہا ہمہ صفات کمالی اند در روش　　　مرد آں زمان شوی کہ شوی در روش تمام

(۷) فرمایا:۔ سالک تائب رہے کیونکہ توبہ سب طاعتوں کا سرچشمہ ہے۔ توبہ یہ ہے کہ پہلے اپنے کیئے پر دل میں نادم وشرمندہ ہو، پھر ترک گناہ کی نیت کرے اور اس کے بعد ان گناہوں کا ارتکاب نہ کرے، اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور گناہوں کی معافی مانگے۔

(۸) فرمایا:۔ اتنی گریہ زاری کرو کہ اپنی توبہ کی قبولیت کا یقین ہو جائے اور تائب کے لقب کے سزاوار بن سکو۔ روزی کا غم دل سے نکال دو اور آخرت کے غم سے فکرمند رہو، عبادت کرتے رہو کیونکہ یہ بندہ ہونے کی علامت ہے۔

(۹) ارشاد کیا:۔ جانتے ہو، ارادت کیا ہے؟ ارادت، رضائے خداوندی کا حصول ہے۔ یہ بری عادتیں ترک کرنے، وفائے عہد، ادائے امانت اور ترک خیانت کا نام ہے۔ دیکھے تو اپنی غلطی کو اور نہ دیکھے تو اپنے اعمال کے مرتبے کو، اور ہمیشہ ذکر خدا میں مشغول رہے۔ اللہ کا نام لیئے بغیر کوئی کام شروع نہ کرو تا کہ قیامت کے دن اپنے عمل کی وجہ سے دین سے نادم نہ ہو۔ عزیزو! کوئی کام کرنے سے قبل خوب سوچ لیا کرو۔

سخن دانستہ گو چیزی کہ گوئی　　　بدل دانستہ بہتر گو نگوئی
بمیدان فصاحت گو گرانی　　　مران بس کرم تا در سر ندانی

(۱۰) عزیزو! اللہ تعالیٰ کے احکام خاکساری سے بجالاؤ، تم جہاں بھی ہو، علم و عمل کی طلب کا ثبوت دو، علم و عمل حاصل کرنیکی خاطر آب و آتش کے طوفان سے بھی گزرنا سیکھو۔

در بادیہ علم دویدن چہ خوش است　　　وز عالم دین سخن شنیدن چہ خوش است
صد بار باتفاق با دل گفتم　　　از صحبت نااہل بریدن چہ خوش است

(۱۱) عزیزو! ہر حالت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرائض بجالاتے رہو، غیر شرعی باتوں اور بدعتوں سے بچتے رہو اور اس آیت مبارک کو پیش نظر رکھو:۔ ”اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں۔“ حضرت فضیل عباسؒ کا واقعہ ہے۔ انہوں نے سردی کے موسم میں شیخ عبدالعلامؒ کو پسینہ میں شرابور دیکھا۔ پوچھا:۔ اس موسم میں آپ کی مبارک پیشانی پر یہ پسینہ کیسا؟ جواب دیا:۔ ”یہاں نہی منکر کا ایک موقعہ تھا۔ میں برائی سے منع کرسکتا تھا مگر نہ کیا۔ اب بیقرار ہوں کہ اس سستی کا ازالہ کیسے کروں اور قیامت کے دن کس تدبیر سے نجات پاؤں؟ عزیزو! غور کرو، تم ہر روز امر معروف اور نہی منکر سے کس قدر غفلت برتتے ہو۔ تمہیں اپنے اور دوسروں کی اصلاح کی کتنی فکر ہے؟

اے ہر نفسی صد گنہ از من دیدہ　　　و انگہ پردۂ من بکرم نہ دریدہ
اے من بترم از ہر چہ بعالم بترست　　　اے لطف تو از من بتر آمر زیدہ

(۱۲) عزیزو! اپنے اعمال کی کسوٹی سنت رسول ﷺ کو بناؤ۔ جو کام اس کسوٹی پر پورا اترے وہ مقبول ہے ورنہ غلط اور گمراہی ہے۔

(۱۳) عزیزو! اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے حقوق کا خیال رکھو۔ اس کی بشارتوں سے خوش اور وعیدوں سے ڈرو۔ کھانے، پینے، اٹھنے، بیٹھنے، اور ہر کام میں احکام خداوندی کا خیال رکھو۔

ولا امروز کارے کن کہ فریادت رسد فردا　　　نہ باشی طالب چیزے کہ اوشورش دہد سررا
بخوان از علم دیں چیزے کہ عالم بہتر از جاہل　　　بہ بیں از راہِ حق را ہے کہ بینا بہ ز نابینا
ولا امروز کاری کن کہ کارت می شود آنجا　　　نباشی طالبِ کاری کہ دشوارت شود آنجا

(۱۴) عزیزو! کام کرو، محنت سے اتنی روزی حاصل کرو کہ جو احتیاجات کے لیئے اکتفا کرے، نہ اتنی کہ اس سے عیش و عشرت اور اسراف کی راہیں کھلنے لگیں۔ خرچ میں میانہ روی اختیار کرو۔ نہ اسراف و فضول خرچی ہو اور نہ ہی کنجوسی اور تنگدلی۔ ارشاد رسول ﷺ ہے کہ سب کاموں میں میانہ روی بہتر ہے۔ روزی حلال کھاؤ۔

رو بہ عقبیٰ زر حلال بود　　　دل ہما نجا بود کہ مال بود
ہر چہ زنجا بری نگہ دارند　　　بہ قیامت ہمانت پیش آرند

(۱۵) عزیزو! جمع مال کی ہوس نہ رکھو، جو ملے اسے خرچ کرتے رہو۔

خورو پوش و بخشائے راحت رساں　　　نگہ می گزاری ز بہر کساں

احتیاج سے جو بچے، بچانے میں حرج نہیں، مگر بھروسہ اس ذخیرہ پر نہ ہو، خدا پر ہو۔ نیند آئے تو اتنا سوؤ جس سے اطاعت کی قوت بحال ہو سکے۔ عزیزو! اللہ کو یاد کیئے بغیر مت سو جاؤ، غافل نہ ہو جاؤ۔ حضرت رسالت مآب ﷺ کا فرمان ہے کہ ”جاہل کی عبادت سے عالم کی نیند بہتر ہے“۔

خواب بیداریست چو با دانش است　　　وائے بیداری ء کہ نادانش است

(۱۶) روزوں کی پوری پابندی کرو، روزے کا ظاہر از سحر تا غروب آفتاب کھانے پینے سے پرہیز کرنا ہے لیکن اس کا باطن سب اعضاء و جوارح پر پابندیاں لگاتا ہے۔ آنکھ حرام نہ دیکھے، زبان سے ناجائز باتیں نہ نکلیں، کان فواحش سننے کے عادی نہ بنیں اور ہاتھ خراب اور غلط کام کرنے سے رکے رہیں۔ اس سے بھی آگے حقیقت روزہ یہ ہے کہ دل غرور، حسد، لالچ، ریاکاری، نفاق، کینہ، اور تکبر سے پاک ہو جائے۔

کبر و حسد و بخل و نفاق و کینہ　　　اوصاف بشر، طبیعت دیرینہ
ہرگز بہ مقام ہیچ مردی نہ رسی　　　تازیں ہا پاک نہ داری سینہ

(۱۷) میرے عزیزو! تمہیں چاہیئے کہ ادائے زکوٰۃ کا اہتمام کرو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے۔ ”جو زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز، روزہ، حج، اور جہاد نامقبول رہتے ہیں“۔ ایک دوسرا ارشاد رسول ﷺ ہے:۔ ”بخیل، اللہ کی رحمت، اس کے بندوں کے دلوں اور بہشت سے دور ہے

اور دوزخ سے قریب ہے۔ سخی، اللہ کی رحمت، اس کے بندوں کے دلوں اور بہشت سے قریب ہے اور دوزخ سے دور"۔

(۱۸) عزیزو! اچھے اخلاق اور جوانمردی سے آدمی واقعی انسان بنتا ہے۔

(۱۹) فرمایا: مجھ سے پہلے مشائخ نے اپنے مریدوں کو وصیتیں کیں اور انہوں نے ان پر عمل کر کے اپنی دنیا و عقبیٰ سنوارے۔ مجھے امید ہے کہ میرے مرید بھی میری بات سنیں گے اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ انہیں عمل کرنے کی توفیق دے۔

(۲۰) عزیزو! لوگ وصال حق سے اس لیئے محروم رہتے ہیں کیونکہ انہوں نے دنیائے دوں کو اپنا مقصود بنا رکھا ہے لیکن صوفی کو چاہیئے کہ ذات باری تعالیٰ کی معرفت کے بارے میں اپنا عقیدہ درست رکھے اور بدعت سے بچے۔ اسے چاہیے کہ ہر بات کی دلیل پر غور کرے تا کہ بوقت پُرسش بتا سکے۔

میرے عزیزو! حیف ہے اگر تمہیں دین کے بارے میں پوچھیں اور تم بتا نہ سکو۔ دوسروں کے لیئے پوشیدہ باتیں طبقۂ صوفیہ کی خاطر آشکار ہوتی ہیں، پھر آپ علم و دانش سے غفلت برت کر اہل ظاہر سے پیچھے کیوں رہ جاؤ۔

عزیزانِ من! طبقۂ صوفیہ میں، ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ اپنا ایک دوست رکھتا ہے۔ جس کی برکت سے دوسروں کی لغزشیں معاف ہوتی رہتی ہیں۔ اس دوست خدا اور مرد حق کو تلاش کرو تا کہ دونوں جہانوں کی نعمتوں سے مالا مال ہو جاؤ۔ لیکن علمائے دین کی خدمت کرنے میں پیش قدمی کرو کیونکہ آنحضرت ﷺ نے انہیں "وارثانِ انبیاء" کہا ہے۔ اور یہ کہ جس نے علم اور علماء کو چاہا اس نے زندگی بے خطا گزاری۔

ز دانائی دمی ارزد جہانی — نیرزد صد سر نادان بہ نانی
مگر کز صحبت دانا زیان است — وگریابی ز عمرت حاصل آں است
وراں کن جہد تا دانش پذیری — نکو باشی اگر دانا بہ میری

(۲۱) عزیزو! دنیا کے طالبوں کی ہمنشینی نہ کرو اور جاہلوں سے دوری اختیار کرو۔

ببر از جاہل ارچہ خویش باشد — کہ رنج او ز راحت بیش باشد

(۲۲) بے وقوف کی صحبت آدمی کو خدا سے دور کر دیتی ہے۔ تم لوگ سماع و رقص کرنے والوں کی محفل میں نہ جاؤ کیونکہ یہ لوگ دل کی صلاحیت کو خراب کر دیتے ہیں۔ سماع کرنے والوں کو حال نہیں، ان کی نظر میں "حال یہ تو ہے کہ چھری ماری جائے اور خبر نہ ہو۔"

سماع آساں بود بر صوفی گرم — چو آتش ہست جوشیدن چہ کار است

(۲۳) عزیزو! اجازت و رعایت سے استفادہ نہ کرو تا کہ صاحب عزم بنو۔ رعایات سے مستفید ہونا کمزوروں کا شیوہ ہے۔ اس سے زیادہ کیا کہوں، حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ جو قطب عارفین، برہان محققین اور مرشد سالکین تھے، اشارات پر اکتفا فرماتے تھے کیونکہ عاقل کے لیئے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔ العاقل تکفیہ الاشارۃ۔

ازیں بہ نصیحت نہ گوید کسی — دگر عاقلی یک اشارت بس است

حضرت سیّد امیر کلالؒ کی مذکورہ وصیتیں اکثر مریدوں نے سنیں جو خود بھی منصب رشد و ہدایت پر فائز تھے۔ حضرت کے چار صاحبزادے تھے۔ امیر برہان، جو حضرت خواجہ محمد بہاء الدین نقشبندؒ کی زیر تربیت تھے۔

سیّد امیر شاہ، شیخ یادگارؒ کے زیر نظر تھے۔ امیر حمزہؒ، جو مولانا عارفؒ کے مرید تھے۔ چوتھے فرزند امیر عمرؒ، مولانا جمال الدین دہ آسیائیؒ کی تربیت میں تھے۔ چار خلفا اور چار ہی فرزند تھے۔

دلا یارے طلب کن گر توانی — چناں یاری کہ بردی جاں فشانی
چو یابی دوستی مخلص نگہ دار — بہ ستی دامنش از دست مگذار
ترا گر یافت شد ما را خبر کن — وگرنہ ایں حکایت مختصر کن

حضرت امیر کلالؒ نے دریافت فرمایا، میرے بیٹو! تم میں کون اللہ کے بندوں کی خدمت کا کام سنبھالے گا۔ سب نے عرض کیا، ہم میں اتنی استطاعت کہاں مگر آپ جسے حکم دیں ہم سب اس کا حکم مانیں گے۔

خدمت بجان کنیم اگر باشدت قبول — ای دولت و سعادت ما گر تست قبول

اس پر حضرت امیرؒ نے مراقبہ کیا اور حضرت امیر حمزہؒ کی طرف اشارہ کیا۔ فرمایا: مشائخ کی ارواح نے تمہارا ہی اشارہ کیا ہے۔ امیر حمزہؒ معذرت کرنے لگے کہ میرے مخدوم! مجھ میں اتنی طاقت کہاں اور اس قدر استعداد کیسے ہو سکتی ہے۔ فرمایا، اے بیٹے! یہ کام تمہارا مقدر ہو چکا ہے۔ مانو نہ مانو تمہیں بار خلافت سنبھالنا ہی پڑے گا۔ — مابدست یار دادیم اختیار خویش را۔

اس کے بعد حضرت امیر کلالؒ نے پھر حضرت امیر حمزہؒ کی طرف اشارہ کیا اور پھر گوشہ تنہائی میں تشریف لے گئے اور تین دن تک کسی سے بات نہ کی۔ تین دن کے بعد مراقبہ سے سر اٹھایا اور خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا میں مصروف ہو گئے۔ حاضرین مجلس نے بصد ادب و احترام سوال کیا

کہ اے مخدوم! آپ نے جو تین دن رات خلوت فرمائی ہے، ہمیں بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اس کا سبب کیا ہے؟ حضرتؒ نے ارشاد کیا کہ میں اس دوران گوشۂ تنہائی میں دریائے حیرت میں غوطہ زن تھا کہ قیامت کے دن ہمارا اور ہمارے یاروں کا کیا حال ہوگا؟ آخر ہاتف غیبی نے ہمارے باطن میں یہ ندا دی کہ "اے امیر کلالؒ! ہم نے تجھ پر، تیرے یاروں پر، تیرے دوستوں پر اور ان لوگوں پر جن پر آپ کے لنگر کی مکھی بیٹھی ہو، رحمت کی اور سب کے گناہ معاف کر دیئے۔" تم خوش ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے تم پر رحمت کرے گا اور تمہارے گناہوں سے درگزر کریگا۔

شادم کہ زمن بر دل کس بارے نیست — کس راز من و کار من آزارے نیست
گر نیک شمارند و اگر بد گویند — با نیک و بدم ہیچ کسی کارے نیست

"اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی اور لطف خاص سے تم سب پر رحم فرمائے"۔ یہ فرمایا اور اسی روز اللہ تعالیٰ کے جوار رحمت میں پہنچ گئے۔

ایں مزرعہ را پیش کساں کاشتہ اند — ناکام گذشتند و بگذاشتہ اند
رفتند یگان یگان کنوں میدروند — ہر نیک و بدی کہ در جہاں کاشتہ اند

(۲۴) دُنیا میں ایسی مشغولیت نہ ہو جس سے دین جاتا رہے۔

(۲۵) توبہ کرتے رہو، توبہ تمام عبادتوں کا سر ہے۔

(۲۶) علماؤ صلحاء کی صحبت میں رہو کیونکہ وہ دین کے چراغ ہیں۔

(۲۷) جاہلوں کی صحبت سے دُور رہو اور دُنیا داروں کی صحبت اختیار نہ کرو کیونکہ اُن کی صحبت اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) سے دور کرتی ہے۔

☆/☆/☆

(۱۶)

حضرت خواجہ سیّد بہاء الدین محمد نقشبند بخاری رحمتہ اللہ علیہ

قصر عارفاں، بخارا ۷۲۸ھ — ۱۳۲۸ء

۷۹۱ھ قصر عارفاں، بخارا (ازبکستان) — ۱۳۸۹ء

قطعہ تاریخ وصال

چھپ گئے ہیں چشم عالم سے بظاہر وہ مگر — رکھتے ہیں عالم میں آب و تاب خواجہ نقشبند
سال رحلت حضرت سیّد بہاء الدین کا — کہیے اے صابرؔ "دُرِ نایاب خواجہ نقشبند"

۱۳۸۹ء

(حضرت صابرؔ براریؒ، کراچی)

حضرت خواجہ سیّد بہاء الدین محمد نقشبند بخاری رحمتہ اللہ علیہ

(۱) اس (سلوک) کے راستے میں وجود کی نفی، نیستی اور اپنے تئیں کم سمجھنا بڑا کام ہے۔ مقصد حقیقی کی دولت کا حاصل ہونا قبولیت پر موقوف ہے۔ میں نے اس معاملہ میں موجودات کے طبقوں میں سے ہر طبقہ کی سیر کی اور اپنے آپ کا ذروں میں سے ہر ذرے کے ساتھ مقابلہ کیا اور اپنے آپ سے سب کو بہتر دیکھا۔ یہاں تک کہ میں نے فضلات کے طبقہ کی بھی سیر کی اور ان میں فائدہ دیکھا مگر اپنے آپ میں کوئی فائدہ نہ پایا۔ کتے کے فضلہ تک پہنچا اور خیال کیا کہ اس میں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ایک مدت تک میں نے اپنے آپ کو اس خیال پر برقرار رکھا۔ آخر کار معلوم ہوا کہ اس میں بھی کوئی فائدہ ہے۔ غرض مجھے تحقیق سے معلوم ہوگیا کہ مجھ میں کسی طرح کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ جیسا کہ کسی نے کہا ہے۔

از ہیچ کسی خویشتن بے خبرم — میں اپنی ناقدری سے بے خبر ہوں۔
از ہیچ سگے بہ نیم اِلّا بترم — میں کسی کتے سے اچھا نہیں بلکہ بدتر ہوں
ہر چند بحال خویش مے نگرم — میں ہر چند اپنے حال پر غور کرتا ہوں۔
یک حبہ نیرزد قدم تا بسرم — میں سر سے قدم تک ایک پائی (معمولی) بھی قدر و قیمت نہیں رکھتا۔

(۲) ایک دن ایک لڑکا اپنے گھر سے نکلا۔ قرآن شریف اس کے پاس تھا اس نے حضرت خواجہ کو سلام کیا۔ جب آپ نے قرآن مجید کو کھولا تو یہ آیت نکلی:۔

وکلبھم باسط ذراعیہ بالوصید — "اور ان کا کتا اپنے دونوں ہاتھ چوکھٹ پر پھیلا رہا ہے"۔

(سورہ کہف:۱۸)

حضرت خواجہ نقشبند نے فرمایا کہ امید ہے کہ ہم وہ ہوں گے۔

(۳) کبار اہل حقیقت کا قول ہے کہ اس راستے کا سالک اگر اپنے نفس کو سو بار فرعون کے نفس سے بدتر نہیں جانتا وہ ہمارے رستے میں نہیں ہے۔

(۴) جن دنوں حضرت خواجہ نقشبندؒ، شہر خرخس میں جلوہ افروز تھے، ملک حسین شاہ ہرات کے قاصد شاہی فرمان لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ فرمان میں لکھا تھا کہ ہمیں درویشوں کی صحبت کا اشتیاق ہے، آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ اگرچہ آپ کو ملوک و سلاطین

سے ملاقات پسند نہ تھی مگر اس خیال سے کہ اگر ملک حسین، خرخس کی طرف آیا تو عوام کے لیے مشکلات پیدا ہوں گی، لہٰذا بذات خود ہرات تشریف لے گئے۔ جب بادشاہ کی مجلس میں پہنچے تو وہاں بڑا ہجوم تھا اور سلطنت کے ارباب بست و کشاد اور ملازمین کی ایک بڑی جماعت حاضر تھی۔ بادشاہ نے حضرت خواجہؒ سے سوال کیا کہ آپ کی درویشی موروثی ہے؟ حضرت خواجہؒ نے جواب دیا کہ نہیں۔ بحکم جذبۃ من جذبات الحق توازی عمل الثقلین (جذبات حق میں ایک جذبہ جن وانس کے عمل کے برابر ہے۔) ایک جذبہ پہنچا اور اس سعادت سے مشرف ہوگیا۔ بادشاہ نے پوچھا، کیا آپ کا طریقہ ذکر جہر اور سماع و خلوت ہے۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ نہیں۔ بادشاہ نے پوچھا کہ پھر تمہارا طریقہ کیا ہے؟ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ کے سلسلہ کا قول ہے کہ "خلوت در انجمن" چاہیے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ "خلوت در انجمن" کیا ہے؟ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ ظاہر میں خلق کیساتھ اور باطن میں حق کے ساتھ ہونا۔

از دروں شو آشنا و ز بروں بیگانہ وش — آنچنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

(باطن کے ساتھ حق کی آگاہی اور بظاہر بیگانگی، ایسی روش اور ایسا طریقہ دنیا میں بہت ہی کم دیکھنے میں آتا ہے۔)

بادشاہ نے کہا کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔

رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللّٰہ (سورہ نور، ۳۷) — "وہ مرد کہ غافل نہیں ہوتے سودا کرنے میں، نہ بیچنے میں اللہ کی یاد سے"

(۵) اگرچہ نماز اور روزہ اور ریاضت و مجاہدہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا طریقہ ہے مگر ہمارے نزدیک وجود کی نفی سب طریقوں سے اقرب (بہت زیادہ قریب) ہے اور یہ ترک اختیار اور دید قصور کے سوا حاصل نہیں ہوتی۔

(۶) ایک روز حضرت خواجہؒ کی زبان مقدس سے نکلا کہ اس راستے کے سالکوں کے لیے ماسوا کے ساتھ تعلق نہایت بڑا حجاب ہے۔

یہ سن کر خواجہ صالح بن مبارک بخاریؒ کے دل میں خیال آیا اس صورت میں ایمان و اسلام کے ساتھ تعلق بھی مضر ہونا چاہیئے۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ کیا تو نے ابن منصور حلاجؒ کی یہ بیت نہیں سنی۔

كفرت بدين الله و الكفر واجب لدى و عند المسلمين قبيح

"میں اللہ کے دین سے کافر ہوا اور یہ کفر میرے نزدیک واجب ہے اور مسلمانوں کے نزدیک برا ہے"۔ ا

پھر فرمایا کہ ایمان واسلام حقیقی درکار ہے اور اہل حقیقت نے ایمان کی تعریف یوں کی ہے:۔

الايمان عقد القلب بنفي جميع ماتو لهت لقلوب اليه من المضار و المنافع سوى الله عزو جل .

"ایمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا وہ تمام مضار ومنافع جن پر دل شیدا ہیں۔ ان کی نفی کا اعتقاد جازم رکھے"۔

(۷) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ نماز مومن کی معراج ہے۔ یہ ارشاد نماز حقیقی کے درجات کی طرف اشارہ ہے۔ بدیں طور کہ نماز میں تکبیر تحریمہ کے وقت چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی اکبریت نمازی کے وجود میں حال ہو جائے اور اس میں خشوع وخضوع پیدا ہو جائے یہاں تک کہ استغراق کی حالت طاری ہو جائے۔ اس صفت کا کمال جناب رسالت مآب ﷺ کو حاصل تھا۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہے کہ نماز میں پیغمبر ﷺ کے سینہ مبارک سے تابنے کی دیگ کے جوش کی مانند آواز آیا کرتی تھی۔ (شمائل ترمذی)

(۸) بخارا کے علماء میں ایک عالم نے حضرت خواجہ نقشبندؒ سے سوال کیا کہ نماز میں حضور کس چیز سے حاصل ہوتا ہے؟ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ "طعام حلال سے جو وقوف قلبی و آگاہی سے کھایا جائے۔ نماز سے خارج اوقات میں اور وضو اور تکبیر تحریمہ کے وقت بھی وقوف کی رعایت چاہیئے"۔

(۹) حدیث قدسی میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ روزہ میرے واسطے ہے۔ یہ صوم حقیقی کی طرف اشارہ ہے جو ماسوائے حق سے امساک کلی (مکمل دوری) کا نام ہے۔

(۱۰) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ آتش دوزخ سے میری امت کا نصیب ایسا ہے جیسا کہ آتش نمرود سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نصیب تھا۔ اور نیز ارشاد کیا کہ میری امت گمراہی پہ متفق نہ ہوگی۔ ان حدیثوں سے امت سے مراد امت متابعت ہے۔ امت تین قسم کی ہے۔ ایک امت دعوت جس میں سب شامل ہیں۔ دوسرے امت اجابت جو ایمان لائے ہیں۔ تیسرے امت متابعت جو ایمان لا کر حضور سید عالم ﷺ کی پیروی کرتے ہیں۔

(۱۱) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے "کہ میرے لیئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک وقت ہے

کہ مجھ میں اس وقت میں کوئی مقرب فرشتہ نہیں سماتا اور نہ نبی مرسل"۔ اس ارشاد کے معنی ایک تو یہ ہیں کہ میرا ایک حال ایسا ہوتا ہے کہ اس حال میں کوئی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل ملحوظ نہیں ہوتا۔ یہ حال متبدی کا بھی بعض اوقات میں ہوا کرتا ہے۔ دوسرے معنی یہ ہے کہ میرا ایک حال ایسا ہوتا ہے کہ وہ حال مقرب فرشتہ اور مرسل کے حال سے اعلیٰ واشرف ہوتا ہے۔

(۱۲) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے (۹۹) نام ہیں، ایک کم سو۔ جو شخص ان کا شمار کرے وہ بہشت میں داخل ہوگا۔ اس ارشاد مبارک میں شمار کرنے کے ایک معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں کا ورد کرے اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ ان ناموں کو جانے۔ اور ایک معنی یہ ہیں کہ ہر نام کے مقتضا (مناسبت) کے مواقف عمل کرے۔ مثلاً جب رزاق کہے تو روزی کا غم اس کے دل پر بالکل نہ گزرے اور جب متکبر کہے تو عظمت وکبریائی وبادشاہی کو خدا ہی کی ملک سمجھے۔

حضرت خواجہؒ سے سوال کیا گیا کہ جب ننانوے کا ذکر کیا گیا تو ایک کم سو کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ آپ نے فرمایا کہ بطور تاکید کے اس واسطے ذکر کیا گیا کہ عرب کو حساب میں کچھ مہارت نہ تھی اور نہ ان کو اس طرف توجہ تھی۔ اسی سبب سے جناب رسالتمآب ﷺ نے مہینہ کے دنوں کی تعداد بیان کرنے کے لیئے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں اٹھا کر اشارہ فرمایا کہ مہینہ ایسا ہوتا ہے، ایسا ہوتا ہے، ایسا ہوتا ہے اور تیسری بار تو (۹) انگلیاں اٹھائیں اور محسوس کرا دیا کہ مہینہ ۲۹ دن کا ہوتا ہے۔ اور زبان مبارک سے نہ فرمایا۔

(۱۳) تیرا حجاب تیرا وجود ہے۔ دع نفسک وتعال یعنی نفس کو دروازے پر چھوڑ اور اندر جا۔ ے

از تو تا دوست رہ بسے نیست تو ئی
در رہ تو خاشاک وخسے نیست تو ئی

صحیح حدیث میں جو اماطة الاذی عن الطریق۔ ۲، (راستے سے آزار دہ چیز کو دور کرنا) آیا ہے۔ اس سے وجود بشریت کی نفی کی طرف اشارہ ہے۔ اور حدیث قدسی میں جو وارد ہے کہ:۔

نفسک مطیتک فارفق بها
(تیرا نفس تیری سواری ہے، تو اس کے ساتھ نرمی کر۔)

یہ نفس مطمئنہ (حکم الٰہی پر چلنے والا) کی طرف اشارہ ہے۔ جو الا مارحم ربی۔ ۳، کی خلعت سے مشرف ہوگیا ہے۔

(۱۴) ولایت ایک نعمت ہے۔ ولی کو چاہیے کہ وہ جانے کہ میں ولی ہوں تا کہ اس نعمت

کا شکر ادا کرے۔ عنایت الٰہی ولی کے شامل حال ہوتی ہے۔ اس کو بحال خود نہیں چھوڑا جاتا بلکہ اس کو بشریت کی آفتوں سے بچایا جاتا ہے۔ خوارق عادات اور احوال و کرامات کے ظہور کا کچھ اعتبار نہیں۔ افعال و اقوال میں استقامت درکار ہے۔ شیخ عبدالرحمٰنؒ نے اپنی کتاب حقائق التفسیر میں آیت فاستقم کما امرت کی تفسیر میں ارباب حقیقت میں سے ایک نقل کیا ہے کہ تو استقامت کا طالب بن اور کرامت کا طالب نہ بن، کیونکہ تیرا رب تجھ سے استقامت طلب کرتا ہے اور تیرا نفس تجھ سے کرامت طلب کرتا ہے۔

صوفیہ کرام کے اقوال میں سے ہے کہ اگر ولی باغ میں آئے اور درختوں کے ہر پتے سے یہ آواز آئے، یا ولی اللہ! تو چاہیے کہ ظاہر و باطن میں سے اس کی آواز کی طرف کچھ التفات نہ ہو، بلکہ بندگی و تضرع میں اس کی کوشش ہر لحظہ زیادہ ہو۔ اس مقام کا کمال حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو حاصل تھا بلکہ خدا کا احسان اور اکرام و انعام آپ ﷺ پر جس قدر زیادہ ہوتا اسی قدر آپ ﷺ کی بندگی اور نیازمندی اور مسکنت زیادہ ہوتی۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ فرماتے ہیں، "کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟"

(۱۵) گروہ صوفیہ کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) مقلد (۲) کامل (۳) کامل مکمل، مقلد اس پر عمل کرتا ہے جو اپنے شیخ سے سنتا ہے۔ کامل، فیض رسانی میں اپنی ذات سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ کامل مکمل، کے سوا کوئی دوسروں کی تربیت نہیں کرتا اور نہ ہی کر سکتا ہے۔

(۱۶) ہمارہ طریق نوادر سے ہے اور محکم دست آویز (سند، جس سے اپنا مطلب و مدعا ثابت کر سکیں) ہے۔ اور سنت مصطفیٰ ﷺ کے دامن کو پکڑنا اور آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ کے آثار کی پیروی کرنا ہے۔ اس راہ میں ہمیں بفضل الٰہی ۴ لایا گیا ہے۔ اول سے آخر تک ہم نے یہی فضل الٰہی مشاہدہ کیا ہے نہ کہ اپنا عمل، اس طریقہ میں تھوڑے سے عمل سے بہت فتوح حاصل ہوتی ہیں۔ مگر سنت کی متابعت کی رعایت بڑا کام ہے۔

(۱۷) ہمارہ طریق صحبت ۵، ہے کیونکہ خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں آفت ہے۔

(۱۸) خیریت جمعیت میں ہے اور جمعیت، صحبت میں ہے بشرطیکہ ایک دوسرے میں نفی ہو جائیں۔

(۱۹) مرشد کو چاہیے کہ طالب کے تینوں حال (ماضی، حال اور مستقبل) سے باخبر ہو، تاکہ اس کی تربیت کر سکے۔ طالب کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ جس وقت خدا تعالیٰ کے

دوستوں میں سے کسی دوست کی صحبت میں ہو، اپنے حال سے واقف ہو اور صحبت کے زمانے کا گزشتہ زمانہ سے مقابلہ کرے۔ پس اگر وہ نقصان سے کمال کی طرف کچھ تفاوت دیکھے تو بحکم اصبت فالزم (تو نے پالیا، پس لازم پکڑ) اس بزرگ کی صحبت کو اپنے اوپر فرض جانے۔

(۲۰) ہمارا طریقہ "سب ادب ہی ادب ہے"۔ طلب راہ کی ایک شرط ادب ہے۔ ایک ادب اللہ تعالیٰ کی نسبت ہے اور ایک ادب رسول خدا احمد مجتبیٰ محمد ﷺ کی نسبت ہے اور ایک ادب مشائخ طریقت کی نسبت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نسبت ادب یہ ہے کہ ظاہر و باطن میں بشرط کمال بندگی اس کے احکام بجالائے اور ماسوا سے بالکل منہ پھیرے۔ رسول خدا ﷺ کی نسبت ادب یہ ہے کہ اپنے آپ کو ہمہ تن ان کی اتباع و پیروی کے مقام میں رکھے اور تمام حالات میں آپ ﷺ کی واجب خدمت کو نگاہ میں رکھے اور آپکو تمام موجودات اور اللہ تعالیٰ کے درمیان واسطہ سمجھے۔ جو کوئی ہے اور جو کچھ بھی ہے سب کا سر آپ کے آستان عزت پر ہے۔ جو ادب مشائخ کے لیئے طالبوں پر لازم و واجب ہے وہ اس طرح ہے کہ مشائخ کرام، سنت مصطفیٰ ﷺ کی پیروی و اتباع کے سبب سے اس مقام پر پہنچ گئے ہیں کہ لوگوں کو حق کی طرف بلائیں۔ پس درویش کو چاہیے کہ غیب و حضور (موجودگی اور عدم موجودگی) میں ان کا ادب ملحوظ رکھے۔

(۲۱) ذکر کی تعلیم کسی کامل سے مکمل ہونی چاہیے تاکہ موثر ہو اور اس کا نتیجہ ظہور میں آئے۔ تیر بادشاہ کی ترکش سے لینا چاہیے تاکہ شایان حمایت ہو۔

(۲۲) وقوف عددی، علم لدنی ۶، کا اول مرتبہ اور درجہ ہے۔

(۲۳) لا الٰہ نفی آلہہ طبیعت ہے اور الا اللہ اثبات معبود بحق۔ اور مقصود ذکر سے یہ ہے کہ ذاکر کلمہ توحید کی حقیقت کو پہنچ جائے۔ بہت دفعہ کہنا شرط نہیں اور کلمہ توحید کی حقیقت یہ ہے کہ اس کلمہ کے کہنے سے ماسوا بالکل نفی ہو جائے۔

(۲۴) وقوف زمانی جو سالک کا کارگزار (مستعد) ہے یہ ہے کہ یہ سالک اپنے احوال سے واقف رہے کہ ہر زمانہ میں اس کا حال کیسا ہے۔ موجب شکر ہے یا موجب عذر خواہی۔

(۲۵) سالکین خواطر شیطانی و نفسانی کے (۷) دور کرنے میں متفاوت ہیں بعضے ایسے ہیں کہ پیشتر اس کے نفس و شیطان سے کوئی خطرہ دل میں آئے، اسے دیکھ لیتے ہیں اور رد ہیں سے اس کو دور کر دیتے ہیں اور بعضے ایسے ہیں کہ خطرہ کو قرار پکڑنے کے بعد دفع کرتے ہیں۔ مگر یہ چنداں مفید نہیں۔ ہاں اگر اس کے منشا اور اس کے انتقالات کے سبب کو معلوم کر لیں تو فائدہ سے خالی نہیں۔

(۲۶) راہ کہ جس کے ذریعے عارف مقصودِ حقیقی کو پالیتے ہیں اور دوسرے محروم رہ جاتے ہیں، تین ہیں۔ (۱) مراقبہ (۲) مشاہدہ (۳) محاسبہ۔ خالق کی طرف دوام نظر اور مخلوق کی رویت کا نسیان (یعنی مخلوق کے خیال و لحاظ کا بھول جانا) مراقبہ کہلاتا ہے۔ یعنی سالک کو چاہئے کہ ہر وقت جناب باری تعالیٰ کی طرف نظر رکھے اور تمام مخلوقات کی ہستی کی پیشانی پر نیستی و فنا و نسیان کا خط (لکیر) کھینچ دے۔ مراقبہ کا دوام نادر چیز ہے۔ اس گروہ میں سے کم ہیں جنہوں نے یہ بات حاصل کی ہے۔ ہم نے اس کے حصول کا طریق معلوم کرلیا ہے۔ اور وہ نفس کی مخالفت ہے۔

مشاہدہ سے مراد ان واردات غیبیہ کا معائینہ ہے جو دل پر نازل ہوتے ہیں۔ چونکہ وارد جلدی گزرنے والا ہے اور قرار نہیں پکڑتا، تاہم اس وارد کا ادراک نہیں کرسکتے۔ مگر صفت بسط و قبض (دل کے خدا کی طرف متوجہ ہونے اور کبھی نہ ہونیکی صفت) جو ہم میں پیدا ہوتی ہے اسے معلوم کرلیتے ہیں۔ قبض میں صفت جلال کا مشاہدہ کرتے ہیں اور بسط میں صفت جمال کا۔

محاسبہ یہ ہے کہ ہر ساعت جو کچھ ہم پر گزرے اس کا حساب کریں کہ اس میں غفلت کیا اور حضور کیا ہے؟ اگر دیکھیں کہ سراسر نقصان ہے تو بازگشت کریں اور عمل کو از سرنو کریں۔ چونکہ راستہ ان تین میں منحصر ہے اور دوسرے لوگ اس کا غیر طلب کرتے ہیں۔ اسلیئے محروم رہ جاتے ہیں۔

(۲۷) ''جس شخص ۸ نے اللہ کو پہچان لیا، اس پر کوئی شے پوشیدہ نہیں رہتی'' حضرت خواجہ علاءالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کلمہ قدسیہ سے حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کی مراد یہ ہے کہ عارف پر اشیاء کا ظاہر ہونا اس کی توجہ پر موقوف ہے۔

(۲۸) ''مشائخ میں سے ہر ایک کے آئینہ کی دو جہت ہیں جبکہ ہمارے آئینہ کی چھ جہت ہیں''۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی اس کلمہ قدسیہ کی شرح میں فرماتے ہیں کہ آئینہ سے مراد عارف کا قلب ہے۔ جو روح و نفس کے درمیان واسطہ اور ذریعہ ہے۔ دو جہت سے مراد (۱) جہت روح اور (۲) جہت نفس ہے۔ دوسرے طریقوں کے مشائخ جب مقام قلب پر پہنچتے ہیں تو قلب کی دونوں جہت منکشف ہو جاتی ہیں اور دونوں مقاموں کے علوم و معارف جو مناسب قلب ہیں، فائض ہوتے ہیں بخلاف حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ، کے طریق کے کہ اس میں آئینۂ قلب کے لیئے چھ جہت پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس کا بیان یوں ہے کہ اس طریقہ علیہ کے اکابر پر یہ بات منکشف ہوگئی ہے کہ لطائف ستہ (۱۔نفس، ۲۔قلب، ۳۔روح، ۴۔سر، ۵۔خفی، ۶۔اخفیٰ) جو کلیۂ افراد انسانی میں ثابت ہیں وہ تنہا قلب میں بھی متحقق ہیں۔ چھ جہت سے حضرت خواجہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کی مراد لطائف ستہ قلب ہیں۔ پس باقی مشائخ کی سیر ظاہر قلب پر ہے اور

مشائخ نقشبندیہ کی سیر باطن قلب میں ہے۔ اور وہ اس سیر سے قلب کے ابطن (بہت گہرائی) میں پہنچ جاتے ہیں۔ اور مقام قلب میں اُن پر ان چھ لطیفوں کے علوم و معارف جو اس مقام کے مناسب ہیں، منکشف ہو جاتے ہیں۔ (رسالہ مبداء و معاد)

(۲۹) ''چالیس سال سے ہم آئینہ داری کرتے ہیں، ہمارے آئینہ نے کبھی غلطی نہیں کی''۔ اس ارشاد گرامی میں حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ نے اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اولیاء اللہ جو کچھ دیکھتے ہیں۔ نور فراست سے دیکھتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کیا ہے اور جو کچھ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے وہ بے شک صواب و درست ہوتا ہے۔

شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ، کی سیر آسمان و زمین کے تمام طبقات میں جاری تھی۔

(۳۰) حضرت عزیزان علیہ رحمتہ الرحمٰن کا ارشاد ہے کہ اس گروہ کی نظر میں زمین دسترخوان کی طرح ہے اور ہم کہتے ہیں کہ روئے ناخن کی طرح ہے۔ کوئی چیز ان کی نظر سے غائب نہیں۔ منقول ہے کہ ارشاد مذکور کے وقت حضرت عزیزاں رحمتہ اللہ علیہ دسترخواں پر تھے۔ اسی کے مناسب یہ فرما دیا اور خواجہ قدس سرہٗ نے نعت دائرہ ولائت کی نسبت سے فرمایا ہے۔ ورنہ عارف کے دل کی بزرگی کی شرح نہیں ہو سکتی۔

(۳۱) اگر درویش کے پاؤں میں کانٹا چبھ جائے تو اسے پہچاننا چاہیئے کہ یہ کہاں سے ہے۔

(۳۲) حدیث میں ہے الکاسب حبیب اللہ یعنی کسب کرنیوالا اللہ تعالیٰ کا حبیب ہے۔ اس حدیث میں کسب رضا کی طرف اشارہ ہے نہ کہ کسب دنیا کی طرف۔

(۳۳) متوکل کو چاہیئے کہ اپنے آپ کو متوکل خیال نہ کرے اور اپنے توکل کو کسب میں چھپائے۔

(۳۴) جو شخص اپنے آپ کو بکلیّت خود اللہ تعالیٰ کے سپرد کردے، اس کا غیر سے التجا کرنا شرک ہے۔ یہ شرک عام لوگوں کے لیئے معاف ہے مگر خواص کے لیئے معاف نہیں۔

(۳۵) اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا کی خرابی کیلیے موجود کیا ہے مگر لوگ مجھ سے دنیا کی عمارت طلب کرتے ہیں۔

(۳۶) اگر اس موجود سے خراب کوئی اور وجود ہوتا تو فقر کے اس خزانہ کو وہاں رکھتے کیونکہ خزانہ ہمیشہ ویرانہ میں پوشیدہ رکھتے ہیں۔

(۳۷) اہل اللہ، بار خلق (لوگوں کا بوجھ) اسلیئے اٹھاتے ہیں کہ ان کے اخلاق کی

اصلاح ہو جائے یا کسی ولی سے ملاقات ہو جائے۔ اس لیئے کہ کوئی ولی ایسا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نظر عنایت اس پر نہ ہو۔ خواہ ولی اس سے واقف ہو یا نہ ہو۔ پس جو شخص اس ولی سے ملے گا، اس نظر الٰہی سے اسے فیض ملے گا۔

(۳۸) تو شمع کی طرح بن اور تو شمع کی طرح نہ بن۔ شمع کی طرح بن کے معنی یہ ہیں کہ تو دوسروں کو روشنی پہنچائے اور شمع کی طرح نہ بن کے معنی یہ ہیں کہ تو اپنے آپ کو تاریکی میں رکھے۔

(۳۹) اس راستے (راہ سلوک) میں صاحب پندار اور تکبر (مغرور) کا کام نہایت مشکل ہے۔

(۴۰) جس شخص نے کسی روز ہمارا جوتا بھی سیدھا کیا، ہم اس کی شفاعت کریں گے۔

(۴۱) درویش کو چاہیئے کہ جو کچھ کہے حال سے کہے۔ مشائخ طریقت کا قول ہے کہ جو شخص ایسے حال سے کلام کرتا ہے جو اس میں نہیں حق تعالیٰ کبھی اس کو اس حال کی سعادت نہ بخشے گا۔

(۴۲) یہ ضروری نہیں کہ جو دوڑے گا وہ گیند لے جائے مگر ملتی اسی کو ہے جو دوڑتا ہے۔ یہ اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ اس راہ میں ہمیشہ کوشش کرتا رہے۔

(۴۳) حضرت سید عالم ﷺ کی دعا کی برکت سے مسخ صورت اس امت سے مرتفع (دور کر دی گئی) ہے مگر مسخ باطن باقی ہے۔

اندریں امت نبا شد مسخ تن　　　لیک مسخ دل بود اے ذوالفطن

(۴۴) اولیاء اللہ کو اسرار پر آگاہی ہے اور آگاہی دی جاتی ہے لیکن وہ بغیر اجازت کے ان کو ظاہر نہیں کرتے۔ کہتے ہیں کہ جس کے پاس جو کچھ ہے اسے چھپاتا ہے اور جس کے پاس کچھ نہیں ہے وہ شور مچاتا ہے۔ "اسرار کا چھپانا ابرار کا کام ہے"۔

(۴۵) ہم سے جو کچھ خواطر اور اعمال و افعال خلق کے اظہار کی نسبت صادر ہوتا ہے اس میں ہم درمیان نہیں، یا تو الہام سے ہمیں آگاہ کر دیتے ہیں یا کسی کے واسطہ سے ہم تک پہنچا دیتے ہیں۔

(۴۶) درویشی کیا ہے؟ باہر بے رنگ اور اندر بے جنگ۔

تا دریں خرقہ ایم از کس ما　　　ہم نرنجیم و ہم نرنجانیم

(۴۷) میں نے اکابرین میں سے ایک سے پوچھا کہ درویشی کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ زبونی و خواری (یعنی بے عزتی اور ذلت و خواری)۔

(۴۸) درویش کو تحمل و برداشت کے مقام میں ڈھول کی طرح رہنا چاہیئے کہ ہر چند طمانچہ کھائے مگر صدائے مخالف اس سے ظاہر نہ ہو۔

(۴۹) درویش اہل نقد ہیں۔ آئندہ پر نہیں چھوڑتے۔

امروز ہیں بدیدہ باطن جمال دوست　　　اے بیخبر حوالہ بفردا چہ میکنی

الصوفی ابن الوقت (وہ صوفی جو وقت اور حالات کا تابع ہو اور حالات کو بدلنے کی طاقت نہ رکھتا ہو) کا اشارہ اسی صفت کی طرف ہے۔

خردمند زاں کس تبرا کند　　　کہ او کار امروز فردا کند

(۵۰) حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی علم منطق پڑھے تو کس نیت سے پڑھے؟ فرمایا کہ حق و باطل کے امتیاز کی نیت سے۔

(۵۱) جس شخص کی قابلیت کا بیضہ مختلف صحبتوں کے سبب سے فاسد ہو گیا، اس کا معاملہ دشوار ہے۔ سوائے اہل تدبیر (اولیاء اللہ) کی صحبت کے (جو سرخ گندھک کی طرح کمیاب ہے) درست نہیں ہو سکتا۔

جز صحبت عاشقاں مستاں مپسند　　　دل در ہوس قوم فرومایہ مبند
ہر طائفہ ات بجائے خویش کشند　　　چغدت سوئے ویرانہ وطوطی سوئے قند

(۵۲) خواجہ مسافر خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ کی صحبت مقدسہ میں بہت رہا کرتا تھا اور ان کی خدمت کیا کرتا تھا۔ مگر سماع (راگ) کی طرف میرا بہت میلان تھا۔ ایک روز میں نے آپ کے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ اتفاق کیا کہ قوال و دف کو بلا کر حضرت خواجہؒ کی مجلس میں سماع میں مشغول ہو جائیں اور پھر دیکھیں کہ حضرت کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا اور گانے بجانے والوں کو لے آئے۔ حضرت خواجہؒ اس مجلس میں بیٹھے اور کسی طرح سے بھی منع نہ فرمایا۔ آخیر میں آپ نے فرمایا کہ ہم یہ کام نہیں کرتے اور انکار بھی نہیں کرتے۔ ۱۰

(۵۳) بندہ کے اختیار ثابت کرنے میں بہت سعادت ہے تا کہ اگر کوئی عمل رضائے حق تعالیٰ کے خلاف اس سے سرزد ہو جائے اور وہ اپنا اختیار سمجھے تو اس کی توفیق کا شکر ادا کرے۔

(۵۴) مشائخ کا قول ہے:۔ المجاز قنطرۃ الحقیقۃ (مجاز حقیقت کا پل ہے۔) اس سے مراد یہ ہے کہ تمام عبادات ظاہری خواہ قولی ہوں یا فعلی، مجاز ہیں۔ جب تک سالک ان سے نہ گزرے گا، حقیقت کو نہ پہنچے گا۔ ۱۱

(۵۵) اگر طالب کو اپنے شیخ مقتدا کے معاملہ میں کوئی مشکل پیش آئے تو چاہیئے کہ حتی المقدور صبر کرے اور بے اعتقاد نہ ہو جائے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ اس کی حکمت اس پر ظاہر ہو جائے اور اگر صبر کی طاقت نہیں اور مبتدی ہو تو شیخ سے دریافت کرے کیونکہ اس کے لیئے سوال جائز ہے اور اگر طالب متوسط الحال ہو تو سوال نہ کرے۔

(۵۶) ماوراء النہر کے بڑے بڑے اہل اللہ میں سے ایک نے حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ سے پوچھا کہ سیر و سلوک سے مقصود کیا ہے؟ حضرت خواجہؒ نے ارشاد فرمایا کہ مقصود معرفت تفصیلی ہے۔ اس بزرگوار نے پھر دریافت کیا کہ معرفت تفصیلی کسے کہتے ہیں؟ حضرتؒ نے ارشاد فرمایا کہ معرفت تفصیلی سے مراد یہ ہے کہ حضرت سیّد عالم ﷺ سے جو کچھ بطریق اجمال قبول کیا گیا ہے، اسے بطریق تفصیل پہچانا جائے اور دلیل و برہان کے مرتبے سے کشف و عیاں کے مرتبہ تک رسائی ہو جائے۔

(۵۷) حضرت خواجہ قدس سرہٗ سے دریافت کیا گیا کہ جس وقت اللہ تعالیٰ کسی درویش سے کوئی حال واپس کر لے تو وہ کیا کرے۔ آپ نے ارشاد کیا کہ اگر اس حال کا کچھ بقیہ باقی ہے تو وہ اس امر کی دلیل ہے کہ اس سے تضرع و نیاز مطلوب ہے۔ پس وہ اللہ تعالیٰ سے اس کا سوال کرے اور اگر کچھ بھی باقی نہ رہا تو وہ اس امر کی دلیل ہے کہ اس سے صبر و رضا مطلوب ہے۔

(۵۸) آپ سے دریافت کیا گیا کہ بلا اور بلوے میں کیا فرق ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ بلا بہ نسبت ظاہر ہے اور بلوی بہ نسبت باطن۔

(۵۹) خدا طلبی، بلا طلبی ہے۔ احادیث قدسیہ میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ ”جس نے مجھے دوست رکھا، میں نے اسے ابتلاء میں ڈالا“۔ یہ بات ظاہر ہے کہ محبت کے لیئے وظیفہ لازم اور ضروری ہے کہ محب، محبوب کا متلاشی ہو۔ محبوب جس قدر زیادہ عزیز ہوتا ہے اسکی طلب کی راہ میں بلا (دکھ، مصیبت) زیادہ ہوتی جاتی ہے اور احادیث میں وارد ہے کہ ایک شخص نے حضور سیّد عالم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! میں آپکو دوست رکھتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر تو فقر ۱۲ کے لیئے تیار رہ۔ ایک اور شخص نے عرض کیا کہ میں خدا کو دوست رکھتا ہوں۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بلا کیلئے تیار رہ۔

(۶۰) حضرت خواجہ قدس سرہٗ سے سوال کیا گیا کہ کرامات کے بارے میں درویش کیا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ کرامتوں کا کیا ذکر۔ جو کچھ بھی ہے کلمہ توحید کی حقیقت کے مقابلہ میں نفی ہے۔ اصحاب کرامت سب کے سب محجوب ہیں اور عارف، کرامت کی طرف نظر کرنے سے دور

رکھے گئے ہیں“۔

(۶۱) حضرت خواجہ قدس سرہٗ سے پوچھا گیا کہ اہل اللہ کو جو لوگوں کے خطرات و احوال و اعمال کی بصیرت و شناخت ہوتی ہے، وہ کہاں سے ہے؟ فرمایا کہ اس نور کی فراست سے ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمایا ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے ”تم مومن کی فراست ۱۳ سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے“۔

(۶۲) لوگوں نے آپ سے کرامت طلب کی تو آپ نے فرمایا کہ ہماری کرامت ظاہر ہے کہ باوجود اتنے گناہوں کے ہم روئے زمین پر چل سکتے ہیں بلکہ پھر رہے ہیں۔

(۶۳) مرید سے احوال کا ظاہر ہونا، شیخ کی کرامت ہے۔

(۶۴) حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس سرہ، سے لوگوں نے پوچھا کہ ہم جنازہ کے آگے کون سی آیت پڑھیں۔ شیخ نے فرمایا کہ یہ بیت پڑھنا۔

چیست ازیں خوبتر در ہمہ آفاق کار
دوست رسد نزد دوست یار بنزدیک یار

حضرت خواجہ نقشبندؒ نے ارشاد کیا کہ یہ پڑھنا بڑا کام ہے۔ تم ہمارے جنازہ کے آگے یہ بیت پڑھنا۔

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو
شیئاً للہ از جمال روئے تو
دست بکشا جانب زنبیل ما
آفریں بردست و بر بازوئے تو

(۶۵) حضرت خواجہ عبیداللہ احرارؒ کا بیان ہے کہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ میں نے مکہ معظمہ میں زاداللہ تعالیٰ شرفاً وکرامۃً دو شخصوں کو دیکھا کہ ایک نہایت بلند ہمت اور دوسرا نہایت پست ہمت، پست ہمت وہ تھا جسے میں نے طواف میں دیکھا کہ خانہ کعبہ کے دروازے کے حلقہ پر ہاتھ رکھا ہوا ہے اور ایسی متبرک جگہ اور ایسے عزیز و مقدس وقت میں اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ اور مانگ رہا ہے۔ بلند ہمت وہ جوان تھا جسے میں نے بازار منیٰ میں دیکھا کہ کم و بیش پچاس ہزار دینار کا سودا خرید و فروخت کیا اور اس عرصہ میں اس کا دل ایک لحظہ بھی یاد الٰہی سے غافل نہ ہوا۔

(۶۶) حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ سے پوچھا گیا کہ صوفیہ کرام کا قول ہے کہ فقیر، اللہ کا محتاج نہیں۔ اس قول سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ سوال کرنے کی حاجت کی نفی ہے جیسی من سوالی علمہ بحالی ۱۴ اسی مقام کی طرف اشارہ ہے۔

(۶۷) حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ سے پوچھا گیا کہ بعض مشائخ کا ارشاد ہے کہ

الصوفی غیر مخلوق (صوفی غیر مخلوق ہے۔) اس کا مطلب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ بعض اوقات صوفی کیلئے ایک وصف و حال ہوتا ہے کہ وہ نابود ہوتا ہے۔ مشائخ کا یہ قول اسی وقت کی نسبت ہے ورنہ صوفی مخلوق ہیں۔

(۶۸) حضرت خواجہ قدس سرہ، سے دریافت کیا گیا کہ اذاتم الفقر فھو اللّٰہ ۱۵ کے معنی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ "یہ بندہ کی ہستی اور اس کی صفات کے باقی رہنے کی طرف اشارہ ہے"۔

(۶۹) ایک شخص نے حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کیا کہ فلاں شخص بیمار ہے اور آپ کے دل مبارک کی توجہ کا طالب ہے۔ آپ نے فرمایا، پہلے خستہ دل کی حاجت پھر اس کے بعد شکستہ دل کی طرف توجہ ۱۶۔

(۷۰) ہمارا روزہ ماسوا کی نفی ۱۷ اور ہماری نماز مقام مشاہدہ ۱۸ ہے۔۔۔ یہ رباعی آپ کی ہے۔ ۱۹

تا روئے تو دیدہ ام من اے شمع طراز — نے کار کنم نہ روزہ دارم نہ نماز
ور بے تو بوم نماز من جملہ فجار — چوں با تو بوم فجار من جملہ نماز

(۷۱) بیس (۲۰) سال سے بفضل خدا ہم مقام بے صفتی ۲۰ سے مشرف ہیں۔

(۷۲) حقیقت اخلاص فنا کے بعد حاصل ہوتی ہے جب تک بشریت غالب ہوتی ہے حاصل نہیں ہوتی۔

ساقی قدحے کہ نیم مستیم — مخمور صباحئ الستیم
مارا تو بما مماں کہ تاما — باخویشتیم بت پرستیم

(۷۳) ہم فضلی ہیں۔ ہم دو سو آدمی تھے جنہوں نے طلب کے کوچہ میں قدم رکھا مگر فضل الٰہی مجھ پر ہوا۔

(۷۴) جو کچھ دیکھا گیا اور سنا گیا اور سمجھا گیا وہ سب غیر ہے اور حجاب ہے۔ حقیقت کلمہ لا سے اس کی نفی کرنی چاہیے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ، حضرت خواجہ نقشبندؒ کے اس کلمہ قدسیہ کو نقل کر کے یوں تحریر فرماتے ہیں۔

"پس کثرت میں وحدت کا شہود بھی شایان نفی ہوا اور جو کچھ شایان نفی ہے وہ اس جناب قدس سے منتفی ہے۔ (فناہ ہونے والا)۔ حضرت خواجہؒ کے اس کلام نے مجھے اس شہود

سے نکالا ہے اور مشاہدہ و معائنہ کی گرفتاریوں سے نجات بخشی ہے اور لباس کو علم سے جہل کی طرف اور معرفت سے حیرت کی طرف لے گیا ہے۔ جزاہ اللہ سبحانہ عنی خیرا الجزاء ۲۱

میں اس ایک بات سے حضرت خواجہؒ کا مرید ہوں اور ان کا غلام ہوں۔ حق یہ ہے کہ اولیاء میں سے کم ہی کسی نے ایسی عبارت کے ساتھ کلام کیا ہے اور تمام مشاہدات و معائنات کو اس طریق پر نفی کیا ہے۔ اس مقام پر حضرت خواجہؒ کے اس ارشاد ("خدا کی معرفت بہاء الدین پر حرام اگر اس کی ابتدا بایزید کی انتہا نہ ہو") کی حقیقت تلاش کرنی چاہیے کیونکہ بایزیدؒ باوجود اس بزرگی کے شہود و مشاہدہ سے آگے نہیں بڑھے۔ اور انہوں نے سبحانی کے کوچہ سے قدم باہر نہیں رکھا۔ مگر حضرت خواجہ نقشبندؒ نے ایک کلمہ لا سے بایزیدؒ کے تمام مشاہدات کی نفی کر دی اور سب کو غیر حق جل سلطانہٗ قرار دیا۔

حضرت بایزیدؒ کی تنزیہ حضرت خواجہ نقشبندؒ کے نزدیک تشبیہ ہے۔ اور ان کا بے چون حضرت خواجہؒ کے نزدیک چون اور ان کا کمال حضرت خواجہؒ کے نزدیک نقص ہے۔ اس لیے حضرت بایزیدؒ کی انتہا جو تشبیہ سے آگے نہیں بڑھی ہے حضرت خواجہ نقشبندؒ کی ابتدا ہوگی۔ کیونکہ بدایت تشبیہ سے ہے اور انتہا تنزیہ پر ہے۔ شاید آخر حال میں حضرت بایزیدؒ کو اس نقص کی اطلاع دی گئی کہ وہ آخری وقت فرماتے تھے:

ماذکرتک الا عن غفلۃ — "میں نے تجھے یاد نہیں کیا مگر غفلت سے اور میں
و ماخدمتک الا عن فترۃ — نے تیری خدمت نہیں کی مگر سستی سے"۔

وجہ یہ ہے کہ انہوں نے حضور سابق کو غفلت جانا کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کا حضور نہ تھا بلکہ ظلال میں سے ایک ظل (سایہ) کا اور ظہورات میں سے ایک ظہور کا حضور تھا۔ پس ناچار وہ اللہ سے غافل ٹھہرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ وراء الوراء (دور سے دور) ہے۔ ظلال و ظہورات تمام مبادی و مقدمات اور معارج و معدات سے ہیں اور وہ جو حضرت خواجہ نقشبندؒ نے فرمایا ہے کہ نہایت کو بدایت میں درج کرتے ہیں، مطابق واقع ہے۔ کیونکہ ابتدا سے ان کی توجہ احدیت کی طرف ہوتی ہے اور اسم و صفت سے بجز ذات ان کی مراد نہیں ہوتی۔ اس طریقہ عالیہ کے مبتدیوں کو یہ دولت بطریق انعکاس شیخ مقتدا سے جو اس کمال سے مشرف ہو، حاصل ہوتی ہے۔ خواہ وہ مبتدی جانیں یا نہ جانیں۔ پس ناچار دوسرے طریقوں کے کامل مشائخ کی نہایت ان بزرگوں کی بدایت میں مندرج ہوگی۔ (مکتوبات شریف دفتر اول مکتوب ۲۷۲)

(۷۵) حضرت خواجہ نقشبندؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت خواجہ امیر کلالؒ درویشوں کی

ایک جماعت کیساتھ جا رہے تھے۔ اچانک راستہ میں حضرت امیرؒ نے ایک شکل دار خط کھینچ کر فرمایا کہ اس پر سے کوئی نہیں گزر سکتا۔ امدادِ الٰہی نے میری دستگیری کی اور جب حضرت امیرؒ اس پر سے گزرے تو میں بھی ساتھ ہی گزر گیا۔ حضرت امیرؒ نے دیکھا تو خوش ہو کر فرمایا کہ "مجھ سے کوئی خط پیچھے نہ رہا"۔

(۷۶) حضرت خواجہؒ سے کسی نے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ بعض حضرات اہل اللہ نے فرمایا ہے کہ ولائیت ہم پر ختم ہو چکی ہے۔ اس کا کیا مقصد ہے؟ آپ نے فرمایا، "ایشاں ختمِ ولایت زمان خود بودہ اند" یعنی "وہ اپنے زمانے کی ولایت کے ختم کرنے والے ہیں"۔

(۷۷) علم دو قسم کے ہیں۔ علم لسان کا و علم قلب کا۔ اور علم قلب کا حضرات انبیاء کرام علیہ السلام کا ورثہ ہے جو سینہ کے نور سے حاصل ہوتا ہے۔

(۷۸) آپ کی بے شمار رباعیات ہیں جو پند و نصائح سے لبریز ہیں اور جن کے پڑھنے سے مردہ دلوں کے اندر تازہ روح پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ رباعیات بفضل خدا، رباعیات خواجہ نقشبندؒ کے نام سے علیحدہ کتابی صورت میں شائع ہو چکی ہیں۔

(۷۹) میں زندگی میں دو مرتبہ سخت حیران ہوا۔ ایک شخص کو کعبہ کے طواف کے دوران خدا سے غافل پایا تو بہت حیران ہوا، مگر اس سے زیادہ حیرت اس وقت ہوئی جب بخارا کے تاجر کو کپڑا بیچتے وقت یادِ خدا میں مصروف پایا۔

(۸۰) اللہ تعالیٰ کے قرب کا سب سے نزدیک راستہ یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کی مخالفت کرتا رہے۔

(۸۱) جو کام غضب و غفلت یا کراہت و دشواری سے کیا جائے اُس میں خیر و برکت نہیں کیونکہ اس میں نفس و شیطان کا دخل ہوتا ہے۔ اس سے اچھا نتیجہ کب پیدا ہو سکتا ہے۔

(۸۲) خوارق اور کرامات کے ظاہر ہونے پر کوئی اعتماد نہیں ہونا چاہئے، معاملہ استقامت پر ہے۔

(۸۳) ایمانِ حقیقی جب ہی وجود میں آئے گا جب صرف حق تعالیٰ سبحانہٗ کے ساتھ دل کا لگاؤ اور جوڑ ہو جائے گا۔

(۸۴) آپ کے پاس کوئی غلام یا نوکر نہ تھا، کسی نے اس سے متعلق پوچھا تو فرمایا: "آقائی کے ساتھ بندگی نہیں بجتی یہ کہ آدمی غلام بھی ہو اور آقا بھی۔ یہ بات اچھی نہیں لگتی۔"

:- حواشی :-

۱ ابن منصور سے یہ قول مقام جمع میں صادر ہوا ہے کہ جس میں حق و باطل کی تمیز اٹھ جاتی ہے۔ اس مقام والا سب کو صراط مستقیم پر سمجھتا ہے اور کبھی خلق کو عین حق خیال کرتا ہے۔ واضح رہے کہ ابن منصور کافر طریقت تھا جو مستحق درجات ہے نہ کہ کافر شریعت جو مستحق عذاب ہے۔ (قصوری)

۲ صحیین میں بروایت حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایمان کے ستر سے چند اوپر شعبے ہیں۔ جن میں سے سب سے افضل لا الٰہ الا اللہ کہنا ہے۔ اور سب سے ادنیٰ اماطۃ الاذی عن الطریق ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، کتاب الایمان)

۳ وما ابری نفسی ان النفس لا مارۃ بالسوء الا ما رحم ربی ان ربی غفور رحیم (پارہ ۱۳ شروع) ("اور میں اپنے نفس کو پاک نہیں کہتا، تحقیق نفس البتہ برائی کا حکم کرنے والا ہے مگر میرا رب رحم کرے بے شک میرا بخشنے والا مہربان ہے")

۴ یہ محض فضل الٰہی ہے کہ حضرت خواجہ نقشبندؒ کی درخواست پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا طریقہ عطا فرمایا کہ دوسروں کی نہایت (انتہا) اس کی بدایت (ابتدا) میں درج ہے۔ اسی واسطے آپ فرمایا کرتے تھے۔ "مافضلیا نیم (ہم اللہ کے فضل والے لوگ ہیں)۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۲۶-۳۰۲) (قصوری)

۵ صحبت سے مراد موافقانِ طریقت کی صحبت ہے نہ کہ مخالفانِ طریق کی۔ کیونکہ ایک دوسرے میں نفی ہونا صحبت کی شرط ہے اور نفی بغیر موافقت کے حاصل نہیں ہوتی۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۲۶۵)۔

۶ علم لدنی وہ علم ہے جو اہل قرب کو تعلیم الٰہی اور تفہیم ربانی سے معلوم و مفہوم ہوتا ہے نہ کہ دلائل عقلی و شواہد نقلی سے۔ چنانچہ قرآن مجید میں حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں آیا ہے۔ و علمنہ من لدنا علماً۔ (ہم نے سکھایا تھا اس کو اپنے پاس سے ایک علم۔ سورۃ کہف رکوع۔ ۹)

۷ خواطر جمع ہے خاطر کی۔ خاطر وہ کلام و خطاب ہے جو دل پر وارد ہوتا ہو یا وہ وارد ہے جس میں بندے کے قصد و عمل کو دخل نہ ہو۔ خاطر جو خطاب ہو، اس کی چار قسمیں ہیں۔ اول۔ ربانی:۔ جو اللہ کی طرف سے دل میں القاء ہوتا ہے۔ دوم۔ ملکی:۔ جو فرشتہ کے القاء سے ہو، اسے

الہام کہتے ہیں۔سوم۔نفسانی:۔جو نفس کی طرف سے ہو،اسے حاجس (دل میں آنے والا خیال) کہتے ہیں جسکی جمع حواجس ہوتی ہے۔چہارم۔شیطانی:۔جو شیطان کے القاء سے ہو اسے وسواس کہتے ہیں۔(رسالہ قشیریہ وغیرہ)۔

۸۔ شیخ ابراہیم خواص (متوفی ۲۹۱ھ) کا بیان ہے کہ میں کوہ لکام واقع ملک شام میں تھا۔ ایک انار کا درخت نظر آیا۔میرے نفس میں خواہش پیدا ہوئی، میں نے ایک انار توڑ لیا، اس کو جو پھاڑا تو ترش نکلا۔پس میں نے بغرض تادیب نفس اسے وہیں چھوڑا اور آگے چل دیا۔کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص لیٹا ہوا ہے اور اس پر بھڑیں بیٹھی ہوئی ہیں۔میں نے کہا، السلام علیک۔اس نے جواب دیا، وعلیک السلام یا ابراہیم۔یہ سن کر میں نے اس سے پوچھا کہ تو نے مجھے کس طرح پہچان لیا۔اس نے جواب دیا کہ "جس شخص نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا، اس پر کوئی شے پوشیدہ نہیں رہتی"۔ میں نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ تیرا ایک حال دیکھتا ہوں۔کاش تو اس سے سوال کرتا کہ وہ تجھے ان بھڑوں کی اذیت سے بچاتا۔یہ سن کر اس نے مجھ سے کہا۔میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ تیرا ایک حال دیکھتا ہوں۔کاش تو اس سے سوال کرتا کہ وہ تجھے انار کی شہوت وخواہش سے بچاتا کیونکہ انار کے ڈنگ کی تکلیف انسان آخرت میں پائے گا اور بھڑوں کے ڈنگ کی تکلیف اس دنیا میں پاتا ہے۔پس میں اسے وہیں چھوڑ کر آگے بڑھا۔ (رسالہ قشیریہ)

۹۔ خواجہ عبید اللہ احرار فرماتے ہیں کہ مسخ باطن کی علامت یہ ہے کہ صاحب کبیرہ کا باطن کبیرہ گناہ سے دردمند و متاثر نہ ہو۔برائی اور گناہوں میں نہایت اصرار کے سبب سے اس کا یہ حال ہو جائے کہ جب اس سے کبیرہ گناہ صادر ہو تو اس کے بعد اس کے باطن میں کوئی ندامت وملامت پیدا و واقع نہ ہو اور اس کا دل ایسا سخت وسیاہ ہو کہ اگر اسے تنبیہ کی جائے تو وہ متاثر نہ ہو۔(قصوریؔ)

۱۰۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرّہٗ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ کام ہمارے طریق خاص کے منافی ہے، اس لیئے نہیں کرتے اور چونکہ دیگر مشائخ نے کیا ہے، اس لیئے اس پر انکار بھی نہیں کرتے۔(مکتوبات شریف دفتر اول مکتوب ۲۷۳)

۱۱۔ مزید تشریح کے لیئے مکتوبات امام ربانی دفتر سوم مکتوب:۶۶ ملاحظہ فرمایئے۔

۱۲۔ ترمذی شریف میں حدیث عبداللہ بن مغفل میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تین باریوں کہا۔"خدا کی قسم! میں آپکو دوست رکھتا ہوں"۔اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔"پس تو فقر کے لیئے پاکھر (گھوڑوں کو بچانے والی زرہ) تیار رکھ کیونکہ فقر میرے محبّ کی طرف زیادہ جلدی پہنچ جاتا ہے۔رو کے پانی سے جو اپنے منتہا کو جلدی پہنچ جاتا

ہے"۔مطلب یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے محبّ کو سخت فقر اٹھانا پڑتی ہے جس کے لیئے پاکھر کی ضرورت ہے۔یہاں پاکھر کنایہ صبر سے ہے یعنی جس طرح پاکھر گھوڑے کو میدان جنگ میں ضرر سے بچاتی ہے بالکل اسی طرح صبر انسان کو فقر و فاقہ کی آفت سے بچاتا ہے اور جزع وفزع کے ورطہ میں گرنے نہیں دیتا۔یعنی گریہ وزاری کے ہلاک کر دینے والے مقام کی طرف نہیں گرنے دیتا۔(مشکوٰۃ شریف باب فضل الفقراء)

۱۳۔ فراست کے معنی لغت میں دانائی، سمجھداری اور عقلمندی کے ہیں مگر اہل حقیقت کی اصطلاح میں اس سے مراد مکاشفہ، یقین اور معائنۂ غیب ہے۔(قصوری)

۱۴۔ نمرود علیہ اللعنۃ نے آگ روشن کی اور حضرت ابراہیم صلوات اللہ علیہ کو منجنیق کے پلّہ میں رکھا۔جبریلؑ نے آ کر عرض کیا، کیا تجھے کوئی حاجت ہے؟ حضرت نے فرمایا، تجھ سے کوئی حاجت نہیں۔جبرئیلؑ نے کہا، پس خدا تعالیٰ سے مانگیئے۔حضرت نے فرمایا۔حسبی من سوالی علمہ بحالی (بجائے لسان قال کے لسان حال سے سوال کرنا میرے واسطے کافی ہے۔) یعنی میرا اللہ تعالیٰ میری نسبت بہتر جانتا ہے۔اسے خوب معلوم ہے کہ میری فلاح و بہبودی کس چیز میں ہے۔پس مجھے سوال کرنے کی ضرورت نہیں۔(کشف المحجوب)

۱۵۔ یعنی جب فقر کمال کو پہنچ جاتا ہے تو اللہ ہی باقی رہ جاتا ہے۔انتہٰی۔حضرت مجدد الف ثانی قدس سرّہٗ فرماتے ہیں کہ اس عبادت سے صوفیہ کرام کی مراد یہ ہے کہ جب فقر کامل ہو جاتا ہے اور نیستی محض حاصل ہو جاتی ہے تو باقی اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ نہیں رہتا۔لیکن یہ مراد نہیں کہ وہ فقیر خدا کے ساتھ متحد ہو جاتا ہے اور خدا بن جاتا ہے کیونکہ یہ تو کفر اور بے دینی ہے۔(مکتوبات شریف دفتر اول مکتوب ۲۶۶)

۱۶۔ مطلب یہ کہ پہلے شکستہ دل اپنی حاجت کا اظہار کرتا ہے۔اس کے بعد اہل اللہ اس کی حاجت برآری کی طرف توجہ فرماتے ہیں۔پس طالب کو مشائخ کی خدمت میں خالی جانا چاہیئے تا کہ پُر ہو کر واپس آئے اور اپنے افلاس کو ظاہر کرنا چاہیئے تا کہ ان کو اس پر شفقت آئے اور فیض رسانی کریں۔(مکتوبات شریف دفتر اول مکتوب ۱۵۷)

۱۷۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نفی ماسوا سے حضرت خواجہ نقشبندؒ کی مراد نہ صرف ماسوا سے تعلق کی نفی اور ماسواء کی مقصودیت کی نفی ہے۔بلکہ ماسوا کے شعور وشہود کی بھی نفی ہے جو فنا و توحید شہودی کا حاصل ہے۔(مکتوبات معصومیہ دفتر اول مکتوب ۱۵۲)

۱۸۔ حدیث جبرئیل میں رسول اکرم ﷺ نے اسلام و ایمان کے بعد احسان کو بدیں

الفاظ بیان فرمایا۔ ان تعبد اللّٰہ کانک تراہ فان امر تکن تراہ فانہ یراک ۔یعنی حقیقت احسان یہ ہے کہ تو خدا کی عبادت کرے اس طرح کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے۔ اگر تو اس حال میں نہیں کہ گویا اسے دیکھ رہا ہے تو اس کی عبادت کر اس طرح کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ انتہٰی۔ اس ارشاد میں پہلی حالت مقام مشاہدہ اور دوسری مراقبہ ہے۔

۱۹۔ اس رباعی کو نقل کر کے مولانا یعقوب چرخیؒ فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں مقصود پر پہنچنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ ایسی طاعت نہیں کر سکتے جو خدا تعالیٰ کے لائق ہو۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔ وماقدروااللّٰہ حق قدرہ ۔یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی تعظیم نہیں کی جیسا کہ حق ہے۔ (رسالہ انسیہ)

۲۰۔ بے صفتی سے اشارہ کشف ذاتی کیطرف ہے جو بہت بلند مقام اور بہت شریف درجہ ہے۔ اس درجہء بے صفتی کا کمال حضور سیّد عالم ﷺ کو حاصل ہے۔ اور مقام محمود اس مرتبہء کمال کی طرف اشارہ ہے۔ دیگر انبیاء و اولیاء بحسب مراتب آپ ﷺ ہی کے خوشہ چیں ہیں۔ مزید تشریح کے لیئے رسالہ ”قدسیہ“ موءلفہ خواجہ محمد پارسا رحمتہ اللہ علیہ ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ (قصوری)

۲۱۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ ان کو میری طرف سے جزائے خیر دے۔

☆/☆/☆

(۱۷)

حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ

بخارا (ازبکستان) ۸۰۲ھ قصبہ چغانیاں (بخارا)

۱۴۰۰ء

قطعہء تاریخ وصال

بالیقیں اللہ اُس کی مغفرت فرمائے گا — جس کے دل میں ہے نہاں الفت علاء الدین کی

ہم رہے محروم ان کی دید سے صابرؔ مگر — ”ہے عزیز جان اب تربت علاء الدین کی“

۱۴۰۰ء

(حضرت صابرؔ براریؒ، کراچی)

☆

حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ

(۱) ریاضت سے مقصود جسمانی تعلقات کی پوری نفی اور علم ارواح و عالم حقیقت کی طرف توجہ تام (مکمل توجہ) ہے۔ اور سلوک سے مقصود یہ ہے کہ بندہ اپنے اختیار و کسب سے ان تعلقات سے جو موانع راہ ہیں، گزر جائے۔ اور ان تعلقات میں سے ہر ایک کو اپنے اوپر پیش کرے۔ جس تعلق سے گزر جائے وہ علامت ہے اس امر کی یہ وہ تعلق مانع نہیں اور غالب نہیں آیا۔ اور جس تعلق میں وہ ٹھہر جائے اور اس سے اپنی دلبستگی (قلبی وابستگی) پائے تو سمجھ لے کہ وہ تعلق اس کے راستے کا مانع ہو گیا ہے۔ اس کے قطع کی تدبیر کرے۔ ہمارے حضرت خواجہ نقشبندؒ جب کوئی نیا کپڑا پہنتے تو از روئے احتیاط فرما دیتے کہ یہ فلاں شخص کا ہے اور بطور عاریت (ادھار) پہنتے۔

(۲) مرشد کے ساتھ تعلق اگرچہ حقیقت میں غیر ہے اور آخر میں اس کی بھی نفی کرنی چاہیئے مگر ابتدا میں یہ تعلق وصول کا سبب ہے اور اس کے ماسواء کی نفی کرنا لوازم سلوک سے ہے۔ ہر طرح سے مرشد کی خوشنودی طلب کرنی چاہیئے۔

(۳) بڑے بڑے مشائخ قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم کا ارشاد ہے کہ۔

التوفیق مع السعی — توفیق کوشش کے ساتھ ہے۔

اسی طرح مرشد کی روحانیت کی مدد، طالب کے لیئے بقدر کوشش ہوتی ہے۔ جو شیخ مقتدا کے امر سے ہو، بغیر اس کوشش سے مرشد کی مدد کو بقا نہیں کیونکہ طالب کی طرف شیخ کی توجہ چند روز سے زیادہ باقی نہیں رہتی۔

(۴) جب ملک و ملکوت | طالب سے پوشیدہ و فراموش ہو جائے تو یہ مرتبہ فنا ہے اور جب سالک کی ہستی بھی سالک سے پوشیدہ ہو جائے تو یہ مرتبہ فناء ہے۔

(۵) جباری کی صفت کے دیکھنے سے مقصود تضرع و زاری اور توبہ و انابت (توبہ و عاجزی) کی صفت کا ظہور ہے۔ اور اس دید کی صحت کی نشانی مناجات کی طرف مائل ہونا ہے نہ کہ خرابات (بتخانہ) کی طرف۔

فالھمھا فجورھا و تقوھا (سورہ شمس) "پس جی میں ڈالی اسکے بدکاری اسکی اور اسکی پرہیز گاری"۔

اس میں حکمت یہ ہے کہ جب رضا کا ارادہ و میلان دیکھے تو شکر کرے اور اسی پر چلے اور جب عدم رضا کا ارادہ و میلان دیکھے تو تضرع کرے اور حق سبحانہ کی طرف رجوع کرے اور

استغناء کی صفت سے ڈرے۔

(۶) خدا تعالیٰ کی سابقہ عنایت ازلی کا خیال کرنا چاہیئے اور اس عنایت بے علت کی امیدواری اور اسکی عنایت کی طلب سے ایک لحظہ بھی غافل نہ ہونا چاہیئے۔ اور اپنے آپ کو استغناء سے بچانا چاہیئے اور اللہ تعالیٰ کی تھوڑی چیز کو بڑا سمجھنا چاہیئے اور استغنائے حقیقی کے ظہور سے ڈرتے اور کانپتے رہنا چاہیئے۔

(۷) ولائیت تب ثابت ہوتی ہے جبکہ سالک کو اوصاف حیوانی کے ساتھ نہ چھوڑیں تا کہ اگر کوئی قصور سرزد ہو تو باز پرس ہو۔

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ۔ (سورہ یونس۔۶۲) "آگاہ ہو کہ خدا کے دوستوں کے لیئے کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے"۔

فرمایا کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اولیاء اللہ کو سابقہ اوصاف حیوانی کے ظہور کا خوف نہیں کیونکہ حضرات مشائخ کا ارشاد ہے کہ:۔

الفانی لایرّد الی اوصافه "صاحب فناء اپنے اوصاف کی طرف نہیں لوٹایا جاتا"۔

(۸) مشائخ کبار قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم کے مزارات سے زیارت کرنے والا اسی قدر فیض لے سکتا ہے جس قدر اس نے اس بزرگ کی صفت کو پہچانا ہے اور اس صفت کی طرف متوجہ اور اس میں مستغرق ہوا ہے۔ اگرچہ مزارات مقدسہ کی زیارت میں ظاہری قرب کا بہت اثر ہے لیکن حقیقت میں ارواح مقدسہ کی طرف توجہ کے لیئے ظاہری دوری مانع نہیں ہے۔ حدیث نبوی ﷺ میں جو وارد ہے کہ

صلو اعلی حیثما کنتم — تم مجھ پر درود بھیجو، جہاں کہیں تم ہو۔

یہ اس امر کا بیان اور دلیل قاطع ہے اور اس توجہ اور اس زیارت میں اہل قبور کی صفت کو پہچاننے کے مقابلہ میں ان اہل قبور کی مثالی صورتوں کا چنداں مشاہدہ وقعت نہیں رکھتا۔ بایں ہمہ حضرت خواجہ بزرگؒ (حضرت خواجہ نقشبندؒ) ارشاد فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا مجاور ہونا مخلوق کی مجاورت سے اعلیٰ و اولیٰ ہے اور آپ اکثر و بیشتر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

تو تا کے گور مرداں را پرستی — بگرد کار مرداں گرد ورستی

اکابر دین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مزارت کی زیارت سے مقصود یہ ہونا چاہیئے کہ توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو اور اس برگزیدہ حق کی روح کو خدا کی طرف کمال توجہ پیدا کرنے کا وسیلہ

بنائے۔ مخلوق کیساتھ تواضع کی حالت میں چاہیئے کہ اگرچہ ظاہر میں تواضع مخلوق کے ساتھ ہو مگر حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو کیونکہ مخلوق کے ساتھ تواضع اس وقت پسندیدہ ہے کہ خالص اللہ تعالیٰ کے لیئے ہو۔ بدیں معنی کہ مخلوق کو خالق کی قدر و حکمت کے آثار کا مظہر سمجھے ورنہ یہ تصنع (بناوٹ) ہے نہ کہ تواضع۔

(۹) مراقبہ کا طریقہ نفی و اثبات کے طریق سے اعلیٰ اور اقرب بجذبۂ الٰہیہ ہے۔ مراقبہ ۲ سے وزارت اور ملک و ملکوت میں تصرف کے مرتبہ پر پہنچ سکتے ہیں۔ خطرات سے آگاہی اور دوسرے پر بخشش کی نظر سے دیکھنا اور اس کے باطن کو منور کرنا دوام مراقبہ سے حاصل ہوتا ہے اور مراقبہ کے ملکہ سے جمعیتِ خاطر کا دوام اور دلوں میں قبولیت کا دوام حاصل ہوتا ہے۔ اس حالت کو جمع و قبول کہتے ہیں۔

(۱۰) خاموشی تین صفتوں سے خالی نہ ہونی چاہیئے، خطرات کی نگہداشت، دل کے ذکر کا مطالعہ اور مشاہدہ احوال، جو دل پر گزرتا ہے۔

(۱۱) خطرات مانع نہیں، ان سے بچنا دشوار ہے، خطرات کا روکنا بڑا کام ہے۔ بعضوں کی رائے ہے کہ خطرات کا کچھ اعتبار نہیں لیکن خطرہ کو متمکن (جاگزیں، جگہ پکڑنے والا) نہ ہونے دینا چاہیئے۔ کیونکہ اس کے متمکن ہونے سے فیض کی انتڑیوں میں سُدّہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لیئے ہمیشہ باطن کے حالات کی تلاش و جستجو چاہیئے۔ اور حضور یا غیبت (حاضری یا غیر حاضری) میں مرشد کے حکم سے سانس لے کر اپنے آپ کو خالی کرنا بظاہر ان خطرات کی نفی کے لیئے ہے جو باطن میں متمکن ہو گئے ہوں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ہر معنی ایک صورت کے لباس میں ہوا کرتا ہے۔ اس لیئے ہر وقت اپنے آپ کو ان خطرات و موانع سے جو متمکن ہو گئے ہوں، سانس لے کر خالی کرنا چاہیئے۔

(۱۲) اپنے آپ سے غیبت اور اللہ تعالیٰ کیساتھ حضور بقدر عشق کے ہوتا ہے اور افراطِ محبت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ عشق جس قدر زیادہ ہوتا ہے اسی قدر عاشق کو اپنے آپ سے غیبت اور معشوق کے ساتھ حضور زیادہ ہو جاتا ہے۔

(۱۳) اس زمانہ میں وجوہِ معاش میں سے تجارت کی نسبت زراعت اور باغبانی حلّیت (حلال ہونے) کے زیادہ قریب ہے۔

(۱۴) اہل اللہ کی محبت میں ہمیشہ رہنا عقلِ معاد کی زیادتی کا ذریعہ ہے۔

(۱۵) صحبت، سنت موکدہ ہے۔ ہر روز یا دوسرے روز اولیاء اللہ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیئے اور ان کے آداب کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ اگر ظاہری دوری کا اتفاق ہو تو ہر مہینے یا ہر دوسرے

مہینے اپنے ظاہری و باطنی حالات کو خطوں کے ذریعے سے عرض کرنا چاہیئے۔ اور اپنے مکان میں ان کی متوجہ ہو کر بیٹھنا چاہیئے تاکہ غیبت کلّی واقع نہ ہو۔

(۱۶) مرض موت میں آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ رسم و عادت کو چھوڑو اور رسم خلق کے خلاف کرو اور ایک دوسرے سے اتفاق رکھو۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت، بشریت کی عادات و رسوم اٹھا دینے کے لیئے تھی۔ تم ایک دوسرے کی مدد و تائید کرو۔ اور تمام کاموں میں عزیمت و استقلال پر عمل کرو۔ جہاں تک ہو سکے عزیمت کو ہاتھ سے نہ دو۔ اہل اللہ کی صحبت سنت موکدہ ہے۔ اس سنت پر خصوصاً و عموماً ہمیشگی کرو اور صحبت کو ہرگز ترک نہ کرو۔

اگر تم امور مذکورہ پر استقامت اور اولوالعزمی اختیار کرو گے تو اس سے تمہیں وہ حاصل ہوگا جو میری تمام عمر کا حاصل ہے۔ اور تمہارے حالات ترقی پر ہوں گے۔ اور اگر تم ان وصیتوں پر عمل نہ کرو گے تو پریشان ہو جاؤ گے۔ اور پھر کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے اپنی جان، جان آفرین کے سپرد کر دی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

﴿حواشی﴾

۱ ملک سے مراد عالم شہادت اور ملکوت سے مراد عالم غیب ہے۔ اسی طرح جبروت سے مراد عالم انوار قاہرہ اور لاہوت سے عالم ذات حق ہے۔

۲ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس ارشاد کو حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ، سے منسوب کیا ہے۔ (مکتوبات معصومیہ دفتر ثانی مکتوب ۱۱۳)

☆/☆/☆

(۱۸)

حضرت خواجہ یعقوب بن عثمان چرخی رحمۃ اللہ علیہ

چرخ (غزنی، افغانستان) ۷۶۲ھ — ۸۵۱ھ ہلفتو (گلستان) نزد دوشنبہ

۱۳۶۰ء — ۱۴۴۷ء دارالحکومت تاجکستان

قطعہ تاریخِ وصال

ہوئی آپ سے اس طرح آبیاری — مہک اٹھا ہے گلشنِ نقشبندی

ندا مجھ کو ہاتف نے دی ہے یہ صابرؔ — کہ "مقصودِ عالم ہیں یعقوب چرخی"

۱۴۴۷ء

(حضرت صابرؔ براری، کراچی)

☆

حضرت خواجہ یعقوب بن عثمان چرخی رحمۃ اللہ علیہ

(۱) حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت خواجہ یعقوب چرخی قدس سرہ، شیخ زین الدین خوافی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ملک مصر میں مولانا شہاب الدین سیرامیؒ کی خدمت میں ہم سبق رہے ہیں۔ ایک دن آپ نے مجھ سے پوچھا کہ کہتے ہیں کہ شیخ زین الدینؒ حل وقائع اور خوابوں کی تعبیر کا شغل رکھتے ہیں اور اس بارے میں اہتمام تمام رکھتے ہیں۔ ہم نے عرض کیا، "ہاں درست"۔ پھر آپ ایک ساعت بیخود ہو گئے۔ آپ کا طریقہ یہ تھا کہ ساعت بساعت بیخود ہو جایا کرتے تھے۔ جب ہوش میں آئے تو آپ نے یہ بیت پڑھی۔

چوں غلام آفتابم ہم از آفتاب گویم — نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

(۲) فرماتے تھے کہ شہر ہرات کے اوقاف میں سے تین جگہ کے سوا کوئی چیز نہیں کھا سکتے۔ یعنی حضرت خواجہ عبداللہ انصاری کی خانقاہ، خانقاہ ملک میں اور مدرسہ غیاثیہ میں۔ ان تینوں کے سوا کوئی اور جگہ کہ جہاں وقف میں شک نہ ہو، نہیں ہے۔ اسی واسطے ماوراء النہر کے اکابر قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم نے اپنے مریدوں کو ہرات کے سفر سے منع کیا ہے کیونکہ وہاں حلال کم ہے۔ جب سالک حرام میں مبتلا ہو جاتا ہے تو عالم سفلی کی طرف رجعت قہقری (سابقہ حالت کی طرف لوٹنا) کرتا ہے۔ اور صراط مستقیم کے سلوک سے منحرف ہو جاتا ہے۔

(۳) حضرت خواجہ نقشبندؒ نے فرمایا تھا کہ "تیرا ہاتھ ہمارا ہاتھ ہے، جس کسی نے تیرا ہاتھ پکڑا، اس نے ہمارے ہاتھ کو پکڑا"۔

(۴) آپ کبھی کبھی شعر کہتے تھے۔ یہ رباعی آپ کی ہے:-

تا در طلب گوہر کانی کانی — تا زندہ بوی وصل جانی جانی

فی الجملہ حدیث مطلق از من بشنو — ہر چیز کہ در جستن آنی آنی

(۵) ایک دفعہ میں نے حضرت خواجہ نقشبندؒ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا، آپ کو قیامت میں کس عمل سے پاؤں؟ فرمایا، شریعت پر عمل کرنے سے۔

(۶) درویش کے لیے سوائے لقائے مولیٰ، کوئی چیز مطلوب نہیں ہونی چاہیے تا کہ رب تعالیٰ کے انوار و تجلیات کا کماحقہ مشاہدہ کر سکے۔

(۷) صادق اور عاشق لوگوں کی صحبت اختیار کرو تا کہ تم بھی ویسے ہو جاؤ۔

صحبت مردانت از مرداں کند — ابر گریاں باغ را خنداں کند

باعاشقاں نشیں ہم عاشقی گزیں   باآنکہ نیست عاشق یکدم مشوقریں

(۸) اس فقیر کا سترہ سالہ نوجوان پسر بقضائے الٰہی فوت ہوا۔ ماشاء اللہ صاحب حسن و جمال اور بے شمار ظاہری و باطنی خوبیوں سے آراستہ۔ طبیعت پر ملال گذرا۔ جب اس کی قبر پر متوجہ ہوا تو بخاطر از روحانیت یہ بیت نظر سے گذرا۔

بادو قبلہ در رہ مقصود نتواں رفت راست
یا رضائے دوست باید یا ہوائے خویشتن

(۹) اس سے جوڑ جو تجھ سے قطع تعلق کرے اور کٹے۔

(۱۰) جب خدائے پاک کی عنایت سے اس فقیر کا دل حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ، کی محبت کی طرف کھنچا۔ میں بخارا میں آپ کی خدمت کرتا اور حضرت کے کرم عمیم سے توجہ پاتا تھا۔ یہاں تک کہ ہدایت صمدیت سے مجھ کو یقین حاصل ہوا کہ آپ مخصوص اولیاء اللہ سے ہیں اور کامل و مکمل ہیں۔ اشارت غیبی اور بہت سے واقعات کے بعد میں نے کلام الٰہی سے تفاول کیا تو یہ آیت نکلی،

"اولٰئک الذین ھدی اللہ فبھداھم اقتدہ" (سورہ انعام : ۹۰)
(یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے۔ پس تو بھی ان کی ہدایتوں کی پیروی کر۔)

(۱۱) بندہ کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں سے ہر نام سے اپنا خاص حصہ حاصل کرے اور اس پر عمل کرے تا کہ اسم الٰہی کا مظہر بن جائے۔

(۱۲) علم دو طرح کا ہے۔ پہلا علم قلب۔ یہ علم نفع دیتا ہے اور یہ نبیوں اور مرسلوں کا علم ہے۔ اور دوسرا علم زبان۔ یہ اللہ کی حجت ہے، آدمؑ کی اولاد پر۔

(۱۳) یا اللہ جل جلالہٗ و شانہٗ! میں تو ذرہ بھر زادِ راہ نہیں رکھتا بجز لا تقنطو امن رحمۃ اللہ کے کوئی سہارا نہیں۔ اے پروردگار! ہمیں محروم لوگوں میں سے نہ فرما بلکہ اپنی چادر رحمت سے ڈھانپ لے (آمین)

☆/☆/☆

(۱۹)

حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

یاغستان نزد تاشقند (ازبکستان) ۸۰۶ھ ۱۴۰۴ء — ۸۹۵ھ ۱۴۹۰ء شہر سمرقند (ازبکستان)

قطعہ تاریخِ وصال

ناصر الدین خواجہ احرار   تھے مشائخ میں کامل و یکتا
خلق کے آج بھی ہیں فیض رساں   "شیخ والا منش عبید اللہ"

(۱۴۹۰ء)

(حضرت صابر براری، کراچی)

☆

حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

پیر کون ہے؟ پیر وہ شخص ہے جو حضور سیّد عالم ﷺ کی نسبت پسند و ناپسند کا خیال رکھتا ہو۔ یعنی جس کام کو حضور ﷺ نے پسند فرمایا ہے اس پر عمل پیرا ہو اور جس کام کو حضور ﷺ نے ناپسند فرمایا ہے اس سے مکمل اجتناب واحتراز کرے۔ اور وہ خود اور اس کی تمام خواہشات اس سے گم ہو گئی ہوں اور ایسا آئینہ ہو گیا ہو جس میں سوائے حضور سیّد عالم ﷺ کے اخلاق و اوصاف کے کچھ نظر نہ آئے۔ اس مقام میں وہ صفات نبوی ﷺ سے متصف ہونے کے سبب اللہ تعالیٰ کے تصرف کا مظہر بن جاتا ہے اور تصرف الٰہی سے اصحاب استعداد کے باطن میں تصرف کرتا ہے۔

از بسکہ در کنار ہے گیر د آں نگار　　　　بگرفت بوئے یار و رہا کرد بوئے طین

(۲)　مرید وہ ہے کہ ارادت کی آگ کی تاثیر سے اس کی خواہش جل گئی ہو اور اس کی مرادوں میں سے کچھ نہ رہا ہو۔ اور اپنے دل کی بصیرت سے پیر کے آئینہ میں مراد کا جمال دیکھ کر اس نے سب قبلوں سے منہ پھیر لیا ہو۔ اور پیر کا جمال اس کا قبلہ ہو گیا ہو۔ اور پیر کی بندگی میں آزادی سے فارغ ہو کر سوائے پیر کے آستانہ کے اپنے سرِ نیاز کو کہیں خم نہ کرتا ہو۔ اور سب سے منہ پھیر کر اپنی سعادت پیر کی قبولیت میں اور اپنی شقاوت پیر کے رد میں سمجھتا ہو۔ بلکہ نیستی کا خط وجود کی پیشانی پر کھینچ کر وجودِ غیر کے شعور کے تفرقہ سے رہائی پا گیا ہو۔

آنرا کہ در سرائے نگاریست فارغ است　　　　از باغ و بوستان و تماشائے لالہ زار

(۳)　ہم درویشوں کی ایک جماعت ایک جگہ بیٹھی تھی۔ دوران گفتگو اس حدیث شریف کا ذکر ہوا کہ جمعۃ المبارک کے دن ایک ایسی ساعت ہوتی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ سے جو کچھ مانگا جائے مل جاتا ہے۔ اس ساعت کا تذکرہ ہوا کہ اگر وہ ساعت میسر آئے تو اس میں اللہ تعالیٰ سے کیا مانگنا چاہیے۔ ہر ایک نے کچھ نہ کچھ کہا۔ جب میری باری آئی تو میں نے کہا کہ ارباب جمعیت کی صحبت مانگنی چاہیے۔ کیونکہ اس کے ضمن میں تمام سعادتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔

(۴)　اگر تجھ سے پوچھا جائے کہ (۱) توحید کیا ہے تو یہ جواب دے کہ غیر اللہ کی آگاہی سے دل کا آزاد کرنا توحید ہے۔ اگر پوچھا جائے کہ (۲) وحدت کیا ہے تو یہ جواب دے کہ غیر اللہ کے وجود کے علم و شعور سے دل کی خلاصی وحدت ہے۔ اگر پوچھا جائے کہ (۳) اتحاد کیا ہے تو یہ جواب دے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی میں استغراق اتحاد ہے۔ اگر پوچھا جائے کہ (۴) سعادت کیا ہے تو یہ جواب دے کہ اللہ تعالیٰ کی دید کے ساتھ خودی سے خلاصی سعادت ہے۔ اگر پوچھا جائے کہ

(۵) شقاوت کیا ہے۔ تو جواب دے کہ خودی میں رہنا اور حق سے باز رہنا شقاوت ہے۔ اگر پوچھا جائے کہ (۶) وصل کیا ہے تو جواب دے کہ وجودِ حق تعالیٰ کے نور کے شہود کیساتھ اپنے آپ کو بھول جانا وصل ہے۔ اگر پوچھا جائے کہ (۷) فصل کیا چیز ہے تو یہ جواب دے کہ دل کا غیر اللہ سے جدا کرنا فصل ہے۔ اگر پوچھا جائے کہ (۸) شکر کیا چیز ہے تو جواب دے کہ ایسے حال کا دل پر ظاہر ہونا کہ دل اس چیز کو پوشیدہ نہ رکھ سکے جس کا پوشیدہ رکھنا اس حال سے پہلے واجب تھا۔

(۵)　فرماتے تھے کہ اگر تمام احوال ۲ اور مواجید ۳ ہمیں عطا کیئے جائیں اور ہمیں اہل سنت و جماعت کے عقائد سے آراستہ نہ کیا جائے تو ہم اسے بجز خرابی کچھ نہیں سمجھتے اور اگر تمام خرابیاں ہم میں جمع ہو جائیں اور اہل سنت و جماعت سے عقائد سے سرفراز فرمایا جائے تو ہمیں کچھ ڈر نہیں۔

(۶)　ہماری زبان دل کا آئینہ ہے، دل، روح کا آئینہ ہے، اور روح، حقیقت انسانی کا آئینہ ہے۔ حقیقت انسانی، اللہ تعالیٰ کا آئینہ ہے۔ حقائق غیبیہ، غیب ذات سے دُور دراز فاصلے طے کر کے زبان پر آتے ہیں اور یہاں صورت لفظی قبول کر کے مستعدان حقائق کے کانوں میں پہنچتے ہیں۔

(۷)　مَیں جو بعض اکابر کی خدمت میں رہا، تو انہوں نے دو چیزیں مجھے عطا فرمائیں۔ ایک یہ کہ مَیں جو کچھ لکھوں جدید ہو گا نہ کہ قدیم۔ دوسرے یہ کہ میں جو کچھ کہوں گا، مقبول ہو گا۔

(۸)　آیہ و کونوا مع الصدقین کے معنی میں آپ فرماتے تھے کہ اس کے دو معنی ہیں۔ پہلا یہ کہ اہل صدق کے ساتھ مجالست و مصاحبت کو لازم پکڑے تا کہ انکی صحبت کے دوام کے سبب سے اس کا باطن ان کے صفات و اخلاق کے انوار سے روشن ہو جائے۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ باطن کی شاہراہ سے اس گروہ کے ساتھ رابطہ کا طریق اختیار کرے جو واسطہ ہونے کا استحقاق رکھتے ہیں اور صحبت کو اس امر میں حصر (احاطہ کرنا، گھیرنا) نہ کرے کہ ہمیشہ آنکھ کے ساتھ دیکھے بلکہ ایسا کرے کہ صحبت دائمی ہو جائے اور صورت سے معنی کی طرف عبور کرے تا کہ واسطہ ہمیشہ نظر میں رہے۔ جب اس بات کو دوام کے طور پر ملحوظ رکھے گا تو اس کے باطن کو ان کے باطن کے ساتھ نسبت و اتحاد پیدا ہو جائے گا۔ اور اس واسطہ سے اسے مقصود حاصل ہو جائے گا۔

(۹)　حدیث شریف میں جو آیا ہے شیبتنی سورہ ہود (سورہ ہود نے مجھے بوڑھا کر دیا۔) اس کی وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں استقامت کا حکم آیا ہے۔ چنانچہ باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ فاستقم کما امرت (پس تو استقامت کر جیسا تجھے حکم ہوا ہے۔) اور استقامت نہایت دشوار ہے کیونکہ استقامت کے معنی ہیں قائم رہنا حدِ وسط میں تمام افعال و اقوال اور اخلاق و احوال میں،

بدیں طور کہ تمام افعال میں ضرورت سے تجاوز صادر نہ ہو اور افراط و تفریط سے محفوظ رہے۔ اسی سبب سے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ ضروری کام تو استقامت ہے کرامت اور خوارق عادت کے ظہور کا کچھ اعتبار نہیں۔

(۱۰) لوگوں کے اعمال و اخلاق سے جمادات کا متاثر ہونا محققین کے نزدیک ایک ثابت امر ہے۔ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ، نے اس بارے میں بہت تحقیق کی ہے۔ یہ تاثر اس درجہ تک ہے کہ اگر ایک شخص نماز کو جو افضل عبادت ہے ایسی جگہ ادا کرے جو ایک جماعت کے اعمال و اخلاق ناپسندیدہ سے متاثر ہو گئی ہو تو اس نماز کا جمال اور رونق اس نماز کے برابر نہیں جو ایسی جگہ میں ادا کیجائے جو ارباب جمیعت کی برکت سے متاثر ہو۔ یہی سبب ہے کہ حرم مکہ میں دو رکعت نماز غیر حرم میں بہت سی رکعتوں کے برابر ہے۔

(۱۱) ہمارے زمانہ میں توحید یہ ہو گئی ہے کہ لوگ بازاروں میں جاتے ہیں اور بے ریش لڑکوں کو دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ تعالیٰ کے حسن و جمال کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ ایسے مشاہدہ سے خدا کی پناہ! تفصیل اس ارشاد گرامی کی یوں ہے کہ حضرت سیّد قاسم تبریزی قدس سرہ، اس ولائیت (ملک) میں تشریف لائے تھے۔ ان کے مریدوں کی ایک جماعت بازاروں میں پھرتی تھی اور بے ریش لڑکوں کا نظارہ کرتی اور ان سے تعلق پیدا کرتی تھی۔ اور کہتی تھی کہ صور جمیلہ (حسین شکل و صورت) میں ہم اللہ تعالیٰ کے جمال کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ حضرت سیّد قدس سرہ، بعض اوقات فرماتے کہ ہمارے سُور کہاں گئے ہیں؟ اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گروہ حضرت سیّد کی نظر بصیرت میں سُور کی شکل میں دکھائی دیتا تھا۔

(۱۲) ایک روز آپ نے ایک شخص سے کہا کہ اگر تمہیں حضرت خواجہ خواجگان بہاء الدین نقشبند قدس سرہ، کی صحبت میں ایک نسبت حاصل ہو جائے اور پھر اس کے بعد تم کسی دوسرے بزرگ کی خدمت میں چلے جاؤ اور اس کی صحبت میں بھی وہی نسبت پھر حاصل ہو جائے، تو تم کیا کرو گے؟ کیا خواجہ نقشبند کو چھوڑ دو گے؟ پھر از خود ہی فرمایا کہ کسی دوسری جگہ سے اگر تمہیں وہی نسبت حاصل ہو تو تمہیں چاہیئے کہ اس کی نسبت حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ ہی کا فیض سمجھو۔ پھر یہ حکایت بیان کی کہ حضرت شیخ قطب الدین حیدر قدس سرہ، کے مریدوں میں سے ایک مرید حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ، کی خانقاہ میں گیا۔ وہ نہایت بھوکا تھا۔ اس نے اپنے پیر کے گاؤں کی طرف منہ کر کے کہا: "شیئاً للہ قطب الدین حیدرؒ"۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ، کو اس کا حال معلوم ہوا تو اپنے خادم کو حکم دیا کہ فوراً کھانا اس کے پاس لے

جا کر کھلاؤ۔ جب وہ درویش کھانا کھا کر فارغ ہوا تو اپنے پیر کے گاؤں کی طرف منہ کر کے کہا۔ "شکر اللہ قطب الدین حیدرؒ"۔ کہ آپ نے ہم کو کسی جگہ نہیں چھوڑا۔ جب خادم حضرت شیخ کے پاس گیا تو انہوں نے پوچھا کہ تو نے اس درویش کو کیسا پایا؟ خادم نے عرض کیا کہ وہ مہمل شخص ہے کھانا تو آپ کا کھاتا ہے مگر شکر قطب الدین حیدر کا کرتا ہے۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ مریدی اس سے سیکھنی چاہیئے کہ ظاہری و باطنی فائدہ جس جگہ پائے اسے اپنے پیر کی برکت سے سمجھے۔

(۱۳) ایک روز تعظیم ساداتِ کرام کے بارے میں ارشادات فرما رہے تھے کہ جس بستی میں سادات رہتے ہوں، میں اس میں نہیں رہنا چاہتا کیونکہ ان کی بزرگی اور شرف زیادہ ہے، میں ان کی تعظیم و تکریم کا حق ادا نہیں کر سکتا۔

ایک روز امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ درس کی مجلس میں کئی بار اٹھے۔ کسی کو اس کا سبب معلوم نہ ہوا۔ آخر کار حضرت امامؒ کے ایک شاگرد نے دریافت کیا۔ حضرت امامؒ نے فرمایا کہ سادات علوی کا ایک لڑکا ان لڑکوں میں ہے جو مدرسہ کے صحن میں کھیل رہے ہیں۔ وہ لڑکا جب اس درس کے قریب آتا ہے اور اس پر میری نظر پڑتی ہے تو میں اس کی تعظیم کے لیئے اٹھتا ہوں۔

(۱۴) کشف قبور یہ ہے کہ صاحب قبر کی روح مثالی صورتوں میں سے کسی خاص مناسب صورت کے ساتھ متمثل ہو جاتی ہے۔ صاحب کشف اس کو بصیرت کی آنکھ سے اسی صورت میں مشاہدہ کرتا ہے لیکن چونکہ شیطانوں کو مختلف صورتوں اور شکلوں کے ساتھ متمثل و متشکل ہو جانیکی قوت ہوتی ہے، اس لیئے ہمارے خواجگان قدس اللہ ارواحہم نے اس کشف کا اعتبار نہیں کیا ہے۔ اصحاب قبور کی زیارت میں ان کا طریقہ یہ ہے کہ جب وہ کسی بزرگ کی قبر پر پہنچتے ہیں تو اپنے آپ کو تمام کیفیتوں اور نسبتوں سے خالی کر کے انتظار میں بیٹھ جاتے ہیں کہ دیکھیئے کیا نسبت ظاہر ہو۔ اس نسبت سے صاحب قبر کا حال معلوم کر لیتے ہیں، اور بیگانوں کی صحبت میں بھی ان کا یہی طریقہ ہے کہ جو شخص ان کے پاس بیٹھے وہ اپنے باطن پر نظر ڈالتے ہیں۔ جو کچھ اس شخص کے آنے کے بعد ظاہر ہو وہ جان لیتے ہیں کہ یہ اس کی نسبت ہے اور ہمارا اس میں کچھ دخل نہیں۔ اس نسبت کے مطابق لطف یا قہر اس سے پیش آتے ہیں۔

(۱۵) محققین کے نزدیک یہ بات ثابت ہے کہ موت کے بعد اولیاء اللہ ترقی کرتے ہیں۔

(۱۶) اس سلسلہ (سلسلہ نقشبندیہ) کے خواجگان قدس اللہ ارواحہم ہر ریا کار اور بازیگر کی طرف نسبت نہیں رکھتے۔ ان کا کارخانہ بلند ہے۔

(۱۷) ہر زمانہ میں رجال غیب صالحین میں سے اس شخص کی صحبت میں رہتے ہیں جو عزیمت پر

پر عمل کرتا ہے۔ یہ گروہ رخصت سے بھاگتا ہے۔ رخصت پر عمل کرنا ضعیفوں کا کام ہے۔ ہمارے خواجگان قدس اللہ ارواحہم کا طریقہ عزیمت ہے۔

(۱۸) جس وقت آپ عزیمت و احتیاط کے طریق سے کوئی کام کرتے تو فرماتے کہ لقمہ و طعام میں احتیاط کرنا ضروریات سے ہے، چاہیئے کہ کھانا پکانے والا باوضو ہو۔ وہ شعور و آگاہی سے لکڑی چولہے میں رکھے اور آگ جلائے۔ جس پکانے میں غصہ یا پریشان باتیں ظہور میں آئیں، اس کھانے کو حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ نہ کھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس کھانے میں ظلمت ہے۔ ہمیں اس کا کھانا جائز نہیں۔

(۱۹) چاہیئے کہ مرید کی توجہ پیر کے دو ابرو کے درمیان ہو اور پیر کو تمام اوقات اور احوال میں آگاہ و حاضر سمجھے تاکہ پیر کی بزرگی اور عظمت اس میں تصرف کرے اور جو چیز پیر کے حضور میں نامناسب ہو وہ مرید کے باطن سے کوچ کر جائے۔ اس امر کے کمال کے سبب سے یہ حال ہو جائے کہ پیر و مرید کے درمیان سے حجاب اٹھ جائے اور پیر کی تمام مرادیں اور مقاصد بلکہ اس کے احوال و مواجید مرید کے مشاہدہ و معائنہ میں آ جائیں۔

(۲۰) ردی خطرات اور طبعی مقتضیات میں گرفتاری سے خلاصی کا طریقہ تین چیزوں میں سے ایک ہو سکتی ہے۔ اول یہ کہ اعمال خیر جو اس گروہ نے مقرر کیئے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک عمل اپنے اوپر لازم کرے اور طریق ریاضت اختیار کرے۔

دوسرے یہ کہ اپنی قوت و طاقت کو درمیان سے اٹھا دے اور جان لے کہ میں ایسا نہیں کہ خود بخود اس بلا سے خلاصی حاصل کر سکوں اور عاجزی و محتاجی کے طور پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حضور تضرع و انکساری کرے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کو اس بلا سے نجات دے۔

تیسرے یہ اپنے پیر کی ہمت و باطن سے مدد طلب کرے اور اس کو اپنی توجہ کا قبلہ بنائے۔

اس تقریر کے بعد آپ نے حاضرین سے پوچھا کہ ان تین طریقوں میں سے کون سا بہتر ہے؟ پھر آپ نے خود ہی فرمایا کہ پیر کی ہمت سے مدد مانگنا اور اس کی طرف متوجہ ہونا بہتر ہے۔ کیونکہ طالب اس صورت میں اپنے تئیں اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ سے عاجز سمجھ کر پیر کو اس توجہ اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں وصول کا وسیلہ بناتا ہے۔ یہ امر حصول نتیجہ کے قریب تر ہے۔ جو کچھ طالب کا مقصود ہے اس تقدیر پر زیادہ جلدی متفرع ہوگا کیونکہ وہ ہمیشہ پیر کی ہمت سے مدد طلب کرنے والا ہوگا۔

(۲۱) عبادت سے مراد یہ ہے کہ اوامر پر عمل کریں اور نواہی سے پرہیز کریں۔ عبودیت سے مراد اللہ تعالیٰ کے حضور ہمیشہ توجہ و اقبال ہے۔

(۲۲) شریعت، طریقت اور حقیقت تین چیزیں ہیں۔ احکام ظاہری کا جاری کرنا شریعت ہے۔ جمعیت باطن میں تمحل و تکلف طریقت ہے اور اس جمعیت میں رسوخ حقیقت ہے۔

(۲۳) سیر دو طرح کی ہے۔ سیر مستطیل ۵ اور سیر متدیر، سیر مستطیل بُعد در بُعد ہے اور سیر متدیر قرب در قرب ہے۔ سیر مستطیل سے مراد مقصود کو اپنے دائرے کے خارج سے طلب کرنا ہے اور سیر متدیر اپنے دل کے گرد پھرنا اور مقصود کو اپنے سے ڈھونڈنا ہے۔

(۲۴) علم دو ہیں۔ علم وارثت اور علم لدنی، علم وارثت وہ ہے جس سے پہلے کوئی عمل ہو۔
چنانچہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا:

لمن عمل بما علم ورثه الله علم ما لم یعلم — جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو وارث بناتا ہے اس علم کا جو اسے معلوم نہیں۔

اور علم لدنی وہ علم ہے جس سے پہلے کوئی عمل نہ ہو بلکہ بغیر کسی سابق عمل کے اللہ تعالیٰ محض عنایت بے علت سے اپنے پاس سے بندے کو کسی خاص علم کے ساتھ مشرف کرے۔
چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔
و علمنه من لدنا علما۔ (سورہ کہف۔ رکوع ۹) "اور سکھایا تھا ہم نے اس کو اپنے پاس سے علم"۔

آپ نے فرمایا کہ علم کی طرح اجر بھی دو قسم کا ہے۔ اجر ممنون اور اجر غیر ممنون۔ اجر ممنون وہ ہے جو کسی عمل کے مقابلہ میں نہ ہو بلکہ محض موہبت (عطا، بخشش) ہو۔ اور اجر غیر ممنون وہ ہے جو کسی عمل کے مقابلہ میں ہو۔

(۲۵) لوگوں نے خیال کیا ہے کہ شاید کمال انا الحق کہنے میں ہے۔ نہیں، بلکہ کمال اس میں ہے کہ انا کو دور کیا جائے اور کبھی اسے یاد نہ کیا جائے۔

(۲۶) فنائے مطلق کے معنی یہ نہیں کہ صاحب فنا کو اپنے اوصاف و افعال کا شعور نہ ہو بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ بطریق ذوق اپنے آپ سے اوصاف و افعال کے اسناد کی نفی کرے اور فاعل حقیقی جل ذکرہ (اس کے ذکر کی بڑی شان عظمت اور شان ہے۔) کے لیئے اسناد ثابت کرے۔ وہ جو صوفیہ قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم نے فرمایا ہے کہ نفی اثبات کے ساتھ مخالفت نہیں رکھتی، اس کے یہی معنی ہیں۔ آپ نے مثال کے طور پر فرمایا کہ یہ کپڑا جو میں پہنے ہوئے ہوں عاریتی ہے اور مجھے اس کے عاریتی ہونے کا علم نہیں۔ اور اس سبب سے کہ اس کو میں اپنی ملک سمجھتا ہوں اس سے تعلق رکھتا ہوں۔ ناگاہ مجھے اس کپڑے کے عاریتی ہونے کا علم ہو گیا۔ اسی وقت میرا تعلق اس سے منقطع ہو گیا حالانکہ میں بالفعل پہن رہا ہوں۔ اسی پر تمام صفات کو قیاس کرنا چاہیئے کہ سب عاریتی ہیں

تا کہ غیر اللہ سے دل منقطع ہو جائے اور پاک و مطہر ہو جائے۔

(۲۷) وصل، حقیقت میں یہ ہے کہ دل بطریق ذوق اللہ تعالیٰ کے ساتھ جمع ہو جائے۔ جب یہ بات دائم ہو جائے تو اسے دوام وصل بولتے ہیں۔ نہایت یہی ہے۔ وہ جو حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ، نے فرمایا ہے کہ ہم نہایت کو ہدایت (انتہاء کو ابتدا میں) درج کرتے ہیں، اس سے مراد یہی نہایت ہے اور جو آپ نے فرمایا ہے کہ ہم محض قبولیت کا واسطہ ہیں، ہم سے منقطع ہونا چاہیئے اور مقصود سے ملنا چاہیئے یہی وصل ہے۔

(۲۸) تجلی کے معنی کشف ہیں۔ اس امر کا ظہور دو طرح سے ہو سکتا ہے۔ ایک کشف عیانی جو دار جزا میں سر کی آنکھ کے ساتھ مقصود کے جمال کا مشاہدہ ہے۔ دوسرے یہ کہ غلبہ محبت کے ساتھ غائب کو کثرت سے حاضر کرنے کے ذریعہ سے کہ وہ غائب مثل محسوس کے ہو جائے کیونکہ خواص محبت میں سے ہے کہ وہ غائب کو مثل محسوس کے کر دیتی ہے۔ دنیا میں ارباب کمال کے قدم کی انتہا یہی ہے۔

(۲۹) اگر ہم شیخی کرتے تو اس زمانہ میں کسی شیخ کو مرید نہ مل سکتا۔ لیکن ہمیں اور کام کا حکم ملا ہے کہ مسلمانوں کو ظالموں کے شر سے بچائیں۔ اس واسطے ہمیں بادشاہوں سے میل جول رکھنا اور ان کے نفوس کو مسخر کرنا اور اس عمل کے ذریعہ سے مسلمانوں کی مطلب براری ضروری ہے۔

(۳۰) اللہ تعالیٰ نے محض اپنی عنائت سے مجھے ایسی قوت عطا کی ہے کہ اگر میں چاہوں تو ایک رقعہ سے بادشاہِ خطا کو جو الوہیت کا دعوی کرتا ہے، ایسا کر دوں کہ بادشاہت چھوڑ کر ننگے پاؤں خطا سے خار و خاشاک میں دوڑتا ہوا اپنے آپ کو میرے آستانہ پر پہنچائے لیکن باوجود ایسی قوت کے ہم خدا کے حکم کے منتظر ہیں، جس وقت وہ چاہے اور حکم دے وقوع میں آئے گا۔ اس مقام کے لیئے ادب لازم ہے اور ادب یہ ہے کہ بندہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے ارادہ کا تابع بنائے نہ کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے ارادہ کا تابع بنائے۔

(۳۱) ہر روز سونے سے قبل اپنے اوقات کو یاد کرو کہ کس طرح گزرے ہیں۔ اگر غیر طاعت سے گزرے ہیں تو توبہ و استغفار کرنا چاہیئے۔

(۳۲) منجملہ آدابِ طریقت سے یہ ہے کہ ہمیشہ با وضو رہے کیونکہ دوامِ وضو سے فراخی رزق ہوتی ہے۔

(۳۳) جو شخص فقیروں کی صحبت میں آئے، اسے چاہیئے کہ اپنے آپ کو نہایت مفلس ظاہر کرے تا کہ اس پر ان کو رحم آئے۔

(۳۴) رہبر کا سایہ ذکر حق کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔ یعنی مرید کے لیئے رہبر کا سایہ اس کے

ذکر حق کرنے سے زیادہ نفع مند ہے۔ کیونکہ مرید کو اس وقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ کامل مناسبت حاصل نہیں ہوتی تا آنکہ براستہ ذکر اسے مکمل نفع حاصل ہو۔

(۳۵) اگر درویش کی تصویر دیوار پر کھینچی ہو تو اس کے نیچے سے بھی ادب کے ساتھ گزرنا چاہیئے۔

(۳۶) زندگی سے اس شخص کو بہرہ ہے کہ جس کا دل دنیا سے سرد اور اللہ کے ذکر سے گرم ہو۔

(۳۷) آپ کا ایک شعر ہے۔ نماز را بحقیقت قضا بود لیکن نمازِ صحبتِ ما را قضا نخواہد بود

(۳۸) علم کی مانند اجر بھی دو قسم کا ہے، اجرِ ممنون اور اجرِ غیر ممنون۔ اجرِ ممنون وہ ہے جو کسی عمل کے نتیجہ میں نہ ہو بلکہ محض موہبت و عطاء ہو اور اجرِ غیر ممنون وہ ہے جو کسی عمل کے مقابلہ میں ہو۔

(۳۹) عبادت سے مراد یہ ہے کہ اوامر پر عمل کریں اور نواہی سے پرہیز کریں، عبودیت سے مراد اللہ تعالیٰ عزوجل کے حضور ہمیشہ توجہ و اقبال ہے۔

(۴۰) جمعیتِ باطن میں تحمل و تکلف "طریقت" ہے۔ اور اس میں رسوخ، "حقیقت" ہے۔

﴿حواشی﴾

۱۔ ارباب جمعیت سے مراد وہ سالکین ہیں جو تمام سے منہ پھیر کر مطلوب حقیقی کے مشاہدہ میں مستغرق ہیں۔

۲۔ احوال جمع ہے حال کی۔ حال وہ معنی ہے جو سالک کے دل پر بغیر تصنع اور اکتساب کے وارد ہوتا ہے۔ مثلاً خوشی یا غم یا قبض یا بسط وغیرہ۔ حال جب دائم ہو اور ملکہ بن جائے تو اسے مقام کہتے ہیں۔ پس احوال مواہب ہیں اور مقامات مکاسب۔ حال عین جود سے آتے ہیں اور مقامات بذل مجہول سے حاصل ہوتے ہیں۔

۳۔ مواجید جمع ہے وجد کی۔ وجد وہ ہے جو سالک کے دل پر آئے اور بغیر تکلف و تصنع کے وارد ہو۔ مواجید اور اوراد و ظائف سالک پر بفضل الٰہی مترتب ہوتے ہیں۔ اکتساب کو ان میں دخل نہیں۔

۴۔ عزیمت شریعت میں اصل مشروع کو کہتے ہیں اور رخصت اسے بولتے ہیں جو کسی عذر کے سبب سے مباح سمجھا گیا ہو حالانکہ اس کی حرمت کی دلیل قائم ہو۔

۵۔ "سیر مستطیل" سے مراد "سیر آفاقی" اور "سیر مستدیر" سے مراد سیر انفسی" ہے۔

☆/☆/☆

(۲۰)

حضرت خواجہ محمد زاہد وخشی رحمتہ اللہ علیہ

وخش نزد حصار	۸۵۲ھ		۹۳۶ھ	وخش نزد حصار
علاقہ بخارا	۱۴۴۸ء		۱۵۲۹ء	علاقہ بخارا (ازبکستان)

قطعہ ءتاریخِ وصال

خواجہ احرار کی نظر کے طفیل ۔ خوش طبیعت تھے اور خوش اوصاف
مل گیا غیب سے سنِ رحلت ۔ ''خواجہ زاہد خلیفہ ء اسلاف''

۱۵۲۹ء

(حضرت صابر براریؒ، کراچی)

☆

حضرت خواجہ محمد زاہد وخشی رحمتہ اللہ علیہ

(۱) جب آپ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہ، کے آستانہ کی طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا:۔

زاہد بہ بہشت خلوت و دامن زپا کشید ۔ جیسے ہی دامن صحراء موسم بہار کے باعث جنت نظیر ہوا
چوں از بہار دامن صحراء بہشت شد ۔ زاہد نے گوشہ نشینی کے آٹھ پردوں سے قدم باہر نکالا۔

(۲) آپ کو خبر پہنچی کہ سلطان محمود میرزا حاکم بدخشان نے اپنے بھائی سلطان احمد میرزا سے جنگ کرنے کی غرض سے سمرقند کے محاصرہ کا ارادہ کیا ہے تو آپ نے میرزا سلطان محمود کو یہ پیغام ارسال فرمایا۔

''اس عرضداشت کے ذریعے یہ فقیر حضرت مخدوم زادہ کے ملازمین کی خدمت میں ظاہر کرتا ہے کہ اکابر اولیاء اللہ نے شہر سمرقند کو بلدہ محفوظہ کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ لہٰذا آپ کا فتح ء سمرقند کا ارادہ کرنا مناسب نہیں۔ اور جب خدائے پاک نے اس کا حکم نہیں دیا نہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شریعت میں کوئی ایسی ہدایت وارد ہوئی تو پھر آپ کا اپنے بھائی پر تلوار اٹھانا کس حد تک مناسب ہے۔ یہ فقیر آپکی خیر خواہی میں کئی مرتبہ آپ کی خدمت میں عرض کر چکا ہے مگر قبولیت کی حد تک نہیں پہنچا۔ لوگوں کی باتوں میں آ کر آپکا اس ملک کو فتح کرنے کا قصد کرنا اور اس فقیر کے معروضہ کو قبول نہ کرنا ایک عجیب بات معلوم ہوتی ہے۔ حالانکہ میں نے آپ کی خدمت میں خیر خواہی کی عرض کی۔ لوگ جو کچھ کہتے ہیں محض اپنی نفسیات سے۔ معلوم ہے سمرقند میں بہت سے بزرگان دین، فقراء و مساکین ہیں۔ انہیں اور زیادہ تنگ کرنا مناسب نہیں ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کسی کے دل کو صدمہ پہنچے اور دردمند دل کی آہ جو کچھ کر سکتی ہے وہ آپکو بخوبی معلوم ہے۔ خدا کے نیک بندوں اور عام طور سے سب مسلمانوں کے دلوں کو اس سے تکلیف ہوگی۔ آپ اس ارادہ سے باز آ جائیں اور ڈریں۔ فقیر کی اس بات کو جو بے غرض اور محض للّٰہیت کی وجہ سے ہے مان لیں اور دونوں بھائی آپس میں اتفاق کر کے ایک دوسرے کی مدد کریں۔ تا کہ خدا تعالیٰ راضی رہے۔ پھر ایک دل اور متفق ہو کر ان کاموں کو جو ادھورے پڑے ہیں پورا کرو۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں جن پر وہ اپنی بہت عنایت رکھتا ہے۔ ان کی جفا اور لڑائی کے ارادہ کو اپنے ساتھ جنگ کا ارادہ اور ظلم کرنا فرماتا ہے۔ چنانچہ صحاح کی حدیث میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

بہ پیش چشم چو خاکسترم میا گستاخ ۔ کہ ہست در تگ اوآتشے و دریائے

ترجمہ:۔ ''لوگوں کی نظر میں اگر چہ میں خاک کی مانند ہوں لیکن تو ارادہ ءگستاخی کو دور رکھ کہ اس

راکھ کے نیچے آگ اور پانی کا ایک دریا موجود ہے"۔

سلطان محمود میرزا نے آپ کا حکم نہ مانا۔ شکست سے دوچار ہوا۔

(۳) خاندانِ نقشبندیہ کا خانوادہ بڑا صاحب تصرف ہے، اللہ تعالیٰ ان کے دلی ارادہ کے مطابق کر دیتا ہے اور یہ خانوادہ کسی اور کا مطیع نہیں ہے۔

☆/☆/☆

(۲۱)

حضرت خواجہ درویش محمد سبزواری رحمتہ اللہ علیہ

۸۴۶ھ — ۹۷۰ھ استقرار زند شہر سبز

۱۴۴۴ء — ۱۵۶۲ء (ماوراء النہر، ترکی)

قطعہ تاریخ وصال

مصروف رہا کرتے تھے وہ ذکرِ خدا میں مستِ کمال تھے شہِ درویش محمد

صابرؔ سنِ وصال ہے اس فخرِ ملک کا "یوسف جمال تھے شہِ درویش محمد"

۱۵۶۲ء

(حضرت صابرؔ براری، کراچی)

☆

حضرت خواجہ درویش محمد سبزواری رحمتہ اللہ علیہ

(۱) گمنامی اور گوشہ نشینی میں جو لذت ہے اس کا کوئی بدل نہیں ہے۔

(۲) طریق گمنامی اور حالات کے چھپانے کا التزام بڑی چیز ہے۔

(۳) فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ بحالت گرسنگی (بھوک کی حالت میں) سخت ناچار ہوا اور اپنا منہ آسمان کی طرف کیا تو فی الفور حضرت خضر علیہ السلام تشریف لے آئے اور فرمانے لگے: "اگر صبر وقناعت مطلوب ہے تو خواجہ محمد زاہدؒ کی صحبت میں جاؤ کہ تجھے صبر وقناعت سکھائیں گے"۔

(۴) اپنے اجداد میں سے ایک بزرگ کا آپ نے واقعہ بیان فرمایا کہ وہ بڑے عالم اور متقی تھے۔ بہت بڑا مکان تھا اور بہت سے مزارع تھے۔ زمین میں ہل چلاتے اور بیج ڈالتے جاتے اور ساتھ ساتھ علوم کا درس بھی دیتے جاتے تھے۔ ان بزرگ کی ایک صاحبزادی تھیں جو کہ ایک بزرگ زادہ کے عقد میں تھیں لیکن یہ بزرگ زادہ تقویٰ و پرہیز گاری کا خیال نہ رکھتا تھا۔ جب بھی یہ بزرگ انکے گھر جاتے، کچھ نہ کھاتے پیتے۔ ایک دن وہ بزرگ زادہ دن کے آخری حصے میں نماز جنازہ کے سلسلے میں ان کے گھر آیا۔ آپ نے کملی کا کونہ سرکایا اور زمین پر بیٹھ گئے اور فرمایا، میاں! خدا تمہارے گناہ معاف کرے تم نے وہ طریقہ نہ رکھا کہ بیٹھ سکو۔ چند دن بعد ان بزرگ نے اپنی صاحبزادی کے لیے ایک لباس بھیجا اور فرمایا، غسل کر کے یہ لباس پہن لو اور میرے گھر آجاؤ۔

☆/☆/☆

(۲۲)

حضرت خواجہ محمد مقتدیٰ امکنگی رحمتہ اللہ علیہ

امکنہ نزد بخارا ۹۱۸ھ		۱۰۰۸ھ امکنہ نزد بخارا
۱۵۱۲ء	○	۱۶۰۰ء (ازبکستان)

قطعہ تاریخ وصال

آپ کے انوار سے روشن ہے قصبہ امکنہ   آپ سے پھیلا ہے ہر سو نقشبندی سلسلہ

کہیے! اے صابر براری ان کی تاریخ وصال   "ماہِ علم دین حق خواجہ محمد مقتدا"

۱۶۰۰ء

(حضرت صابر براریؒ، کراچی)

★

حضرت خواجہ محمد مقتدی امکنگی رحمتہ اللہ علیہ

(۱) فقر کی حلاوت وشیرینی، نامرادی اور قناعت میں ہے۔

(۲) جب تک پاؤں میں کانٹا نہیں چبھتا پھول ہاتھ نہیں آتا۔

(۳) درویشوں نے جو کمالات حاصل کئے ہیں وہ صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اتباع سے کئے ہیں لہٰذا ان سے کوئی کام خلاف شریعت صادر نہیں ہوتا۔

(۴) ہر مباح کی نیت سے بھی درویشوں کے پاس نہیں آنا چاہئے کیونکہ بسا اوقات وہ ایسے کاموں کی طرف توجہ نہیں کرتے اور آنے والے بداعتقاد ہو کر ان کی صحبت کی برکات سے محروم رہ جاتے ہیں۔

(۵) فقراء کے ہاں کرامتوں کا کوئی اعتبار نہیں، ان کے پاس خالصتاً لوجہ اللہ آنا چاہیے تاکہ فیض باطنی کا کچھ حصہ مل سکے۔

(۶) کچی قسم کھانا شریعتِ مطہرہ میں جائز ہے لہٰذا شرعی کام میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔

(۷) رحلت سے چند دن پیشتر اپنے خلیفہءِ اعظم حضرت خواجہ محمد باقی باللہؒ کو خط لکھا جس کے آخر میں مندرجہ ذیل دو شعر تھے۔

زمان تا زمان مرگ یاد آیدم ندانم کنوں تا چہ پیش آیدم
جدائی مبادا مرا از خدا دگر ہر چہ پیش آیدم شایدم

ترجمہ: مجھے ہر گھڑی موت یاد آتی ہے۔ نہیں معلوم کہ اب کیا بات پیش آئے۔ مجھے ہر دم وصلِ خدا رہے اور جو کچھ پیش آتا ہے، پیش آئے)

(۸) ایک دفعہ انتہائی انکساری وخاکساری کے ساتھ فرمایا: ہمارے سب دادے پردادے انتہائی منکسر المزاج اور بڑے عالم فاضل تھے۔ جب نوبت ہم تک پہنچی تو نہ علم وفضل رہا نہ منکسر المزاجی۔

(۹) ایک مرتبہ بعض مخلصین نے درخواست کی کہ کیا حرج ہے کہ اگر آپ کی مبارک مجلس میں مثنوی مولانا رومؒ پڑھی جائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا! مشکوٰۃ شریف کی چند حدیثیں پڑھی جایا کریں۔ بلاشبہ حدیث شریف کا پڑھا جانا بزرگوں کا کلام پڑھے جانے سے بہتر ہے۔

(۱۰) ایک صاحب نے عرض کیا کہ نماز کے بعد مجلس میں اگر پنج سورہ بلند آواز سے پڑھا جائے تو کیا ہے؟ آپ نے فرمایا! بلند آواز میں پڑھنا کیا ضروری ہے جو چاہے اپنے طور پر آہستہ

آواز سے پڑھ لے۔

(۱۱) ایک دن ایک صاحب نے عرض کیا کہ مسجد کا راستہ اونچائی پر ہے اور حضرت کو بڑھاپے کے باعث کمزوری لاحق رہتی ہے۔ اگر عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں مسجد میں ادا کر کے ایک ہی بار واپس جایا کریں تو زیادہ بہتر ہو کہ تین بار آنا جانا مشکل ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا! جیسی نمازیں ہم پڑھتے ہیں اس میں بس مسجد میں آنا جانا ہی تو کام ہے۔ باقی ہماری نمازوں میں اور کیا رکھا ہے۔

(۱۲) حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرّہ اپنے ایک مکتوب شریف میں وجود عدم اور وجود فنا کے مقام کے دقائق اور باریکیاں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جناب ارشاد مآب مخدوم گاہ مولانا خواجگی قدس سرّہ نے فنائے اتم کے ارشادات کے سلسلہ میں یہ شعر پڑھا۔

مدح وذمت گر تفاوت میکند بت گرے ہستم کہ او بت میکند

(ترجمہ: تیری برائی اور تعریف اگر فرق پیدا کرتی ہے تو میں بت بنانے والا ہوں کہ وہ بت بناتا ہے۔)

اور فرمایا مدح وذم بھی چاہیے کہ حق سبحانہٗ کی جناب میں کامل فنا کے مقام کے حصول تک دوشکستگی میں تیرے لئے کوئی چیز رکاوٹ نہ بنے۔

(۱۳) جو چیز جوانی کے زمانہ میں حاصل کرنے کی ہے اگر وہ کسی نے بڑھاپے کے زمانہ میں حاصل کی تو اس نے جوانی کا پاس کیا اور وہ پہلوان ہے۔

(۱۴) ریاضت اتنی کرنی چاہیے کہ رخسار چمکے نہ یہ کہ چہرہ کملا جائے اور چہرہ کا رنگ دیکھتے ہی ریاضت وعبادت کرنے کا راز افشاء ہو جائے۔

☆/☆/☆

(۲۳)

حضرت خواجہ مویدالدین باقی باللہ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

کابل (افغانستان) ۹۷۱ھ / ۱۵۶۴ء — دہلی (بھارت) ۱۰۱۲ھ / ۱۶۰۳ء

قطعۂ تاریخ وصال

صاحب کشف و کرامت شہِ باقی اللہ — تھے ولی ابن ولی ابن ولی

کہئے صابرؔ یہی تاریخ وصال خواجہ — ''وقفِ رُشد و ہدایت شہِ باقی باللہ''

۱۶۰۳ء

(حضرت صابرؔ براری، کراچی)

☆

حضرت خواجہ مویّدالدین باقی اللہ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

(۱) سورہ اخلاص کے معنی کے بیان میں فرمایا کہ اس کو سورۃ اخلاص اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے سننے سے بندہ کا اعتقاد اپنے پروردگار کی نسبت شرکِ جلی وخفی کے غبار سے خالص و پاک ہو جاتا ہے اور اس کے عمل میں فی الجملہ اخلاص پیدا ہو جاتا ہے۔ اعتقاد کا شرکِ خفی سے پاک ہونا اس طرح ہے کہ الوہیت میں ایسی ذات کا اعتقاد رکھے کہ عرصہ امکان میں کسی طرح کوئی اس کا مثل نہ ہو ورنہ اس کا معتقد ممکن ہو جائیگا۔ اسی وجہ سے اکابر نے فرمایا ہے کہ توحید، قدیم کو حادث سے الگ کرنے کا نام ہے۔

(۲) مراقبہ کی حقیقت انتظار کرنا ہے اور انتظار کی صفائی مقصود کی طلب میں ہے۔ ایسی حالت میں کہ طالب اپنی قوت و طاقت سے نکل جائے اور مقصود جل ذکرہٗ کے دیدار کا مشتاق اور اسکے عشق کے سمندر میں مستغرق ہو جائے۔ قوت و طاقت کی دید کوشش کا غبار ہے اور آستانہ انتظار کشش ہے۔ اس قسم کا مراقبہ سوائے منتہی اور قریب الانتہا کے دوسرے کو حاصل نہیں ہوتا۔ اسی واسطے حضرت نجم الدین کبریٰ قدس سرہ، نے ان دس اصلوں (بنیادوں) کے بیان میں کہ جن پر موت بالارادہ موقوف ہے۔ اس مراقبہ کو نویں اصل (بنیاد) قرار دیا ہے۔ لیکن مبتدی عاشق کو منتہی کی تقلید کرنی چاہیے اور اپنے تئیں قوت و طاقت کی دید سے نکال کر انتظار محض کرنا چاہیے۔ باقی مراقبات جو مقصود کو شکل و مثال اور علم و خیال سے مقید کر کے عرصہ تعقل میں لاتے ہیں، اس مراقبہ سے کم درجہ کے ہیں۔

ہر چہ پیش تو پیش ازاں رہ نیست — غایت فہم تست اللہ نیست

ترجمہ: تیرے نزدیک وہ جس سے آگے راستہ نہیں ہے وہ تیری سمجھ کی غایت (انتہا) ہے خدا نہیں ہے۔

(۳) سلوک کے دس مقاموں کی تحقیق کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ جو شخص معصیت (گناہ) میں گرفتار ہے یا وہ دنیا سے کچھ رغبت رکھتا ہے یا سبب پر نظر رکھتا ہے یا بقدرِ ضرورت معاش پر اکتفا نہیں کرتا یا لوگوں سے میل جول رکھتا ہے یا اس کے اوقات اللہ تعالیٰ کے ذکر سے معمور نہیں یا اللہ تعالیٰ سے غیر خدا طلب کرتا ہے یا نفس کے ساتھ مجاہدہ نہیں کرتا یا اپنی ذات اور اپنے احوال پر نظر رکھتا ہے اور اپنی قوت و طاقت پر بھروسہ کرتا ہے یا اپنے آپ کو احکام ازلیہ کے حوالہ نہیں کرتا وہ طریق تحقیق کے سلوک میں ناقص ہے۔ مخفی نہ رہے کہ بعضے منتہی درویش جو اپنی خواہشات و ضروریات سے نکل چکے ہیں ضروری معاش پر اکتفا کرنے اور لوگوں سے میل جول نہ رکھنے اور نفس کی ساتھ مجاہدہ کرنے میں کسی خاص وجہ سے ثابت نہیں رہے ہیں۔'' ہر ایک کیلئے ایک جہت ہے جس کی طرف وہ

منہ کرنیوالا ہے۔"

(۴) توکل یہ نہیں کہ ظاہری اسباب کو چھوڑ دیں اور بیٹھ رہیں کیونکہ یہ تو بے ادبی ہے۔ بلکہ سبب مشروع مثلاً کتابت وغیرہ کو اختیار کرنا چاہیے اور نظر سبب ہی پر نہ رکھنی چاہیے کیونکہ سبب مثل دروازے کے ہے جو اللہ تعالیٰ نے مسبب پر پہنچنے کیلئے بنایا ہے۔ اس صورت میں اگر کوئی شخص دروازے کو بند کرلے کہ اوپر سے پھینک دیگا تو یہ اسکی بے ادبی ہے کیونکہ دروازہ خدا ہی کا بنایا ہوا ہے اور اس بات پر دلیل ہے کہ کھلا ہے۔ کھلے ہوئے کو بند نہ کرنا چاہیے۔ بعد ازاں اسے اختیار ہے چاہے دروازے سے بھیجے یا اوپر سے پھینک دے۔

(۵) توحید حاصل کرنی چاہیے۔ محققین، متکلمین کے نزدیک توحید یہ ہے کہ "وجود میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی چیز موثر نہیں"۔ یعنی اپنی ساری قدرت کو خدا سے منسوب کرنا اور اپنے آپ کو قدرت سے خالی کرنا۔ اگرچہ متاخرین علماء سے بعضے قدرتِ موثرہ کو فی الجملہ بندہ میں بھی ثابت کرتے ہیں اور ان کی توحید یہ ہے: "اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں"۔ لیکن زیادہ صحیح مذہب پہلا ہی ہے اور صوفیہ کرام جس طرح فعل وقدرت کو اللہ تعالیٰ سے منسوب کرتے ہیں اسی طرح سات صفات میں سے باقی (۱) علم (۲) سمع (۳) بصر (۴) حیات (۵) ارادہ (۶) کلام کو بھی اللہ تعالیٰ سے منسوب کرتے ہیں۔

(۶) مشائخ جو لوگوں کے ارشاد وتربیت میں مشغول ہوتے ہیں اس کا باعث ان تین چیزوں میں سے ایک ہوا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا الہام یا پیر کا حکم وامر یا بندگانِ خدا پر شفقت۔ یعنی جب وہ لوگوں کو گمراہی میں دیکھتے ہیں اور گمراہی کو ان کے عذاب وضرر کا سبب جانتے ہیں تو نہایت ترحم سے ان کے عذاب کا دفعیہ چاہتے ہیں۔ پس شفقت کا مقتضا یہ ہے کہ شریعت کے رواج دینے کو اپنے اوپر لازم کرکے لوگوں کو وعظ ونصیحت سے حفظ آداب اور اقامت شرائع کا حکم دیں۔ مثلاً فقہ وحدیث کا پڑھنا پڑھانا اور اس کے مطابق عمل کرنا، مگر ان کو واصل بحق کرنا شفقت کی شرط نہیں بلکہ وہ ایک زائد امر ہے۔ اس موقعہ پر آپ نے فرمایا کہ اس طریقہ تربیت کا ماحصل انجذاب ایمانی (ایمان کا جذب ہونا یا کرنا) ہے جس کی دعوت تمام انبیاء ورسل دیتے رہے ہیں۔

(۷) اللہ تعالیٰ سے بندہ کا نہایت قرب اور اتصال اس سے زیادہ نہیں کہ دوام آگاہی جو فنا کی طرف کھینچتی ہے اس کو حاصل ہو جائے۔ جب یہ نسبت حاصل ہوگئی تو سالک اس نسبت کے حصول سے مرتبہ ولایت سے مشرف ہوگیا اور وہ کمالات جو دوسرے طریقوں کے سالکوں کو حصولِ مقامات اور تجلیاتِ اسماء وصفات میں بتفصیل حاصل ہوتے ہیں وہ اور شے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات

سے قرب واتصال کی نسبت کا یہ حصول ولایتِ خاصہ کے مرتبہ تک پہنچا دیتا ہے۔ اس طریقہ کے طالبوں کا پہلا داخلہ سرحدِ فنا میں ہے اور اندراج نہایت در بدایت، جس کی طرف ہمارے سلسلہ کے اکابر نے اشارہ کیا ہے، یہی ہے۔

(۸) ترقی بعد الموت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ: "حضرت شیخ ابن عربی قدس سرہ کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص نیتِ صحیح اور اعتقادِ درست کیساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ آئے اور شریعت غرا (واضح شریعت) کے آداب کما حقہ بجالائے اور اس کو عین حیات میں اس گروہ کے اذواق ومواجید (ذوق ووجد) حاصل نہ ہوں تو البتہ موت کے بعد اس کو اس گروہ کے احوال واذواق عطا کئے جاتے ہیں۔" حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ نے اس قول کو نقل کرکے تھوڑی دیر تامل کیا اور فرمایا: "بلکہ ایسے شخص کو اسی جہان میں سکراتِ موت کیوقت اس دولت سے مشرف کردیتے ہیں"۔ اس کے بعد ارشاد کیا کہ اعتقاد درست اور احکام شریعت کی رعایت اور اخلاص اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں دائمی توجہ سب سے بڑی دولت ہے۔ کوئی ذوق ووجدان اس بڑی نعمت کے برابر نہیں۔

ایں داشتہ باشد گود گر ہیچ مباش

(۹) انجذاب اور محبت الٰہی کا طریقہ مقصود تک پہنچانے والا ہے اور اس کا رخ سوائے ذات حق تعالیٰ کے کسی اور طرف نہیں ہے۔ بخلاف دوسرے طریقوں کے کہ ان کا رخ انوار کی طرف بھی ہے۔ ناچار بعضے ان ہی انوار میں رہ جاتے ہیں۔ یہ انجذاب ومحبت تمام افرادِ انسانی میں ہے مگر پوشیدہ ہے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشائخ اسی انجذاب کی تربیت کرتے ہیں۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ کی رویت (دیدار) آنکھ کے ساتھ موت کے بعد ہوگی کیونکہ رویت، انکشاف تام کا نام ہے۔ جب تک روح کا تعلق اس بدن کے ساتھ ہے، انکشاف تام (مکمل انکشاف) نہیں ہوسکتا کیونکہ روح خواہ کتنی ہی بے تعلق ہو جائے کم سے کم حیات کا علاقہ (تعلق) باقی رہیگا۔ اگر صرافتِ اصلی (   ) پر ہے، خودی کا تعلق باقی ہے۔

(۱۱) سماع کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے ارشاد کیا کہ صوفیہ صافیہ میں سے جو لوگ راگ سننے کے قائل ہیں۔ انہوں نے اسمیں یہ حکمت دیکھی ہے کہ راگ سننے کے بعد طبیعت ساکن و برقرار رہتی ہے۔ ناچار روح، معانی کا ادراک زیادہ کرتی ہے۔ مجوزین سماع کا مقصود معانی ہے۔ وہ نغمہ کو اس کے زیور کی مثل سمجھتے ہیں ورنہ وہ نفس نغمہ میں مبتلا نہیں۔ حاضرین میں سے ایک نے شیخ سعدی رحمتہ اللہ کی یہ بیت (شعر) پڑھی کہ۔

آواز خوش بہتر از روئے خوش　　　　کہ آں حظِ نفس است ایں قوتِ روح۔

آپ نے فرمایا کہ دونوں ایک ہی ہیں یعنی اگر دیکھنے والا اور سننے والا اہلِ نفس سے ہیں تو وہ دیکھا ہوا اور سنا ہوا دونوں نفسانی ہیں۔ اور اگر اصحابِ رُوح سے ہیں تو دونوں روحانی ہیں۔ اور فرمایا کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرّہ کے ملفوظات میں مذکور ہے کہ راگ سننے کی شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے کہ سننے والے پر اللہ تعالیٰ کی محبت غالب ہو۔ آپ کے مخلصوں میں سے ایک نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی کیا علامت اور نشانی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا اتباع۔ پھر اس مخلص نے عرض کیا کہ ممکن ہے کہ متبع (اتباع کرنے والے) کا مقصود بہشت ہو یا عذاب دوزخ سے نجات۔ آپ نے فرمایا کہ ایسا شخص متبع تام (مکمل اتباع کرنیوالا) و کامل نہیں اور اسے اہل اللہ میں شمار نہیں کرتے۔ اتباع ظاہری تو ظاہر ہے۔ اتباع باطنی یہ ہے کہ اس کے باطن میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی مطلب و مقصود نہ ہو۔

(۱۲) وَلایت (واؤ کی زبر کے ساتھ) بندہ کے اس قرب کو کہتے ہیں جو وہ حق سبحانہٗ سے رکھتا ہے اور وِلایت (واؤ کی زیر کیساتھ) اس چیز کو کہتے ہیں جو خلق میں مقبول ہونیکا سبب ہے اور اہل عالم اس کی طرف گرویدہ ہوتے ہیں اور یہ کمال مخلوقات سے تعلق رکھتا ہے۔ خوارق و تصرّفات دوسری قسم میں داخل ہیں۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے سوال کیا کہ جو برکتیں صاحبانِ استعداد کو پہنچتی ہیں وہ کس قسم میں داخل ہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا کہ وہ وَلایت (واؤ کی زبر کے ساتھ) کا اثر ہیں۔ اس بیان کے اثنا (دوران) میں آپ نے طالبوں کے استفادہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جس وقت طالب کا آئینہ مُرشد کے آئینہ کے مقابل ہوتا ہے، تو جو کچھ مُرشد کے آئینہ میں ہوتا ہے وہ طالب کے آئینہ پر بقدرِ مناسبت اپنا پرتو ڈالتا ہے۔

اسی موقعہ پر آپ نے فرمایا کہ بعض کو ولایت کی ان دونوں قسموں میں سے ایک حاصل ہوتی ہے اور بعض کو دونوں قسموں سے کافی حصہ ملتا ہے یا کسی کو دونوں میں سے ایک سے زیادہ اور دوسری سے کم حصہ ملتا ہے۔ مشائخ نقشبندیہ رحمہم اللہ تعالیٰ میں ہمیشہ وَلایت (واؤ کی زبر کے ساتھ) وِلایت (واؤ کی زیر کے ساتھ) پر غالب رہی ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جب کوئی مقتدا اس جہانِ فانی سے انتقال کر جاتا ہے تو وِلایت (کسرِ واؤ) اپنے مخلص کے حوالے کر جاتا ہے اور وَلایت (فتح واؤ) اپنے ساتھ لے جاتا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ کبھی کسی لغزش کے باعث ولی کی ولایت (بکسرِ واؤ) چھین لی جاتی ہے۔ چنانچہ ابن فارض رحمۃ اللہ علیہ نے پیر بقال کے جنازہ کے امام کا واقعہ بیان کیا ہے جو مولانا جامی قدس سرّہ کی "نفحات الانس" نامی کتاب میں مذکور ہے۔

(۱۳) ایک روز فقراء پر بعض منکرین کے اعتراض کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اولیاء کبیرہ گناہوں سے محفوظ نہیں ہیں۔ اگر اتفاقاً ان سے اس قسم کی کوئی حرکت سرزد ہو جائے تو اس سبب سے ان کو ولایت سے خارج کر دینا جہالت ہے۔ بلکہ دیکھنا یہ چاہیے کہ وہ ہمیشہ یا اکثر کونسی منزل میں رہتے ہیں۔ اس حال میں اگر کبھی بتقاضائے بشریت اُن سے کوئی کبیرہ گناہ صادر ہو جائے تو اس میں ان کو معذور سمجھنا چاہیے۔

(۱۴) محبت ذات و محبت صفات کی تحقیق میں سلسلہ سخن شروع تھا۔ زبان اقدس سے فرمایا کہ محبت صفات یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص کسی سے اس لئے محبت رکھتا ہے کہ وہ عالم ہے یا شجاع ہے، تو اس وقت اس کی محبت موقوف ہوگی صفت علم و شجاعت پر۔ اگر یہ اوصاف اس سے دور ہو جائیں تو اس کی محبت بھی جاتی رہے۔ اور محبت ذات یہ ہے کہ کسی شخص کو بغیر لحاظ کسی صفت کے دوست رکھے۔ یہ نہیں کہ جب وہ کسی صفت کے ساتھ متصف ہو تو اس وقت محبت میں زیادتی ہو اور جب کسی صفت کے ساتھ متصف نہ ہو تو محبت میں کمی آ جائے۔

(۱۵) ہمارے طریقہ کا دار و مدار تین باتوں پر ہے۔ (۱) اہل سنت و جماعت کے عقائد پر ثابت قدم رہنا۔ (۲) دوام آگاہی اور (۳) عبادت۔ اگر کسی شخص کی ان تین چیزوں میں سے ایک میں خلل و فتور آ جائے تو وہ ہمارے طریقہ سے خارج ہے۔ ہم عزت کے بعد ذلت اور قبول کے بعد ردّ سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔

(۱۶) پیر کے متعدد ہونے میں کلام شروع ہوا تو زبانِ مبارک سے فرمایا کہ پیر تین طرح کے ہوتے ہیں۔ (۱) ایک پیر خرقہ (۲) دوسرے پیر تعلیم اور (۳) تیسرے پیر محبت۔ واضح ہو کہ پیر خرقہ وہ ہے جس سے خرقہ ارادات پہنا جائے، جس بزرگ سے خرقہ تبرک و اجازت ملے اسے اہل تصوّف کی اصطلاح میں خرقہ کہتے ہیں۔ پیر تعلیم، اس کے معنی ظاہر ہیں۔ پیر محبت وہ ہے جس سے لوگ صحبت رکھیں اور اس کی صحبت سے منافع و ترقیات حاصل کریں۔

اسی موقع پر فرمایا کہ ہندوستان میں سلسلہ چشتیہ و کبرویہ میں ایک شخص کیلئے کئی پیروں کے ہونے کو تسلیم نہیں کرتے اور پیر تعلیم و پیر محبت کو مرشد کہتے ہیں۔ آپ نے اسی مطلب کے مطابق ایک بزرگ کا نام لیکر فرمایا کہ انہوں نے اپنے رسالوں میں لکھا ہے کہ پیر خرقہ متعدد ہونا مکروہ ہے اور اسی طرح پیر تعلیم کا تعدد مکروہ ہے لیکن پیر صحبت کئی ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ پہلا پیر اجازت دے دے یا اس کی صحبت فوت ہو جائے۔ بعد ازاں آپ نے فرمایا کہ ہاں پیر خرقہ متعدد نہیں ہوتے لیکن پیر تعلیم مثل پیر صحبت کے کئی ہو سکتے ہیں اور یہی سالکوں کا معمول ہے۔

(۱۷) صوفیہ کرام کے سلسلوں میں لوگوں نے خرقہ کی سند حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بطریقہ عنعنہ بیان کی ہے مگر ذکر کو بطریق عنعنہ بیان نہیں کیا مگر سلسلہ نقشبندیہ و کبرویہ میں ذکر کی سند بطریق عنعنہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہٗ سے لیکر آج کے دن تک درمیانی راویوں میں سے کسی طرح کا خلل نہیں پڑا۔

اس موقعہ پر حاضرین میں سے ایک نے سوال کیا کہ یہ جو کہتے ہیں کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں طریق رابطہ حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے، طریقہء ذکر حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہٗ سے پہنچا ہے، کہاں تک درست ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جو ذکر ہمارے سلسلہ میں ہے اور جسے وقوف عددی کہتے ہیں، مقررہ طریقہ کے ساتھ حبس دوام اور اس کے ساتھ محمد رسول اللہ ﷺ ملانا، وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے ہم تک بطریق عنعنہ پہنچا ہے اور طریق صحبت بھی آپ ہی سے پہنچا ہے کیونکہ آپ سفر و حضر میں جنابِ سرکار کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رہا کرتے تھے اور بطریق صحبت فیض حاصل کرتے تھے۔ اصل اس کام میں صحبت ہے اور رابطہ اس کا ظل ہے۔ جب صحبتِ ظاہری مفقود ہو تو اس طریقہ والوں نے رابطہ پر اکتفا کیا جو صحبت معنوی ہے۔

(۱۸) ایک روز مولانا جامیؒ قدس سرہ السامی کی کتاب "نقد نصوص" کی یہ عبارت نظر مبارک میں آئی کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ حضور کی حالت میں بغیر اس کے کہ حس سے غائب ہوں امور غیبیہ کے بعض حقائق اس گروہ پر کھل جاتے ہیں اور اسی کو مکاشفہ کہتے ہیں۔ مکاشفہ کبھی جھوٹ نہیں ہوتا کیونکہ مکاشفہ سے مراد ہے علائق بدن سے مجرد ہونیکی حالت میں روح کا مغیبات کے مطالعہ میں متفرد (تنہا) ہونا۔

آپ نے فرمایا کہ حضرت جامیؒ نے یہ مضمون ترجمہ عوارف سے نقل کیا ہے اور تحقیق یہ ہے کہ بعضے مکاشفات جن میں خیال کو کچھ دخل ہے ان میں خطا بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن علومِ یقینی میں بھی جو بطریق الہام معلوم ہوتے ہیں، خطا پائی جاتی ہے۔ اس کا سبب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس کا سبب یہ ہے کہ صاحب الہام اپنے مقدماتِ مسلمہ میں سے بعض کو جو اس کے نزدیک یقینی ہیں، ان علومِ یقینی کیساتھ ملا لیتا ہے۔ اسی وجہ سے ان میں خطا آجاتی ہے ورنہ علوم الہامیہ میں خطا کی گنجائش نہیں۔ علوم عقلیہ کے علما جو قوانین منطق کی رعایت کرتے ہیں کبھی ان کے فکر میں خطا داخل ہو جاتی ہے۔ اس میں راز یہ ہے کہ اپنے مقدمات مقررہ کو یقینی خیال کر کے اس میں ملا

لیتے ہیں ورنہ منطق تو وہ علم ہے کہ اس کی رعایت ذہن کو فکر میں خطا سے بچاتی ہے۔ اگر صرف منطق کا استعمال ایسے مقدمات ملانے کے بغیر ہو تو ذہن کبھی خطا نہ کرے۔ اس موقعہ پر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جو لوگ خدا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ان کو کشف کی کچھ ضرورت نہیں کیونکہ کشف دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک کشف دینوی جو بالکل کسی کام نہیں آتا۔ دوسرا کشف اُخروی جو کتاب و سنت میں بصراحت مذکور ہے اور عمل کیلئے کافی ہے۔ کوئی کشف اس کے برابر نہیں۔

(۱۹) اہل اللہ کے بارے میں سلسلہء کلام شروع ہوا تو فرمایا کہ اہل اللہ تین فرقے ہیں۔

(۱) عباد (۲) صوفیہ (۳) ملامتیہ۔

(۱) عباد وہ لوگ ہیں جنہوں نے ظاہر عبادت پر اکتفا کیا ہے اور فرائض و سنن کے بعد نفلی عبادتوں اور خیرات پر قیام کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ چاہتے ہیں کہ خیرات میں سے کسی چیز کی فروگذاشت نہ ہو اور صوفیہ کے اذواق و مواجید سے بہرہ ور نہیں ہوتے۔ عباد میں سے جو شخص صوفیہ کے اذواق و مواجید سے بہرہ ور ہو گیا وہ گروہِ صوفیہ میں داخل ہو گیا اور اپنے مرتبہ سے نکل آیا۔

(۲) صوفیہ وہ فرقہ ہے جو مواجید و اذواق سے بہرہ ور ہیں اور اپنے خوارق و کرامات کو مخلوق کی نظروں سے پوشیدہ نہیں رکھتے۔ تمام کاموں میں اُن کی نظر خدا پر ہے اور مخلوق کو مظاہر حق جانتے ہیں۔ اس فرقہ میں ایک طرح کی رعونت و نخوت رہ گئی ہے۔

(۳) ملامتیہ وہ لوگ ہیں جو عام لوگوں کے لباس میں رہتے ہیں اور عوام سے کچھ امتیاز نہیں رکھتے اور ظاہر میں فرائض و سنن موکدہ پر اکتفا کرتے ہیں اور اخلاص کی رعایت میں کوشش کرتے ہیں اور اپنے تئیں اپنے خوارق ظاہر کر کے مشہور و ظاہر نہیں کرتے۔ اس امر میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کا اتباع کیا ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ عالم ظہور کا محل نہیں۔ خدا تعالیٰ نے اپنے تئیں عام لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھا ہے۔ لہذا وہ بھی اپنے تئیں مخلوق کی نظروں سے پوشیدہ رکھتے ہیں۔ اسی واسطے اکثر لوگ اُن کو اپنے جیسا خیال کرتے ہیں۔ یہ جماعت رعونت سے آزاد و پاک ہے۔ وہ مقامِ عبودیت کی انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں۔

حضرت شیخ ابن عربی قدس سرہٗ نے اس جماعت کے کئی سردار ٹھہرائے ہیں۔ سب سے بڑے سردار جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بتاتے ہیں۔ صحابہ کرام میں سے حضرت صدیق اکبر اور سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور مشائخ میں سے حضرت بایزید بسطامی اور ابوسعید خراز اور ابوالسعود اور اپنے آپ کو بتاتے ہیں۔ اِن کے سوا اوروں سے ساکت ہیں مگر اُن کی نفی نہیں کرتے۔ شیخ کا طریقہ یہ ہے کہ جو کچھ کسی خاص وقت میں کشف میں آگیا اسے لکھ دیتے ہیں۔

فرقہ ملامتیہ میں سے جو لوگ اپنے تئیں مخلوق پر بعنوان ملامت ظاہر کرتے ہیں اور بعض ایسی چیزوں کے مرتکب ہوتے ہیں جو باعتبار ظاہر ممنوع ہیں مثلاً سفر میں ماہِ رمضان المبارک میں دن کے وقت بازار میں کھاتے پھرتے ہیں تاکہ مخلوق کی نظروں میں سے ان کا اعتبار اٹھ جائے۔ ایسے لوگ رتبہ و مرتبہ میں صوفیہ سے کم درجہ کے ہیں۔ مخلوق کی نظروں میں ان کا اعتبار ساقط نہیں ہوا ہے۔

(۲۰) (ایام وفات سے پہلے) فرماتے تھے کہ یہ بات پایہء ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ طریق توحید (وحدتِ وجود) کے سوا ایک اور وسیع راہ ہے اور توحید کی راہ اس شاہراہ کے مقابلہ میں محض ایک تنگ کوچہ ہے۔

(۲۱) مندرجہ ذیل رباعی بھی آپ کے ملفوظات سے ہے۔

ایں سکہ کہ من زدم بنام فقراست | دین روشنی از نورِ تمام فقراست
برخیز رہِ خواجہء احرارؒ بگیر! | کان راہِ سرحدِ مقام فقراست

(۲۲) صبر، نفس کے تمام حظوظ اور پسندیدہ امور سے باہر آنے کا نام ہے۔

(۲۳) رضا یہ ہے کہ نفس کی رضا سے نکل کر رضائے الٰہی میں داخل ہو اور اس کے احکام کی تسلیم اور اپنے امور اس کے سپرد کر دے۔

(۲۴) توجہ تمام لذات سے منہ موڑ کر تمام تر توجہ کیساتھ حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کا نام ہے۔

(۲۵) قناعت، فضول کو ترک کرنے اور محض حاجت کی حد تک اکتفا کرنے، عمدہ کھانے، لباس، رہائش سے پرہیز کرنے کا نام ہے۔ کمالِ قناعت یہ ہے کہ صرف ہستی اور محبتِ الٰہی پر اکتفا کرے۔

(۲۶) انصاف سے بعید ہے کہ بھوکے پیاسے گلی کوچوں میں تڑپتے پھریں اور ہم گھروں میں بیٹھ کر کھانا کھائیں۔

﴿حواشی﴾

۱۔ خوبصورت چہرے سے خوبصورت اور خوش آواز بہتر ہے کیونکہ وہ حظِ نفس ہے اور یہ قوت روح۔ (قصوری)

☆/☆/☆

(۲۴)

امامِ ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ

سرہند شریف (بھارت) ۹۷۱ھ / ۱۵۶۴ء — ۱۰۳۴ھ / ۱۶۲۴ء سرہند شریف ضلع فتح گڑھ ریاست پٹیالہ (بھارت)

قطعہ تاریخ وصال

ہے مکتوباتِ اقدس سے یہ ظاہر | تھے حضرت علمِ دینِ حق کے کاشف
کہو یہ سالِ رحلت اُن کا صابرؔ | ''مجدد الف ثانی نقشِ عارف''

۱۶۲۴ء

(حضرت صابر براری، کراچی)

☆

امامِ ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

(۱) اعلیٰ نصیحت یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اختیار کرو۔

(۲) اپنے عقائد کو فرقہ ناجیہ یعنی علمائے اہلِ سنت و جماعت کے عقائد کے مطابق درست کرو۔

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اہلِ بیت کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہے جو اس میں سوار ہو گیا بچ گیا، جو پیچھے رہا وہ ہلاک ہو گیا۔

(۴) اہل و عیال کے ساتھ حد سے زیادہ محبت نہ کرو کہ ضروری کام میں فتور آئے۔

(۵) اہل اللہ کو تجارت، خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کر سکتی۔

(۶) اہل اللہ سے کرامت مت ڈھونڈو، ان کے وجود ہی کو کرامت جانو۔

(۷) اہلِ کرم وہ ہے جو اپنی حاجت پر غیر کی حاجت کو مقدم رکھے۔

(۸) اس اجتماع سے الگ رہ جو تفرقہ کا باعث ہو۔

(۹) اس غرض کا مٹا دینا جو کفار سے وابستہ ہو، کمالِ ایمان ہے۔

(۱۰) افلاس دونوں جہان کی رُوسیاہی کا باعث ہے۔

(۱۱) احسان سب جگہ بہتر ہے لیکن ہمسایہ کے ساتھ بہترین ہے۔

(۱۲) آخرت کا کام آج کر، دنیا کا کام کل پر چھوڑ دے۔

(۱۳) اظہارِ عجز عبادت ہے۔

(۱۴) انبیاء علیہم السلام کے قول کے مقابلہ میں حکماء کا قول رَد ہے۔

(۱۵) اولیاء اللہ کی نظر دوا ہے اور کلام شفا ہے اور صحبت سراپا نور۔

(۱۶) نقشبندی وہ ہے جو اپنی زبان کو ذکرِ خدا (عزوجل) سے تر رکھے۔

(۱۷) بزرگوں کی بے ادبی ادبار کا پیش خیمہ ہے۔

(۱۸) بزرگوں کے کلام کے معنی خلافِ شریعت مراد لینا الحاد و زندقہ ہے۔

(۱۹) بلا استطاعت سفرِ حج تضیعِ اوقات ہے۔

(۲۰) بچوں پر پیار کا آنا اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نشان ہے جو اپنے مہربان بندوں کو عطا فرماتا ہے۔

(۲۱) بھائی کا حق اس جگہ معاف کرا لے ورنہ وہاں نیکیاں دینی پڑیں گی۔

(۲۲) پنج وقتی نماز کو سستی اور کاہلی کے بغیر شرائط اور تعدیلِ ارکان کے ساتھ ادا کریں۔

(۲۳) پیر وہ ہے جو مرید کے مال میں خواہش نہ پائے۔

(۲۴) پیر کا دل مرید کے مال میں ہونا، مرید کی ہدایت کے مانع ہے۔

(۲۵) تمام سعادتوں کا سرمایہ سنت کی تابعداری ہے اور تمام فسادوں کی جڑ شریعت کی مخالفت ہے۔

(۲۶) تمام مخلوقات میں زیادہ محتاج انسان ہے۔

(۲۷) تُف ہے اس طریقہ پر جس میں گالی دینا عبادت ہو۔

(۲۸) جس کو نرمی عطا ہوئی، اس کو دنیا و آخرت عطا ہوئی۔

(۲۹) جوانی میں زیادہ خوف درکار ہے اور پیری میں رجا۔

(۳۰) جس گناہ کے بعد ندامت نہ ہو، اندیشہ ہے کہ اسلام سے باہر کر دے۔

(۳۱) جو ضرورت گناہ پر مجبور کرے، شرعاً مردود ہے۔

(۳۲) جو سالک اپنے آپ کو خسیس کتے سے بھی بہتر جانتا ہے وہ بزرگوں کے کمالات سے محروم ہے۔

(۳۳) حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج جسمانی ہوئی اور دیدارِ حق آنکھوں سے ہوا۔

(۳۴) حُبِ دنیا سے خالی علماء بہت کم ہیں۔

(۳۵) حادثاتِ دنیا کی تلخی کڑوی دوا کی مثل ہے۔

(۳۶) خدا کے دشمنوں سے الفت کرنا خدا کے ساتھ دشمنی ہے۔

(۳۷) خدا کو جاننا یہ ہے کہ شرک نہ کرے اور رسول ﷺ کو رسول ﷺ جاننا یہ ہے کہ اس کے سوا کسی کی پیروی نہ کرے۔

(۳۸) خدا (جل شانہٗ) کے کرم پر مغرور ہونا اور عفو کی امید پر گناہ کرنا شیطان کا فریب ہے۔

(۳۹) خلافِ شریعت ریاضتیں اور مجاہدات خسارہ ہی خسارہ ہیں۔

(۴۰) دنیا ایک نجاست ہے جو سونے میں چھپائی گئی ہے۔

(۴۱) دنیا میں آرام کا خواہاں بے وقوف ہے۔

(۴۲) ذکرِ جہر سے اسقدر پرہیز چاہیے کہ کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ بھی دل میں پڑھے۔

(۴۳) سب سے زیادہ عذاب بے عمل عالم پر ہوگا۔

(۴۴) سادات سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قرابت کے باعث محبت رکھنی چاہیے۔

(۴۵) سماع و رقص پسند کرنا تو در کنار، ہم ذکر جہر کی طرف بھی توجہ نہیں کرتے۔

(۴۶) سرود و نغمہ ایک زہر ہے جو شہد میں ملا ہوا ہے۔

(۴۷) شریعت دنیا و آخرت کی سعادتوں کی ضامن ہے۔

(۴۸) شرِ نفس شیطان کے شر سے زیادہ ہے۔

(۴۹) شعر خوانی اور قصہ گوئی بد بختوں کے نصیب کر اور اپنے لئے خاموشی سرمایہ بنا۔

(۵۰) ضروری حاجتیں دنیا طلبی میں داخل نہیں ہیں۔

(۵۱) طریقہ نقشبندیہ کا اصول نہایت آسان ہے اور خدا تک جلد پہنچانے والا ہے۔

(۵۲) طریقہ نقشبندیہ کا مدار دو اصولوں پر ہے، ایک شریعت کی پیروی استقامت کے ساتھ، دوسرے شیخ طریقت کی محبت اور اخلاص میں استقامت۔

(۵۳) ظاہر در اصل باطن کا نمونہ ہے۔

(۵۴) علمائے بے عمل پارس پتھر کی مثل ہیں جو اوروں کو سونا بناتا ہے اور خود پتھر کا پتھر رہتا ہے۔

(۵۵) علماء کیلئے دنیا کی محبت اور اسکی رغبت ان کے خوبصورت چہرے پر بدنما داغ ہے۔

(۵۶) علمائے بد وہ ہیں جو خلق کے نزدیک عزت کے خواہاں ہیں۔

(۵۷) علمائے سلف پر طعن کرنے والا گمراہ اور بدعتی ہے۔

(۵۸) علم الہام کیا جاتا ہے نیکوں کو اور بد بخت اس سے محروم رکھے جاتے ہیں۔

(۵۹) عمل کی سستی پر مغفرت کی امید ہے لیکن بد اعتقادی پر نہیں۔

(۶۰) عورت کا نامحرم مرد سے ملائم گفتگو کرنا بدکاری ہے۔

(۶۱) عورت اور بے ریش لڑکا ایک حکم رکھتے ہیں۔

(۶۲) فقراء کی محبت اور صحبت ضروری ہے۔

(۶۳) فقراء کی خاکروبی دولتمندوں کی صدر نشینی سے بہتر ہے۔

(۶۴) کفر کے بعد سب سے بڑا گناہ دل آزاری ہے خواہ مومن کا ہو یا کافر کا۔

(۶۵) کوئی جاہل ولی نہیں ہوا اور نہ ہوگا۔

(۶۶) گوشہ نشینی بے فائدہ اشغال سے منہ موڑنے کا نام ہے۔

(۶۷) گناہ کے بعد ندامت بھی توبہ کی شاخ ہے۔

(۶۸) مجھے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس لئے محبت ہے کہ وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ کا رب ہے۔

(۶۹) مومن دریافت کرنے والا ہے اور منافق فوراً گرفت کرنے والا۔

(۷۰) نرم خو اور متواضع کیلئے جہنم حرام ہے۔

(۷۱) نفسِ امارہ کا مقصود ہمہ تن ہمسروں پر بلندی چاہنا ہے۔

(۷۲) نفس پر شریعت کی پابندی سے زیادہ کوئی چیز دشوار نہیں ہے۔

(۷۳) نفس کی کمال مخالفت اتباعِ شریعت میں ہے۔

(۷۴) ناقص پیر آخرت کی کھیتی کا ناقص تخم ہے۔

(۷۵) ہمارا طریق صحبت ہے کیونکہ خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں آفت ہے۔

(۷۶) ہمارا ایمان ہے کہ حق تعالیٰ قریب اور ساتھ ہے لیکن یہ قرب اور معیت ہماری سمجھ سے باہر ہے۔

(۷۷) ہر عمل جو موافقِ شریعت ہے ذکر میں داخل ہے اگرچہ خرید و فروخت ہو۔

(۷۸) اہل خانہ تمہاری رعیت ہیں اور تم اس کی نسبت سوال کیے جاؤ گے۔

(۷۹) انسان کے تین دوست ہیں۔ ایک قبضِ روح تک، دوسرا قبر تک اور تیسرا قیامت تک۔ قبض روح تک کے ساتھی مال، قبر تک کے ساتھی گھر والے اور قیامت تک کے ساتھی نیک اعمال ہیں۔

(۸۰) ترکِ دنیا سے مراد اس میں رغبت کا ترک کرنا ہے۔ نہ کسی چیز کے آنے کی خوشی ہو اور نہ جانے کا غم۔

(۸۱) جمعیتِ خاطر سے حق تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہو اور متعلقین کا غم اللہ تعالیٰ کے حوالہ کر۔

(۸۲) جس نے دولت مند کی تواضع اسکی دولتمندی کے سبب کی، اس نے دو حصہ دین برباد کر ڈالا۔

(۸۳) حق تعالیٰ کو حق ہی سے پاسکتے ہیں نہ کہ تفکر اور تخیل سے۔

(۸۴) خلق کے ساتھ ضرورت سے زیادہ اختلاط نہ رکھ کیونکہ زیادہ معزتوں کا سبب ہوتا ہے۔

(۸۵) دنیا کاشت کاری اور تخم ریزی کا مقام ہے نہ کہ کھانے اور سو رہنے کا۔

(۸۶) دولت مند کی صحبت زہر قاتل اور ان کے چرب لقمے دل کو سیاہ کرنے والے ہیں۔

(۸۷) دل آنکھ کے تابع ہے۔ آنکھ کی گرفتاری کے بعد دل کی حفاظت مشکل ہے اور دل کی گرفتاری کے بعد شرمگاہ کی حفاظت مشکل تر ہے۔

(۸۸) دوسری نظر تیرے لئے وبال ہے، نظرِ اول وہ ہے جو بلا قصد ہو اور دوسری نظر وہ ہے جو قصداً ڈالی جائے۔

(۸۹) دوپہر کا سونا جو بہ نیتِ سنت ہو ان کروڑوں شب بیداریوں سے بہتر ہے جو اتباعِ سنت کی نیت سے نہ ہو۔

(۹۰) زندگی کی فرصت بہت کم ہے اور ہمیشہ کا عذاب یا راحت اسی پر مرتب ہے۔

(۹۱) زکوٰۃ کا ایک پیسہ نفلی طور پر سونے کا پہاڑ صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔

(۹۲) سہو و نسیان نوعِ انسان کا لازمہ اور خطا و غلطی اس جہان کا خاصہ ہے۔

(۹۳) شریعت کے تین جزو ہیں (۱) علم، (۲) عمل اور (۳) اخلاص۔ جب تک یہ تینوں جزو متحقق نہ ہوں شریعت متحقق نہیں ہوتی۔ علم و عمل شریعت سے حاصل ہوتے ہیں اور

اخلاص کا حاصل ہونا طریق صوفیہ پر منحصر ہے کہ جو علم و عمل کی روح ہے۔

(۹۴) تمام امتی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خادم اور مملوک و غلام ہیں۔

(۹۵) محض زبان سے کلمہ شہادت پڑھ لینا مسلمان ہونے کیلئے ہرگز کافی نہیں۔ تمام ضروریات دین کو سچا ماننے اور کفر و کفار کیساتھ نفرت و بیزاری رکھنے سے آدمی مسلمان ہوگا۔

(۹۶) جو شخص تمام ضروریات دین پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرے لیکن کفر و کفار کے ساتھ نفرت و بیزاری نہ رکھے وہ در حقیقت مرتد ہے۔ اس کا حکم منافق کا سا ہے۔

(۹۷) جب تک خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی نہ رکھی جائے اس وقت تک خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ محبت نہیں ہو سکتی۔

(۹۸) جو لوگ کلمہ پڑھتے، اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں لیکن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں۔ اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں ان کو کافر کہا ہے۔ لیغیظ بھم الکفار (تا کہ ان سے کافروں کے دل جلیں)۔

(۹۹) اکمل اولیاء اللہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ یہ قدرت عطا فرماتا ہے کہ وہ بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف فرما ہوتے ہیں۔

(۱۰۰) کفار و منافقین پر جہاد اور سختی کرنا ضروریات دین سے ہے۔ کافروں اور منافقوں کی جس قدر عزت کی جائیگی اسی قدر اسلام کی ذلت ہوگی۔

(۱۰۱) آخرت کا کام آج کر، دنیا کا کام کل پر چھوڑ دے۔

(۱۰۲) اگر دنیوی اعزاز کی کوئی قدر و قیمت ہوتی تو کافروں کو نہ دیا جاتا۔

(۱۰۳) مومن ہو یا کافر، کسی کی دل آزاری نہ کرو اس لئے کہ کفر کے بعد یہی سب سے بڑا گناہ ہے۔

(۱۰۴) پیر اگر اس نیت سے بیعت لے کہ مرید نذرانہ دے گا، یا میرا ایک نذرانہ زیادہ ہو جائے گا تو پیر مشرک ہو جاتا ہے، رب کی رزاقیت پر اُس کا ایمان ناقص ہے۔

(۱۰۵) میں اللہ تعالیٰ (جل جلالہٗ) کے ساتھ اس لئے محبت کرتا ہوں کہ وہ میرے آقا ﷺ کا رب ہے۔

(۱۰۶) اپنے عقیدوں کو علمائے اہلسنت وجماعت کی تحقیق کے مواقف درست کریں کیونکہ نجاتِ اُخروی ان ہی بزرگوں کی پیروی سے وابستہ ہے اور فرقہ ناجیہ یہی بزرگ اور اُن کے پیروکار ہیں، اور یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے طریق پر ہیں۔ ☆/☆/☆

(۲۵)

حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

سرہند شریف (بھارت) ۱۰۰۷ھ — ۱۰۷۹ھ سرہند شریف (بھارت)

۱۵۹۹ء — ۱۶۶۸ء

قطعہ تاریخِ وصال

آپ تھے شیخ مجدد کے جگر کے ٹکڑے — کیوں نہ تاریخ کے اوراق میں ہوں گے مرقوم

اب کہاں پائیں گے صابرؔ انہیں دنیا والے — "اب ہیں مے نوشِ اَرم خواجہ محمد معصوم"

۱۶۶۸ء

(حضرت صابرؔ براری، کراچی)

حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

مکتوباتِ امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کی طرح حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کی بھی تین جلدیں ہیں اور انہیں "مکتوباتِ معصومیہ" کہا جاتا ہے۔

جلد اول۔ اس جلد کو آپ کے فرزندِ سوم خواجہ محمد عبید اللہ مروج الشریعت رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کیا۔

جلد دوم۔ اس جلد کو شرف الدین حسین حسینی ہروی رحمۃ اللہ علیہ نے حسبِ اشارہ حضرت خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ جمع کیا۔

جلد سوم۔ اس جلد کو حاجی محمد عاشور نجاری حسینی رحمۃ اللہ علیہ نے حسبِ اشارہ حضرت محمد نقشبند قیومِ ثالث رحمۃ اللہ علیہ جمع کیا۔

بطور تبرک چند مقامات ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں۔

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثِ مبارک میں ہے کہ قبر، بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ قبر کے باغ ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ پردہ و مسافت جو زمینِ قبر اور بہشت کے درمیان ہوتا ہے، اٹھ جاتا ہے اور دونوں جگہوں کے درمیان کوئی پردہ مانع نہیں رہتا۔ گویا زمینِ قبر کو جنت کے ساتھ فنا اور بقا حاصل ہو جاتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے یہی معنی ہیں کہ میری قبر اور میرے منبر کے درمیان بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ معلوم ہونا چاہیے کہ اس قسم کا روضہ اخص خواص کیلئے ہے، ہر مومن کو حاصل نہیں۔ جب مومنوں کی قبریں صفائی اور نورانیت پیدا کرتی ہیں تو اس امر کی استعداد حاصل ہو جاتی ہے کہ جنت کا پرتو ان قبروں پر منعکس ہو جاتا ہے اور صاف کردہ شیشہ کی شکل ہو جاتی ہیں (مکتوباتِ معصومیہ جلد اول مکتوب:۷)

(۲) آپ نے لکھا تھا کہ پیر کا مریدوں کے حالات کو نہ جاننا باعثِ نقص ہے یا نہیں؟ آپ کو معلوم رہے کہ سلوک اور تسلیک اختیاری میں پیر کو مرید کے احوال کا علم اور اسی طرح مرید کو اپنے احوال کا علم ضروری ہے اور ہمارے طریقہ میں جو اصحابِ کرام علیہم الرضوان کا طریقہ ہے، ایسا علم نہ پیر کیلئے درکار ہے اور نہ مرید کے لئے۔ کیونکہ اس طریق میں افادہ و استفادہ انعکاسی و انصباغی ہے۔ مرید اپنے شیخ کامل کی صحبت میں محبت و فنافی الشیخ کے مطابق ہر ساعت اس کے رنگ میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس صورت میں افادہ میں اور استفادہ میں اسے علم کی کیا حاجت ہے۔

خربوزہ جو حرارتِ آفتاب سے پکتا ہے، کیا ضرورت ہے کہ سورج یا خربوزہ کو پکانے یا پکنے کا علم ہو۔ اس طریق میں مرید اپنے شیخ کے ساتھ وجوہِ مناسبت جس قدر زیادہ پیدا کرتا ہے۔ اسی قدر اس کے حق میں انصباغ زیادہ ظاہر ہوتا ہے۔ (جلد اول مکتوب ۱۴۲)

(۳) قیوم اس عالم میں خدا جل وعلا کا خلیفہ اور اس کا قائم مقام ہوتا ہے۔ اقطاب و ابدال اس کے ظلال کے دائرہ میں مندرج ہیں اور افراد و اوتاد اس کے کمال کے محیط میں داخل ہیں۔ عالم کے سب افراد اس طرف متوجہ ہیں۔ وہ جہان والوں کی توجہ کا قبلہ ہے، جانیں نہ جانیں۔ بلکہ جہان والوں کا قیام اس کی ذات سے ہے اس لئے کہ عالم کے افراد چونکہ اسماء وصفات کے مظاہر ہیں کوئی ذات ان کے درمیان نہیں پائی جاتی۔ وہ سب کے سب اعراض و اوصاف ہیں اور اعراض و اوصاف کیلئے ذات اور جوہر کا ہونا ضروری ہے تا کہ ان کا قیام اس کیساتھ ہو۔ عادت اللہ یوں جاری ہے کہ ازمنۂ دراز کے بعد ایک عارف کو ذات سے ایک نصیب عطا کیا جاتا ہے اور اس کو ایک ذات دی جاتی ہے تا کہ وہ نیابت و خلافت کے طور پر اشیاء کا قیوم ہو جائے۔ اور اشیاء اس کے ساتھ قائم ہوں۔ (جلد اول مکتوب:۸۶)

(۴) موت پر تو انداز ہو رہی ہے، اور "اجل مسمّٰی" قریب ہے اور مجھ سے کچھ کام نہ ہو سکا، اتنے میں دور دراز سفر کیلئے سامان درست نہیں کیا گیا۔ جاء الموۃ بغتۃ قیرہ جاءت الراجفۃ تتبعھا الرادفۃ (موت آگئی، اس کے بعد راجفہ اور رادفہ بھی گویا آہی گئے)۔

ہائے! عمر عزیز کا عمدہ حصہ (شباب) ہوا و ہوس میں بسر ہو گیا، اب ظاہر ہے کہ نکمی عمر (بڑھاپا) میں کیا بن سکے گا، اس وقت کے عمل کا کیا اعتبار ہو گا، خجالت کی وجہ سے پانی پانی ہوا جاتا ہوں اور (آخرت کیلئے کوئی عذر سمجھ میں نہیں آتا) کسی شاعر نے کیا اچھا کہا ہے۔

کنوں چہ عذرِ گناہان خویشتن خواہم
کہ شرم، خوں چکدم از بدن بجائے عرق

"اب میں اپنے گناہوں کا کیا عذر
چاہوں کہ شرم و ندامت کی وجہ سے
پسینے کی بجائے بدن سے خون ٹپک رہا ہے"۔
(جلد اول مکتوب:۱۵)

(۵) ہمارے طریقہ میں درجۂ کمال تک پہنچنے کا مدار شیخ مقتدا کیساتھ محبت پر موقوف ہے۔ طالب صادق اس محبت کے ذریعے جو شیخ سے رکھتا ہے، اس کے باطن سے فیوض و برکات حاصل کرتا ہے اور باطنی مناسبت سے ساعت بساعت اس کے رنگ میں ظاہر ہوتا ہے۔ مشائخ نے فرمایا ہے کہ فنافی الشیخ فنائے حقیقی کا پیش خیمہ ہے۔

(۷) اس دارِ فانی میں سب سے بڑا مطلب و مقصد اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنا ہے اور

معرفت دو قسم کی ہے۔اوّل وہ معرفت ہے جس کے ساتھ صوفیائے کرام ممتاز ہیں۔قسم اوّل نظر واستدلال سے وابستہ ہے اور قسم دوم کشف وشہود ہے۔قسم اوّل دائرہ علم میں داخل ہے۔قسم دوم دائرہ حال میں داخل ہے۔قسم اوّل عارف کے وجود کو فانی کرنیوالی ہے اور قسم دوم سالک کے وجود کو فانی کرنے والی ہے کیونکہ اس طریق میں معرفت سے مراد معرفت میں فنا ہے۔

(۸) اس طریقہ (نقشبندیہ مجددیہ) کے بزرگوں کا قول ہے کہ:۔

"سایہ رہبر بہ از ذکرِ حق" (رہبر کا سایہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بہتر ہے)

سایہ رہبر سے اشارہ طریقہ رابطہ کی طرف ہے جس سے مراد شیخ کی صورت کا نگاہ میں رکھنا ہے۔

(۹) فرمایا کہ کامل طور پر اعمال کی قبولیت کمالِ ایمان کے اندازہ کے موافق ہے اور اعمال کی نورانیت کمالِ اخلاص سے ہے۔ایمان واخلاص جس قدر زیادہ ہوں گے اعمال کی نورانیت، قبولیت اور کمال اسی قدر زیادہ ہوگا۔

(۱۰) فرمایا کہ اے بھائی! ناجنس اور مخالف طریقہ کی صحبت سے پرہیز کرو اور بدعتی کی مجلس سے بھاگ کیونکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تیرے دل میں اس کی طرف میلان پیدا ہو جائے اور وہ تیرے کارخانہ میں خلل ڈال دے کیونکہ وہ مقتداء بننے کے لائق نہیں ہے۔

(۱۱) اس وقت اکثر خام صوفی، ملحد اور کافروں کے ساتھ دوستی رکھنے سے نہیں ڈرتے اور یہ کہتے ہیں کہ فقیری کا راستہ کسی کے ساتھ بگاڑ پیدا کرنا نہیں۔سبحان اللہ! حضور سرورِ انبیاء رئیس الفقراء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جن کا قول ہے، الفقر فخری ان کو حکم ہوتا ہے کہ اے نبیؐ! "کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو اور ان پر سختی کر"۔یہ عجیب فقراء ہیں کہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم جیسے عظیم نبی، سیّد الانبیاء اور پیشوائے اعظم کا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرتے ہیں۔

کسے کہ خلاف پیغمبرؐ راہ گزید (جس کسی نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف
ہرگز نخواہد بمنزل رسید راہ پکڑی، وہ کبھی بھی منزل پر نہیں پہنچ سکے گا)۔

(۱۲) جو مصیبت بندہ کو پہنچتی ہے، ارادہ ازلی و نوشتہ تقدیر ہے۔لہٰذا تسلیم و رضا کے بغیر چارہ نہیں۔چونکہ یہ فعلِ محبوب ہے لہٰذا محب کو چاہیے کہ کشادہ پیشانی سے قبول کرتے ہوئے اس سے لذت حاصل کرے تا کہ اس ضمن میں حق تعالیٰ کی جانب سے الطاف و عنایات سے نوازا جائے۔

(۱۳) وفات سے پہلے دسویں محرم کو آپ نے اشراق کی نماز کے بعد لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا!۔میرے ارتحال کے دن قریب آگئے ہیں، میں تمہیں اس بات کی وصیت

کرتا ہوں کہ قرآن، حدیث، اجماع اور اقوال مجتہدین پر عمل کرنا، خلاف شرع فقراء سے بچنا کیونکہ وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اوروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔جو شخص بال برابر بھی شرع کے خلاف ہو اسے نہ مانو۔

(۱۴) ہر مسجد میں حقیقت کعبہ معظمہ کا ظہور ہوتا ہے۔

(۱۵) رات کے اوقات کو نیک کاموں میں مصروف رکھنا چاہیے اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے راضی اور خوش رہنا چاہیے۔

(۱۶) دل بیکار نہیں رہتا، وہ یا تو ماسوی اللہ سے ملا ہوتا ہے یا اپنے مطلوب سے لو لگائے رکھتا ہے۔

☆/☆/☆

(۲۶)

حضرت حجۃُ اللہ خواجہ محمد نقشبند سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

سرہند شریف (بھارت) ۱۰۳۴ھ — ۱۱۱۴ھ سرہند شریف (بھارت)

۱۶۲۵ء — ۱۷۰۲ء

قطعۂ تاریخِ وصال

جن کو بخشا ہے خدا نے حجۃ اللہ کا خطاب — تھے وہی قطبِ زماں خواجہ محمد نقشبند

کہیے صابرؔ حضرت خواجہ کی تاریخ وصال — ''رہبر پاک جہاں خواجہ محمد نقشبند''

۱۷۰۲ء

(حضرت صابرؔ براری ؒ، کراچی)

☆

حضرت حجۃُ اللہ خواجہ محمد نقشبند سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

(۱) میں نے جب علوم و معارف اور اسرار حضرت قیومِ ثانی (خواجہ محمد معصومؒ) کی خدمت میں عرض کیے تو فرمایا کہ یہ علوم و معارف جو تم بیان کرتے ہو مقطعاتِ قرآنی کے اسرار ہیں جو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرّہ، نے مجھ سے خلوت میں فرمائے تھے۔ بعد ازاں دوسرے روز مجھے خلوت میں بلا کر منصب قیومیت کی بشارت دی اور فرمایا کہ جو تاج مدینہ منورہ سے رخصت ہوتے وقت جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عنایت فرمایا تھا اب وہی تاج تمہیں عنایت ہوا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ وہ تاجِ طینت، اصالت، قیومیت اور محبوبیتِ ذاتی پر مشتمل تھا۔ فرمایا! بعینہٖ وہی تاج ہے جو مجھے عنایت ہوا تھا۔ اب وہی تمہیں دیا گیا ہے۔

(۲) آپ کو حجۃ اللہ کا خطاب بذریعہ الہام عطا ہوا فرماتے ہیں کہ:۔

ایک روز میں نمازِ تہجد کے بعد بیٹھا ہوا تھا کہ مجھے الہام ہوا۔ ''انت محبوب رب العالمین ورحمته الله فی العالمین''۔ دریں اثنا کسی نے ندا کی کہ پروردگار نے خواجہ محمد نقشبند کو جہان میں اپنی ''حجت'' بنایا ہے اور انہیں ان کے باپ دادا کی طرح قیامت کی طرح اولیائے امت سے افضل بنایا ہے۔ اے فرشتو! جو! انسانو! تم سب انکی فرمانبرداری کرو تا کہ قیامت کے دن نجات پا جاؤ۔ بعد ازاں میں نے دیکھا کہ فرشتے اور تمام اولیائے امت کی روحیں میرے ارد گرد تشریف فرما ہیں اور کہتے ہیں۔ ''السلام علیکم یا حجت الله'' اور میرے سر اور منہ کو چومتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جسے چاہے عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ صاحبِ فضلِ عظیم ہے۔

(۳) افدیت نفسی روحی واولادی علیک یا رسول الله۔ — ''یا رسول اللہ! میرا نفس، میری روح اور میری اولاد آپ ﷺ پر قربان ہو''۔

(۴) اولیاء، اللہ کے بندے ہوتے ہیں۔ انہیں علم غیب کا ہونا اور ان سے کرامات کا صدور واجب نہیں اور ان باتوں کے نہ ہونے سے ان کے کمال میں نقص لازم نہیں آتا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ''افضل البشر بعد از انبیاء'' ہیں، میں اسقدر کرامات نہ تھیں جتنی کہ ایک ولی اللہ میں ہوتی ہے۔

(۵) مجھے الہام ہوا ہے کہ جو تیرا یار ہے وہ دوزخ کے عذاب سے آزاد ہے۔

(۶) سلوکِ باطنی بندگانِ خدا پر فرض ہے۔

(۷) میں نے مکاشفہ میں جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خاص محبوبیت کے حجرے کے اندر دیکھا اور باقی پیغمبروں اور اصفیاء کو اس حجرہ کے باہر دیکھا۔

☆/☆/☆

(۲۷)

حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

سرہند شریف ۱۰۹۳ھ — ۱۱۵۲ھ سرہند شریف

(بھارت) ۱۶۸۲ء — ۱۷۴۰ء (بھارت)

قطعۂ تاریخِ وصال

قطبِ دوراں اور قیومِ زماں تھے بالیقیں
اہلِ بینش جانتے ہیں عظمتِ خواجہ زبیر

سالِ رحلت آپ کا یہ، آپ ہی کے فیض سے
کہیے، صابرؔ "نورِ عالم طلعتِ خواجہ زبیر"

۱۷۴۰ء

(حضرت صابرؔ براری، کراچی)

☆

حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

(۱) ایک شخص نے عرض کیا کہ خاندانِ مجددیہ کی تمام نسبت مجھ کو ایک ہی توجہ میں عطا فرمائیں۔ آپ نے ارشاد کیا کہ "یہ معمول کے خلاف ہے۔ نیز اگر تمام نسبت ایک ہی توجہ میں کی جائے تو اس کا تحمل و برداشت حوصلہ بشریت سے باہر ہے"۔ مگر سائل اپنے سوال پر مصر رہا اور مزید الحاح وزاری سے عرض گزار ہوا۔ ناچار آپ نے ایک ہی توجہ سے تمام نسبت القاء فرمائی مگر وہ شخص تاب نہ لا سکا اور فی الفور مر گیا۔

(۲) ہر شخص کا صدق اس کے علم کے مطابق ہوتا ہے۔

(۳) توجہ کی تاثیر سے فیضِ باطنی حاصل ہوا کرتا ہے۔

(۴) اگر تمہیں عرفان کا موتی ہاتھ آجائے تو اپنے لبوں پر مُہر لگا لو۔

(۵) نفسِ سرکش کے فریب میں نہ آنا چاہیے کہ صنعان جیسے شیخ کامل کو سُور چرانے پڑتے ہیں۔

(۶) دوست کا وصل حاصل کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ بغیر زرد رنگ، سرد آہ اور روتی ہوئی آنکھ کے کچھ نہیں ملتا۔

(۷) یہ ہرگز یقین نہ کرو کہ نفسِ امّارہ کا کتا عاجز ہوگیا ہے بلکہ اسے تنکوں تلے آگ سمجھو۔

(۸) خبردار! ہرگز ہرگز نفس آدم خوار کے کہنے میں نہ آنا اور اس سے ڈرتے رہنا۔

(۹) وفاداری میں اخلاص و محبت کی شرح کی ضرورت نہیں۔ یہاں پر خاموشی زبانِ حال سے مضمون کو ادا کرتی ہے۔

(۱۰) مذہب اور طریقت کی ضروریات میں سے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرّہ کی تجدید اور قیومیت بھی ہے۔

(۱۱) دنیا میں ناممکنات دنیاداروں کیلئے ہے، اللہ کے نزدیک کوئی چیز ناممکن نہیں۔

(۱۲) فضول اور لغو گفتگو میں بہت سی مصیبتیں اور پریشانیاں پنہاں ہیں۔

(۱۳) کم کھانے سے جسم میں سستی نہیں ہوتی اور کم سونے سے زیادہ وقت عبادتِ الٰہی میں گزار سکتے ہیں۔

(۱۴) وقت بڑا قیمتی ہے اس کی قدر کرنی چاہیے۔

☆/☆/☆

(۲۸)

حضرت خواجہ شاہ ضیاء اللہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

کشمیر ۱۱۱۰ھ — ۱۶۹۸۔۹۹ء
۱۱۹۰ھ سرہند شریف (بھارت) — ۱۷۷۶ء

قطعہ تاریخ وصال

خواجہ ضیاء اللہ فخرِ نقشبنداں — تھے طریقت کا مہرِ درخشاں
تھی چودھویں ربیع الاوّل کی — ہوگیا جب فراقِ جسم وجاں
جستجو جو تھی سالِ وصال کی — کہو صادقؔ "درویش سیرت"، "خورشید گہر فشاں"

۱۱۹۰ھ ۱۷۷۶ء

(محمد صادق قصوری)

☆

حضرت خواجہ شاہ ضیاء اللہ کشمیری رحمتہ اللہ علیہ

(۱) ”اے عزیز! درجاتِ ولایت کا حصول...... طاعت پر استقامت، نارِ جحیم سے نجات، جنتِ نعیم میں داخلہ، تہذیبِ اخلاق، اللہ (جل جلالہٗ) کا قُرب و وصال، حقائق کے اسرار کی نقاب کشائی، خواہشاتِ نفسانیہ کی مخالفت، اللہ (جل شانہٗ) کی رضا بصدق و صفائی سے اللہ تعالیٰ (عزوجل) کی عبادت، تمام اعلیٰ مراتب کا حصول اور دین و دُنیا کی سعادت، حضرت سیدِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے ساتھ وابستہ ہے، جو شخص اپنے آپ کو حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع سے آراستہ کر لیتا ہے، سعادت کا نور اُس کی پیشانی سے ظاہر ہوتا ہے اور جو اس دولت سے محروم ہوتا ہے، شقاوت کا داغ اُس کی پیشانی پر ظاہر ہوتا ہے“۔

(۲) ”آپ آخرِ شب میں گریہ و زاری فرماتے تھے اور لوگوں کو بیدار ہونے کی تنبیہہ فرماتے تھے کہ

”تم پر افسوس! تم محبتِ الٰہی کا دعویٰ کرتے ہو، تمہارا محبوب (اللہ تعالیٰ) بیدار ہے، تمہاری طرف متوجہ ہے اور تم اُس سے غافل ہو کر سو رہے ہو۔ تم دعویٰ محبت میں جھوٹے ہو۔ تم ہی کہو کہ کیا یہ عاشقوں کا حال ہے:۔

مجنوں بہ خیالِ زُلفِ لیلیٰ در دشت   در دشت بجستجوئے لیلیٰ می گشت
می گشت بدشت بر زبانش لیلیٰ   لیلیٰ می گفت تا زبانش می گشت

ترجمہ: ”مجنوں زُلفِ لیلیٰ کے خیال میں جنگل میں جاتا اور جنگل میں لیلیٰ کی تلاش میں پھرتا تھا، وہ جنگل میں پھرتا تھا اور اُس کی زبان پر لیلیٰ کا نام ہوتا تھا، وہ لیلیٰ لیلیٰ ہی کہتا رہتا تھا جب تک اُس کی زبان میں حرکت ہوتی تھی“۔

(۳) ”اے عزیز! مخلوق کا اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) سے دُور ہو جانے کا سبب یہی ہے کہ وہ طریقہ محمدیہ ﷺ پر عمل کرنے کے بجائے خواہشاتِ نفسانیہ و شیطانیہ کے راستہ پر چلتے ہیں“۔

(۴) ”اے عزیز! اگرچہ رب تعالیٰ (جل شانہٗ) کا کلام سب لوگ پڑھتے ہیں لیکن اہلِ ظاہر کا پڑھنا اَور ہے اور اہلِ باطن کا پڑھنا اور ہے، اس لئے کہ انوارِ قرآنی اُس شخص پر منکشف ہوتے ہیں جس کا باطن خواہشاتِ نفسانی اور اوصافِ بشری سے پاک ہو، جمالِ قرآن کا پرتو اُس شخص پر جلوہ گر ہوتا ہے جس کا دِل غفلت کے غبار اور ماسویٰ کی کدورت سے صاف و مصفا ہو“۔

(۵) ”اے عزیز! تمام اولیاءِ کرام اور اہل اللہ جو خدا رسیدہ ہوتے ہیں، اس بات پر متفق ہیں کہ کوئی طالب شب بیداری کے بغیر اپنے مطلوب تک نہیں پہنچ سکتا اور کسی سالک نے خزینۂ عبادت و گنجینۂ سعادت شب خیزی کے بغیر حاصل نہیں کیا۔

دولتِ شب گیر خواہی، خیز شب را زندہ دار
خفتہ نابینا بود دولت بہ بیداری رسد

ترجمہ:۔(تو پچھلی رات کو عبادت کرنے کی دولت چاہتا ہے تو جاگ، راتوں کو زندہ رکھ کیونکہ سویا ہوا اندھا ہوتا ہے، دولت تو بیداری سے ہاتھ آتی ہے“)۔

(۶) ”اے عزیز! جب تک سالک اپنی طاعت کو نظر انداز نہ کرے بلکہ اپنی طاعت کو معصیت کے رنگ میں نہ دیکھے، جواں مردوں کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ نہ یہ کہ رات کو دو رکعت نماز پڑھے اور دِن کو اس پر فخر کرے“۔

(۷) ”جان اے عزیز! جس نے غفلت کے پردہ کو اُٹھا کر آئینۂ باطن کو ذکر سے صیقل کر کے اپنے سینہ کو اسرار کا خزینہ بنا لیا، انوارِ سبحانی اُس کے دِل میں سما جاتے ہیں“۔

(۸) ”اے عزیز! جو سانس ماسویٰ کی مزاحمت کے بغیر محبت اور شوق کے ساتھ یادِ حق میں لایا جائے وہ دُنیا و مافیہا سے بہتر ہے، بلکہ وہ گھڑی عینِ بہشت ہے، لاکھوں دُنیا و مافیہا اُس پر نثار کر دینی چاہئیں“۔

(۹) ”لاکھوں برکات، حسنات اور نیکیاں اللہ عزوجل کے ”ذکر“ سے ہی حاصل ہوتی ہیں۔ مثلاً

(ا) جب بندہ ذکر کا آغاز کرتا ہے تو اُس کا دِل حاضر ہوتا ہے، ایسے مقام پر پہنچتا ہے کہ حضرت مقدس جل جلالہٗ کو دِل کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔

(ب) اللہ تعالیٰ جل شانہٗ ”ذکر“ کی برکت سے ذاکر کو گناہوں سے دُور رکھتا ہے۔

(ج) جب بندہ ”ذکر“ کثرت سے کرتا ہے تو حق تعالیٰ (جل شانہٗ) کی دوستی کا شرف دِل میں مستحکم ہوتا ہے۔

(د) جو ”ذکر“ کی حالت میں فوت ہوتا ہے، ذکرِ حق قبر میں اُس کا مُونس بن جاتا ہے اور اُس کا حشر اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) کی یاد میں ہوتا ہے۔

(ر) جو اللہ تعالیٰ (جل جلالہٗ) کو یاد کرتا ہے، اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) اُس کو یاد کرتا ہے۔

(۱۰) ”اے عزیز! جو کوئی حق کا طالب ہے وہ ہر گھڑی ”ذکر“ کی طرف مائل ہے اور سب اہل اللہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ”ذکر“ کے بغیر مذکور تک پہنچنا ممکن نہیں ہے“۔

(۱۱) ''اے عزیز! علم حقیقت میں وہ ہے جو آخرت کی عقل کے نور کو بڑھائے اور آخرت کی عقل وہ ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) کی طرف لائے''۔

(۱۲) ''اے عزیز! اس سے بہتر کوئی سعادت نہیں کہ انسان حق تعالیٰ (جل شانہٗ) کی دوستی اور محبت کی خلعت سے سرفراز ہو جائے اور اس سے بلند تر کوئی مقام نہیں کہ عشق حقیقی کے میخانہ سے شرابِ محبت پی کر شاد ہو جائے''۔

(۱۳) ''اے عزیز! اگر عشق نہ ہوتا تو کوئی عبادت خدا تعالیٰ (جل شانہٗ) کی طرف راہنمائی نہ کرتی، یہی عشق ہے جس نے محبوب کے چہرے سے نقاب ہٹا دیا ہے اور حجاب کے پردے درمیان سے دُور کر دیئے ہیں''۔

(۱۴) ''اے عزیز! اگر تو نے عمر غفلت میں گزار دی ہو تو ایک بار صدق و نیاز سے ''یارب'' کہہ تو ستر بار ''لبیک عبدی'' ''میرے بندے میں حاضر ہوں''...... کی ندا آئے گی اور ربِ کریم، کرم سے جواب عطا فرمائے گا۔

(۱۵) ''جاننا چاہیے کہ سب سے بڑھ کر سعادت اور بہترین عبادت حضور سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود پڑھنا ہے''۔ اس لئے درود پاک کی کثرت سے حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت غالب آجاتی ہے جو کہ تمام سعادتوں کی سردار ہے اور اس کے ذریعہ سے انسان اللہ تعالیٰ (عزوجل) کی پاک درگاہ میں قبولیت حاصل کر لیتا ہے اور درُود پاک کی برکت سے سب سیات، حسنات میں تبدیل ہو جاتی ہیں''۔

(۱۶) ''سعادتوں کے خزانے اور بے انتہا دولت نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خزانے کے علاوہ کہیں سے حاصل نہیں ہو سکتی کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی متابعت ایسی نعمت ہے جو سب نعمتوں سے بڑھ کر ہے''۔

(۱۷) ''اتباعِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر اور اچھی کوئی ''عبادت'' نہیں اور ''شریعتِ مطہرہ'' پر استقامت سے افضل کوئی ''اطاعت'' نہیں''۔

(۱۸) ''اے عزیز! اگر تجھے پتہ چل جائے کہ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے متبعین کو جو (صحیح معنوں میں) اُن کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں، کون سے معانی کا شربت چکھاتے ہیں اور کون سے اسرار پر مطلع کرتے ہیں تو تُو ہرگز حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع میں بال بھر بھی خلاف ورزی نہ کرے''۔

(۱۹) ''اے عزیز! نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی متابعت ایسی ''عظیم نعمت'' اور ''دولتِ

کبریٰ'' ہے کہ ہر قسم کے مقامات، کمالات اور حالات و درجات جو سالکین کو حاصل ہوتے ہیں، سارے اتباعِ نبی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں''۔

(۲۰) ''اے عزیز! حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضائل و خصائل کو لکھنے کی ہمت اور بیان کرنے کی کسے طاقت ہے، لیکن سعادت مند آدمی کو جس قدر اس سعادت کی توفیق حاصل ہو، اُس پر عمل کرے اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کا پودا دل کی فضا میں لگائے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت و دوستی تمام سعادتوں کی سردار اور عالی درجات تک پہنچانے والی ہے''۔

(۲۱) ''کھانا اس طرح کھا کہ تُو نے اُسے کھایا ہے نہ کہ اس طرح کہ وہ تجھے کھا جائے، اگر تُو نے اُسے کھایا تو سارا نُور ہو جائے گا اور اگر اُس نے تجھے کھایا تو سب دُھواں ہو جائے گا''۔ (یعنی کم کھانے اور اوسط درجہ کا خیال رکھو، لقمہ میں مکمل احتیاط کرو، پاک ہو اور شبہات سے خالی ہو۔ جو کوئی پاک و حلال لقمہ کھاتا ہے اُس کا ثمرہ یہ ہے کہ اُسے طاعت کی توفیق زیادہ ہوتی ہے اور جو حرام لقمہ کھاتا ہے اُس کے نتیجے میں معصیت اور غفلت زیادہ ہو جاتی ہے)۔

(۲۲) ''اے عزیز! اگر تو دین و دُنیا کی سعادت اور دونوں جہان کی دولت چاہتا ہے تو تمام اخلاقِ حمیدہ سے خود کو آراستہ کر لے''۔

(۲۳) ''اے عزیز! اس حقیقت کو دِل سے جان کہ ''عبادت بدنیہ'' میں افضل اور ''مقرب ربّانی'' کا سبب ''نماز'' ہے۔

(۲۴) ''اے عزیز! ''نماز جسے ''معراج'' کہتے ہے وہ ایسی ''نماز'' ہے جس کی برکت و عظمت سے غیرِ حق سے مکمل طور پر اعراض ہو اور ''باطن'' خیالات و تصورات سے خالی ہو''۔

(۲۵) ''اولیائے کرام کے باطن سے طالب کو اُتنا ہی فیض پہنچتا ہے جتنا اُس شیخ کی عظمت و بزرگی کو پہچانتا ہو اور اُس سے عقیدت رکھتا ہو''۔

(۲۶) ''اے عزیز! ابوابِ سعادت اُس پر کھولے جاتے ہیں جو دوستانِ خدا (جل شانہٗ) کے ساتھ میل جول رکھے''۔

(۲۷) ''ایک رات میں نے ایک خواب دیکھا کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے ایک مسجد میں جلوہ افروز ہوئے، جہاں خلیفۃ اللہ خواجہ محمد زبیر سرہندی رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے۔ حضور سیّد عالم علیہ التحیۃ والثناء اور حضرت خلیفۃ اللہ علیہ الرحمہ کی شکل و صورت ایک ہو گئی۔ دریں اثناء حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حکم ہے کہ تم

جا کر شیخ محمد زبیر سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کرو کیونکہ وہ "**قطب جہاں**" اور "**قیوم زماں**" ہیں۔ دوسرے دن میں حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرفِ بیعت سے مشرف ہوا۔"

(حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ ضیا اللہ کشمیریؒ (اولادِ شہنشاہِ مشکل کشا حضرت خواجہ سیّد بہاء الدین نقشبندی بخاری رحمۃ اللہ علیہ) پر غایت درجہ مہربان تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ وہ "**فخر کشمیر**" ہیں۔ شاہ ضیاء اللہ نہایت حلیم و متواضع تھے اسی لئے پیر و مرشد نے انہیں **ھَیِّن لَیِّن** کا خطاب دے رکھا تھا۔)

☆/☆/☆

(۲۹)

حضرت شاہ محمد آفاق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

دہلی (بھارت) ۱۱۶۰ھ — ۱۷۴۷ء ○ ۱۲۵۱ھ (دہلی، بھارت) — ۱۸۳۵ء

قطعہ تاریخ وصال

حیف شاہ آفاق شد — عازمِ قصرِ روضۂ رضواں

فخرِ اسلام رونقِ دہلی — عالمِ دیں و صاحبِ عرفاں

گفت سالِ وصلش صادق — "رفت، خسروِ خوش بیاں"

۱۸۳۵ء

(محمد صادق قصوریؔ)

☆

حضرت شاہ محمد آفاق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(۱) مرشد کی نظر، صحبت، کلام اور توجہ باطن سب سے فیض پہنچتا ہے۔

(۲) فرقہ ناجی وہی ہے جو اجماع اہل سنت و جماعت پر قائم ہے۔

(۳) گنج مراد آباد میں ایک نبی کی قبر ہے۔

(۴) بزرگانِ نقشبندیہ میں نسبتِ صدیقی کا ظہور ہے۔ لہٰذا یہ طریقہ اقرب الطریق ہے اور سہل الوصول ہے۔ چونکہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت ابراہیمی تھی۔ لہٰذا القائے سینہ بہ سینہ حضرات نقشبند سے شائع ہوا۔

حدیث شریف میں ہے۔ ماصب اللہ شیاء فی صدری الا صببۃ فی صدر ابی بکر۔ یعنی جو کچھ اللہ نے میرے سینہ میں ڈالا، اس کو میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینہ میں ڈال دیا۔

(۵) ایک بار آپ نے حضرت مرزا مظہر جانجاناں دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا۔

"آپ مریدوں کو کھڑا رکھتے ہیں یہ سنت کے خلاف ہے"۔

مرزا صاحب نے کہا:۔

"صاحبزادے! میں ان کا نفس توڑتا ہوں"۔

آپ نے ارشاد کیا:۔

"آخر سنت تو ہے!"

اس پر مرزا صاحبؒ بہت خوش ہوئے۔

(۶) ایک دن آپ کے ایک خلیفہ مولانا شاہ اعظم علی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم مریدانِ قدیم پر اتنی عنایت نہیں جتنی مولانا شاہ فضل رحمٰن صاحب پر ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا:۔

"میں تم سب کو چاہتا ہوں کہ ہو جاؤ مگر مولوی فضل الرحمٰن کو خدا چاہتا ہے، پس جسے خدا چاہتا ہے اس کو میں بھی چاہتا ہوں۔"

(۷) ایک توجہ میں سب مقامات طے ہو سکتے ہیں لیکن مرید میں استعداد ہونی چاہئے۔

(۸) غوث ہو یا قطب جو خلاف شرع کرے، کچھ بھی نہیں ہے۔

☆/☆/☆

(۳۰)

حضرت شاہ فضلِ رحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ

ملاواں ضلع ہردوئی (بھارت) — ۱۲۰۸ھ / ۱۷۹۴ء — ۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء — گنج مرادآباد (بھارت)

قطعہ تاریخ وصال

کیا قیامت ہے کہ ناگہ خلق سے / مقتدائے دین وایمان چل بسے

کھل گئے تھے جن پہ رازِ طبق / وہ شہِ اقلیمِ عرفان چل بسے

بحرِ مولانا میں کہتا تھا ہر ایک / بندۂ مقبولِ یزدان چل بسے

مجھ سے وقتِ فکرِ تاریخِ وصال / بولا ہاتف "فضلِ رحمٰن چل بسے"

۱۳۱۳ھ

(مولوی احمد حسن صفی پوریؒ)

☆

حضرت شاہ فضلِ رحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

(۱) ہم نے عشق کی دو دکانیں دیکھی ہیں، ایک شاہ غلام علی صاحبؒ (دہلوی) اور دوسری حضرت شاہ محمد آفاق (دہلوی) رحمۃ اللہ علیہ کی کہ اس دکان میں عشق کا سودا بکا کرتا تھا۔

(۲) غوث ہو یا قطب، جو خلاف شرع کرے، وہ کچھ بھی نہیں۔

(۳) اتباعِ سنت ہی غوثیت اور قطبیت ہے۔

(۴) درود شریف بکثرت پڑھو، جو کچھ ہم نے پایا، درود سے پایا۔

(۵) افعالِ ظاہری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بسہولت اور بے تکلف ہونے لگنا یہی فنا فی الرسول ہے اور کچھ نہیں۔

(۶) ولایت اسی کو کہتے ہیں کہ احکامِ شریعت بے تکلف ہونے لگیں اور افعالِ شریعت ایسے ہو جائیں کہ گویا امورِ طبعی ہیں۔

(۷) لاحول ولاقوۃ باللّٰہ پانچ سو بار، اول وآخر درود شریف سو سو بار پڑھنا جملہ حاجات کیلئے کافی ہے۔

(۸) تصورِ شیخ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری ہوتی ہے۔

(۹) فتوح وکشائشِ رزق کیلئے بعد نمازِ فجر ایک سو بار لا الٰہ الا اللّٰہ الملک الحق المبین بہت مجرب ہے۔

(۱۰) امام اعظمؒ کو اللہ تعالیٰ سے جو قرب نظر آتا ہے وہ کسی امام کو نہیں اور امام بخاریؒ وامام مسلمؒ اُن کے رُتبہ کو نہیں پاتے۔

(۱۱) بعض اہلِ علم کے نزدیک حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سب اہلِ بیت پر فضیلت ہے۔

(۱۲) سینکڑوں کتابوں اور سینکڑوں اوراق کو آگ میں ڈالو، سینہ کو نورِ حق سے گلزار بناؤ۔

(۱۳) جمعہ کے دن زیارتِ قبور مسنون ہے۔

(۱۴) توجہ کی تعریف یہ ہے کہ شیخ اپنے قلب کی کیفیت کو مرید کے دل میں خیال کی قوت سے ڈالتا ہے۔

(۱۵) حدیث میں وارد ہے کہ عرش کے ستون پر لکھا ہے کہ جو میرا مشتاق ہے، میں اس پر رحم فرماؤں گا اور جو مجھ سے مانگے میں اس کو دوں گا اور جو میری طرف بذریعہ اور وسیلہ درود پڑھنے کے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نزدیکی حاصل کرے میں اس کے گناہوں کو بخش دوں گا اگرچہ

سمندر کے جھاگوں کے برابر بھی ہوں۔ پس غور کرو کہ دُرود ایسا وسیلہ ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قریب بھی بناتا ہے اور خدا کا قرب بھی عطا کرتا ہے۔ خزانہء مغفرت و ہر کامرانی ہے۔

(۱۶) آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں جب کوئی میرے اوپر درود بھیجتا ہے تو خدا اس کو میری روح تک پہنچا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس پڑھنے والے کو لوٹا دیتا ہوں۔ جس کی تشریح یوں ہے کہ جب کسی نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود بھیجا تو وہ خدا اپنا پیار و رحمت آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اپنے موافقِ شانِ کرم پہنچاتا ہے۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ ''اے اللہ! فلاں کو اپنی رحمت پہنچا۔ تو خدا اس درود خواں کو رحمت سے نوازتا ہے۔ یہ ہے مطلب اس ارشاد کا کہ میں اس پڑھنے والے کو لوٹا دیتا ہوں۔ یہی وسیلہ ہے کہ خدا آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو رحمتیں عطا کرتا ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہم کو عطا کرتے ہیں۔

(۱۷) کسی نے آپ سے پوچھا کہ بحق محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہنا درست ہے تو آپ نے فرمایا:
''یہ سنتِ بابا آدم علیہ السلام ہے۔ بیہقی کی دلائل النبوۃ میں حدیث مرقوم ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی توبہ کے وقت خدا سے عرض کیا کہ ''یا اللہ بحق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے معاف فرمادے۔ پس خدا نے معاف فرمادیا۔

(مولانا جامیؒ نے اس مضمون کو یوں ادا کیا ہے۔

اگر نامِ محمدؐ را نیاوردے شفیعِ آدمؑ
نہ آدمؑ یافتے توبہ نہ نوحؑ از غرق نجینا) (قصوریؔ)

(۱۸) اگر کوئی مولود شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت میں اُٹھ کھڑا ہو تو اُسے کھڑا ہونے سے مت روکو۔

(۱۹) حضرت سید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ صرف تین دن حضرت مجدد الفِ ثانی قدس سرہ النورانی کی صحبتِ بابرکت میں رہ کر درجہء کمال کو پہنچ گئے۔ اب اکابر کی اس تاثیرِ نسبت کی یادگار ہمارے حضرت (شاہ محمد آفاقؒ) ہیں۔

(۲۰) حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:
''ہم نے جو کچھ پایا فضلِ الٰہی سے، آیات واحادیث پر عمل کرنے کی برکت سے اور صحابہ کرامؓ کی اقتداء سے''۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:۔
''ہم کو خدمت کے دروازے سے لائے ہیں''۔

حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

''ہم نے جو کچھ پایا بقدر اتباعِ سنت پایا''۔

بعض اکابر فرماتے ہیں:۔

''ہم نے جو کچھ پایا درود شریف کی بدولت اور صرف توجہ سے پایا''۔

حضرت مرزا مظہر جانجاناںؒ دہلوی نے فرمایا:۔

''فقیر نے جو کچھ پایا، پیران کبار کی محبت کے غلبہ سے پایا''۔

(۲۱) بعض اولیاء کو ایک نبی سے نسبت ہوتی ہے بعض کو دو سے اور بعض کو زیادہ سے اور جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نسبت ہوتی ہے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزے اس سے کرامت ہو کر ظاہر ہوتے ہیں۔

(۲۲) حضرت خواجہ شاہ ضیاء اللہ کشمیریؒ کی وفات ۱۴۔ ربیع الاوّل کو ہوئی۔ مزار مبارک سرہند شریف میں ہے۔

(۲۳) ترویج اسلام واحیائے شریعت جو محبوب صمدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ سے ہوا، وہ اظہر من الشمس ہے۔ آپ نے طریقت اور حقیقت کو شریعت کا خادم فرمایا ہے۔

(۲۴) ایک شخص نے فاتحہ کرنے کے بارے دریافت کیا تو فرمایا:۔

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے امت کی طرف سے قربانی ذبح کی بس یہی فاتحہ ہے''۔

(۲۵) جو کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کے ساتھ عمل کرے اس کی رسائی اللہ تک ہو جاتی ہے۔

(۲۶) علم کے اظہار میں کبھی بخل سے کام نہ لینا چاہیے اور حق بات چاہے اپنے اور دوسروں کے حق میں کتنی ہی کڑوی کیوں نہ ہو عوام الناس کی فلاح کے لئے عام کرنی چاہیے۔

(۲۷) اللہ (جل شانہٗ) کی محبت میں جو مزہ ہے وہ جنت کی چیزوں میں نہیں ہے۔

(۲۸) ''رابطہ'' نام ہے، شیخ سے محبت ہو جانا اور اس کی کیفیت مرید میں آجانا کم یا زیادہ۔

(۲۹) نیک بختی اَور شے ہے اور ولایت اَور چیز ہے، ولایت محض عنایتِ خداوندی سے ہوتی ہے۔

(۳۰) اگر مُرشدِ اوّل صاحبِ نسبت نہ ہو اور دوسرا صاحبِ نسبت ہو تو تکرار واجب ہے۔ صرف صاحبِ نسبت سے بیعت کرنا ہی باعثِ نجات ہے۔

☆/☆/☆

(۳۱)

حضرت شاہ وصی احمد محدّث سورتی رحمتہ اللہ علیہ

رانڈیر ضلع سورت (بھارت) — ۱۲۵۲ھ / ۱۸۳۶ء — ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۶ء — پیلی بھیت (بھارت)

قطعہ تاریخِ وصال

مایۂ دانش و ذکاء زبدۂ محدّثین — خاصۂ بندگانِ حق نازشِ طاعتِ احد

عابدِ عصر و فخرِ دین فرد بسالِ مصطفیٰؐ — ''مخبرِ دینِ حق و نبی مولوی وصی احمد''

۱۳۳۴ھ

(مہر پیلی بھیتی کراچی)

☆

حضرت شاہ وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ

(۱) اپنے تمام کام، معاملات اور مسائل اللہ (جل شانہٗ) کے سپرد کرو کیونکہ اللہ (عزوجل) ایمان والوں کا دوست ہے۔

(۲) آئمہ دین نے تصریح فرمائی ہے کہ اُمت کے دلوں میں جو خطرے گزرتے ہیں اور جو اِرادے پیش آتے ہیں اُن سب پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مطلع ہیں۔ کیونکہ حضورِ پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نورِ الٰہی سے دیکھتے ہیں اور نورِ الٰہی پر کوئی شے حجاب نہیں ہوتی۔

(۳) طبرانی نے ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:۔

"بے شک اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ نے میرے لئے دُنیا کو اُٹھا دیا تو میں نے اُسے اور جو کچھ اُس میں قیامت تک ہونے والا ہے، سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اِس ہتھیلی کو"۔

(۴) ضعیف حدیث کے ساتھ فضائلِ اعمال میں عمل صرف جائز ہی نہیں بلکہ مستحب ہے۔

(۵) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کی شان میں گستاخی کے کلمات کہنے والا حدِ کفر تک پہنچتا ہے۔

(۶) بزرگوں کی نیاز مبارک، ختم دلانا اور ایصالِ ثواب کی محافل منعقد کرنا سراپا برکت وسعادت ہے۔

(۷) اذان میں اسمِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سماع کے وقت انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پر رکھنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ مستحب ہے۔

(۸) اہلِ علم کے عمل سے حدیث قوی ہو جاتی ہے اگرچہ اُس کی سند میں ضعف ہو۔

(۹) امام کے لئے ٹوپی پہن کر امامت کرنا درست ہے لیکن اگر امام کے سر پر عمامہ ہو تو یہ مستحب ومسنون عمل ہے۔

(۱۰) "آداب عرض" کہنا جائز نہیں ہے۔ اہلِ اسلام کا سلام "السلام علیکم" ہے۔

(۱۱) حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا قطعی جنتی ہونا تمام اہلسنّت کا عقیدہ قطعیہ اجماعیہ ہے اور اس کا مخالف گمراہ اور بے دین ہے، اُس کے پیچھے نماز ممنوع ہے۔

(۱۲) یارسول اللہ (ﷺ) یا نبی اللہ (ﷺ) اور یا حبیب اللہ ﷺ کہنا باتفاق جائز ہے۔ توسل میں نص صریح ہو مثلاً یارسولؐ اللہ! حضورؐ میری شفاعت فرمائیں، یارسول اللہ ﷺ! حضور،

اپنے اس غلام کے حق میں دُعا فرمائیں، یارسول اللہ ﷺ! حضور میری حاجت اپنے رب سے عرض کریں، یارسول اللہ ﷺ! حضور، میرے کام اپنے مولیٰ سے بنوادیں، یہ باجماع جائز ہے۔

(۱۳) اذان کے جوابی کلمات کے بارے میں فرمایا:

"شہادتِ اولیٰ کے سماع کے وقت "صلی اللہ علیک یارسول اللہ ﷺ" اور شہادتِ ثانی کے سماع کے وقت قُرّۃ عینی بک یارسول اللہ ﷺ" کہہ کر انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں پر رکھنا مستحب ہے، اس لئے کہ جو ایسا کرے گا جنت میں داخل ہوتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے قائد ہوں گے"۔

(۱۴) امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے آپ کا ارشاد ہے:۔

......"جو شخص ایک بالشت بھی اہلِ علم اور اہلِ فقہ سے جدا ہوا وہ اللہ کی نُصرت واعانت سے خارج ہو کر جہنم میں گر گیا۔ اس لئے اہل فقہ اور اہل علم سنتِ نبوی ﷺ اور سنتِ خلفائے راشدینؓ کے پیرو اور ہدایت یافتہ ہیں اور جو شخص بھی جمہور اہل فقہ، اہل علم اور سوادِ اعظم سے علیحدہ ہوا تو وہ اُن لوگوں میں شامل ہوگا تو اُسے جہنم میں لے جائیں گے"۔

(۱۵) اجماع سے مراد علماء کا اجماع مراد ہے۔ عوام کا اجماع بے علمی کی بنا پر معتبر نہیں۔

(۱۶) "حصن حصین" (اوراد ووظائف کی کتاب) ہمیشہ علماؤ صوفیاء کے معمولات میں شامل رہی ہے۔ مجھے جب کوئی پریشانی آتی ہے تو اسی کتاب کو واسطہ بناتا ہوں۔ میرے پیر ومُرشد حضرت شاہ فضلِ رحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے "حصن حصین" کے ورد کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا کہ "جو شخص بعد الجمعہ "حصن حصین" کو شروع کرے گا اور جمعرات کے دن بعد العصر ختم کرے گا وہ ہمیشہ ہر قسم کی آفات سے محفوظ رہے گا، خلق اللہ میں محبوب رہے گا اور اس کی جملہ حاجات پوری ہوتی رہیں گی اور یہ وہ مبارک ومجرّب طریقہ ہے جس کی تلقین واجازت مجھے نامور مربی ومُرشد حضرت شاہ محمد آفاق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے عطا فرمائی تھی"۔

(۱۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

"اتبعو السوّاد الاعظم" ۔ سوادِ اعظم (سب سے بڑی جماعت) کی اتباع کرو"۔

(۱۸) ہمارے اور ہمارے اوّلین وآخرین کے امام حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:۔

"دین کے معاملے میں میرے بعد ابوبکر وعمر اور عثمان وعلی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی اقتداء کرو"۔

☆/☆/☆

(۳۲)

قطبِ مدینہ حضرت مولانا شاہ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

کلاس والا	۱۲۹۴ھ	۱۴۰۱ھ	مدینہ منورہ
ضلع سیالکوٹ	۱۸۷۷ء	۱۹۸۱ء	

قطعۂ تاریخِ وصال

ضیائے دینِ متیں حضرتِ ضیاء الدین — گئے دارِ فنا سے وہ سوئے دارِ بقا
رضائے حق سے ہم آغوش وہ ہیں آج ہوئے — رضائے شیخِ طریقت تھی اُن کی ''عینِ رضا''
بہاریں گنبدِ خضرا کی اُن کی آنکھوں میں — سمائی ہر رگِ دل میں تجلّی بطحا
حبیبِ خالقِ یکتا کی نگہِ اُلفت سے — ہے مل گیا انہیں جنت میں رُتبۂ اعلیٰ

سنِ وصال پہ حمّادؔ مجھ سے ہاتف نے
کہا ہے ''پاک ادا عاشقِ رسولِ خدا''
۱۴۰۱ھ

(میاں محمد سلیم حمّادؔ۔ لاہور)

☆

حضرت مولانا شاہ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

(۱) جو شریعت کا پابند نہیں وہ طریقت کے لائق نہیں۔
(۲) خواہش پرستی مہلک رفیق ہے اور بُری عادت زبردست دشمن ہے۔
(۳) جو شخص اپنے کام کو پسند کرتا ہے اُس کی عقل میں فتور آ جاتا ہے۔
(۴) دولت کی مستی سے خدا کی پناہ مانگو اس سے بہت دیر میں ہوش آتا ہے۔
(۵) دُنیا بہت بُری چیز ہے جو اس میں پھنسا وہ پھنستا ہی چلا جاتا ہے اور جو اس سے دُور بھاگتا ہے، اُس کے قدموں میں ہوتی ہے۔
(۶) کسی نیک عمل کی توفیق ہونا ہی قبولیت کی نشانی ہے۔
(۷) مدینہ منورہ میں اگر کسی کا خط پڑھا جاتا ہے یا اُس کا ذکر کیا جاتا ہے یا اس کا نام لیا جاتا ہے تو یہ اُس کی خوش نصیبی ہے۔
(۸) خیالات بالطبع تقاضائے بشریت ہیں اور آتے جاتے ہی رہتے ہیں۔ اِن کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔ صحابہ کرامؓ جب حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں ایسی شکایت کرتے تو حضور پُر نور علیہ التحیہ والثناء ارشاد فرماتے، ''تم لوگ ذکرِ ربانی کا دامن تھامے رکھو، ایسے خیالات آنی جانی چیز ہیں''۔
(۹) مدینہ طیبہ میں ہمہ وقت ادب و احترام کی حالت میں رہنا خداوندِ قدوس کی نعمتوں میں سے ایک نعمتِ عظمیٰ ہے اور حصولِ خوشنودیٔ سرکارِ دو عالم ﷺ کا منفرد ذریعہ اور عمدہ وسیلہ ہے۔
(۱۰) کہنے کو تو یہودی اور نصرانی بھی ''لا الٰہ الا اللہ'' کہتا ہے لیکن وہ اِس لئے کافر ہے کہ حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور نیاز مندی سے خالی ہے۔
(۱۱) مدینہ شریف میں حاضری کی قبولیت کا ایک لمحہ ہی بہت ہے۔ جتنا وقت اُن کی نگاہِ کرم سے مل جائے وہی غنیمت ہے۔
(۱۲) سوز و گداز سے معمور ندامت کے آنسوؤں سے بھرپور دُعا ضرور مقبولِ بارگاہ ہوتی ہے۔
(۱۳) میں نے ساری زندگی اس تمنا میں بسر کی ہے کہ مدینہ مدفن بنے پس مدینہ میں موت کا انتظار ہے۔ (اللہ کریم نے اُن کی یہ خواہش اور یہ آرزو پوری فرمادی کہ مدینہ شریف ہی اُن کا مدفن بنا۔ (قصوری)
(۱۴) ''شریعت'' کے پابند رہو، جس قدر ''شریعت'' کی اتباع کرو گے اُتنا ہی ''طریقت'' میں مقام ہوگا۔

(۱۵) "دین کا کام دین کی خاطر کرو، نام و نمود کی خاطر نہیں"۔

(۱۶) کھانا کھلاتے رہو، چاہے دال روٹی ہی میسر ہو، کھلانے میں بڑی برکت ہے"۔

(۱۷) "ستار (پردہ پوش) بنو، مسلمانوں کے عیب چھپاؤ، خواہ دینی ہو یا دنیوی"۔

(۱۸) "نماز روزہ تو فرائض میں سے ہیں، اصل دین معاملات کی درستگی کا نام ہے۔

(۱۹) "جو پیر مریدوں کا محتاج ہو، میرے نزدیک وہ پیر نہیں ہے"۔

(۲۰) "پیر بننا مشکل اور صاجزادہ بننا آسان ہے۔ اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) صاجزادگی کے شر سے محفوظ رکھے"۔

(۲۱) "خمول میں نجات ہے اور ظہور میں فساد ہے"۔

(۲۲) "نجد کی مٹی میں خیر نہیں، شر ہی شر ہے"۔

(۲۳) "سب لوگ اچھے ہیں مگر خداوندِ قدوس کسی سے کام نہ ڈالے"۔

(۲۴) "سردی سے بچو، یہ بڑھاپے میں بدلہ لے لیتی ہے"۔

(۲۵) "غیر جنس کی دوستی سے بچتے رہو"۔

(۲۶) "اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) سے "کثرت" نہیں "برکت" مانگو۔ "اخلاص ہو تو تھوڑے رزق میں بہت "برکت" ہو جاتی ہے"۔

(۲۷) "افتراق و انتشار سے بچو"۔

(۲۸) "خیر" خداوند تعالیٰ (جل جلالہٗ) کی مخلوق کے ساتھ بھلائی کرنے میں ہے"۔

(۲۹) "تشدد" کبھی بھی اختیار نہ کرو، تشدد خیر نہیں لاتا"۔

(۳۰) "رذیلوں کو علم سکھانا، خداوند تعالیٰ (عزوجل) کی مخلوق کو فتنہ میں مبتلا کرنا ہے"۔

(۳۱) "مصیبت کے وقت صبر و شکر کامیابی کی کنجی ہے"۔

(۳۲) دشمن کو کمزور اور بیماری کو معمولی خیال نہ کرو"۔

(۳۳) "درویشی یہ ہے کہ کسی کا دل نہ دکھاؤ"۔

(۳۴) "خط لکھا کرو، کاغذی گھوڑے اچھے ہوتے ہیں"۔

(۳۵) "خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کے نام مدینہ منورہ سے نامہ و پیام و سلام جاتے ہیں"۔

(۳۶) "صدقہ خفیہ، اللہ (عزوجل) کے غضب کو روک لیتا ہے"۔

(۳۷) "جو حسنِ ظن رکھتا ہے، وہ سکون سے زندگی بسر کرتا ہے"۔

(۳۸) "عقل مند چار چیزوں کو نہیں چھوڑتا۔ صبر و شکر اور اطمینان اور تنہائی"۔

(۳۳)

مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی رحمۃ اللہ علیہ

اٹک پنیالہ ضلع میانوالی	۱۳۳۳ھ ۱۹۱۵ء		۱۴۲۲ھ ۲۰۰۱ء	رودکھڑی موڑ، میانوالی

قطعہ تاریخ وصال

خبر آئی ہے میانوالی سے سُنئے — وہ مولانا نیازی چل بسے ہیں
نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، ختم نبوت — کی تحریکوں میں جو ہر دم بجے ہیں
رہے مختار آنکھوں میں جو ہر دم — وہ اب فردوس میں جا کر بسے ہیں
"سخن اکمل تھے مولانا نیازی" — اسی مصرع سے ہجری میں رچے ہیں

۱۴۲۲ھ

(حضرت مختار اجمیری، کراچی)

☆

مجاہدِ ملّت حضرت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی رحمۃ اللہ علیہ

(۱) ''حاکمیتِ مطلقہ اور ملکیتِ مطلقہ کی سزاوار ذاتِ صمدیت واحدیت خالقِ کائنات جل جلالہٗ کی ہے۔

سروری زیبا فقط اُس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی، باقی بُتانِ آذری''

(۲) ''ہمارا اللہ (جل شانہٗ) ایک قائم الذات حقیقت ہے جو نہ صرف خود ایک وجود ہے بلکہ تمام کائنات کا کاروبار اسی کے حکم پر چلتا ہے۔ جب تک یہ عقیدہ ہر وقت ذہن اور دل میں موجود نہ رہے تب تک اسلام کا تقاضا پورا نہیں ہوتا''۔

(۳) ''تسویدِ تخلیق وتقدیر وہدایت ابتدا ہے اور رحمت اللعالمینی اُس کی انتہا یعنی ذرورۂ کمال ہے۔

خلق وتقدیر وہدایت ابتدا است — رحمۃ للعالمینی انتہا است!

(۴) ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل محبت واطاعت ہی نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی کی ضمانت ہے کیونکہ جس دل میں محبت نہیں وہ منافق ہے''۔

(۵) ''اُمت کا فرض ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چل کر عصرِ حاضر کی غلط تہذیب کے رُجحانات کا مقابلہ کرے''۔

(۶) ''نہ صرف پاکستان بلکہ رُوئے زمین پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ایک الگ قوم ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ایک الگ قوم''۔

(۷) ''کوئی شخص اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے متعلق اشارتاً، کنایتاً بکتا ہے یا لکھتا ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے، جہنمی ہے۔

محمد مصطفیٰؐ کی عظمتوں سے منحرف ہو کر
یہ دعویٔ مسلمانی کبھی مانا نہ جائے گا

(۸) ''نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا ہے کہ مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ ہو کیونکہ جس نظام کی تقدیس نہیں ہے اس کی اہمیت نہیں ہے''۔

(۹) ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہمارے لئے نمونہ کامل ہے''۔

(۱۰) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کے ساتھ اطاعت اور عشق کے دونوں تعلق

ہونے چاہئیں، جہاں اطاعت ہے اور محبت نہیں ہے وہ منافقت ہے''۔

(۱۱) ''ہماری نجات اتباعِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے''۔

(۱۲) ''حضرت بایزید بُسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ساری عمر خربوزہ نہیں کھایا کیونکہ آپ کو معلوم نہ تھا کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خربوزہ کس طرح چیرا تھا۔

کامل بُسطام در تقلید فرد — اجتناب از خوردنِ خربوزہ کرد (اقبالؒ)

(۱۳) ''ہمارے ملک میں قانون سازی کا مرکز ومحور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہونی چاہیے، اگر کوئی اس کی مخالفت کرتا ہے تو آرٹیکل 6 کے تحت ایسا کرنے والا بغاوت اور غداری کا مرتکب ہوگا، جس کے لئے سزا، سزائے موت ہے۔

(۱۴) ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کروڑہا اُمتی ایک وقت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیجتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کو فرداً فرداً جواب میں رحمتیں بھیجتے ہیں''۔

(۱۵) ''مسلمان کی زندگی اور آخرت کے ہر مسئلہ میں حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات آخری، قطعی اور حتمی حُجت کا درجہ رکھتی ہیں''۔

(۱۶) ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کاملیت کا تصورِ نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ضروری ہے''۔

(۱۷) ''اُمتِ مسلمہ کے تمام مسائل کا حل وحیٔ رُبانی اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہے''۔

(۱۸) ''اسلامی تعلیمات کا لُبِّ لباب ختمیتِ احکامِ رسالت کا عقیدہ ہے۔ اُمتِ محمدیہ کا وجود، بقا، تحفظ اور سالمیت اسی عقیدے سے وابستہ ہے''۔

(۱۹) ''جب تک ہمارے دلوں میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیدا نہیں ہوتا، بات نہیں بنے گی''۔

(۲۰) ''جہاں عقل کی حد ختم ہوتی ہے وہاں نبوّت کی حد شروع ہوتی ہے''۔

(۲۱) ''بزرگانِ دینؒ، صحابہ کرامؓ، خلفائے راشدینؓ اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ذکر کی محافل منعقد کرنا، سالانہ تقاریب کا اہتمام کرنا، جلسوں اور جلوسوں کیلئے اجتماعات منعقد کرنا، اہل اسلام کی سعادت مندی اور رُوحانی ترقی کی ضمانت ہے''۔

(۲۲) ''جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی آسکتا ہے یا یہ کہے کہ نبی سے غیر نبی کا علم زیادہ ہے، وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے''۔

(۲۳) ''ہم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رعیّت ہیں، کُل کائنات رعیّت ہے، ہر شے رعیّت

ہے۔ جبرائیل بھی رعیت ہے، میکائیل بھی رعیت ہے حتیٰ کہ ابلیس بھی رعیت ہے، شجر و حجر، برگ و ثمر، کل کائنات، جمادات، نباتات، حیوانات (موالیدِ ثلاثہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت کے اندر ہیں"۔

(۲۴) "اسلامی اُمّت ایک اعتقادی تنظیم ہے۔ جس کی رُوحانی اور جسمانی تشکیل ہر کُل اور جُزو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے بغیر ممکن نہیں"۔

(۲۵) "بعض لوگ توحید کو لیتے ہیں رسالت کو نہیں، توحید تب بامعنی ہوتی ہے جب رسالت کا پیکر اس میں ہو۔ توحید تلوار ہے اور رسالت اُس کی کاٹ ہے۔ بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ اصل چیز کاٹ ہے"۔

(۲۶) "اپنے نامۂ اعمال میں ایسی کوئی شے نہیں جس پر اعتماد کرتے ہوئے پُرسشِ یومِ حساب کے لئے جواب بن جائے۔ بقول جامی قدس سرہُ السامی رحمۃ اللہ علیہ جب اپنی ساری جدوجہد کا احتساب کرتا ہوں کہ سوائے اِس کے کچھ نہیں کہہ سکتا کہ ؎

زکردۂ خویش حیرانم ، سیاہ شد روزِ عصیانم
پشیمانم ، پشیمانم ، پشیماں یا رسولؐ اللہ

البتہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمۃ اللعالمینی اور شفیع المذنبینی سے توقع ہے کہ اس سیاہ کار کو مسترد نہ فرمائیں گے۔ دامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستگی کی وجہ سے انشاء اللہ اُمید کی کرن پیدا ہو جائے گی۔

چوں اندر حشر برخیزم ، بدامانِ تو آویزم
زدیدہ خونِ دل ریزم، فراواں یارسولؐ اللہ

(۲۷) عشق اور اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم لازم و ملزوم ہیں۔ اطاعت بغیر عشق و محبت، منافقت ہے اور عشق بغیر اطاعت ناقص و نا تمام ہے"۔

(۲۸) "تفسیر "رُوح البیان" میں ہے کہ جن کا اللہ تعالیٰ (جل جلالہٗ) رب ہے اُن کے لئے اللہ (جل شانہٗ) کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت ہیں۔ چنانچہ آپ کی رحمت مطلق ہے، تمام ہے، عام ہے، کامل ہے، شامل ہے، عالم غیب و شہادت کو گھیرے ہوئے ہے، دونوں جہاں میں دائمی موجود ہے، اللہ تعالیٰ عزوجل کی بادشاہت زمین و آسمان میں موجود ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مملکتِ الٰہیہ کے وزیرِ اعظم ہیں"۔

(۲۹) "ختمِ نبوّت" اک نئی دینی اور دُنیاوی زندگی کا پیغام ہے"۔

(۳۰) "جو "ختمِ نبوّت" کا باغی ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے"۔

(۳۱) "عقیدۂ ختمِ نبوّت" سے انکار و انحراف اپنے قومی وجود سے اِنکار ہے اور پاکستان سے "بغاوت"۔

(۳۲) "پاکستانی صرف وہ ہے جو "ختمِ نبوّت" پر یقین رکھتا ہے کیونکہ پاکستان کے دستور میں یہ بات شامل ہے کہ اسلام، پاکستان کا سرکاری مذہب ہے اور اسلام کی تعریف یہ ہے کہ "ختمِ نبوّت" پر یقین رکھا جائے"۔

(۳۳) "قرآن حکیم اس تنبیہ کے ساتھ سُود لینے اور دینے کی مخالفت کرتا ہے کہ اگر تم سود لینے اور دینے پر اصرار کرو گے تو اللہ تعالیٰ (جل جلالہٗ) اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ"۔

(۳۴) "قرآن کا ازلی، ابدی اور سرمدی قانون اپنی جگہ پر مکمل اور کامل موجود ہے اور ہر دور کے لئے اپنے اندر ہدایت کا سامان رکھتا ہے۔ یہی فرمایا، حضرت علامہ اقبالؒ نے ؎

صد جہاں باقیست در قرآن ہنوز اندر آیاتش یکے خود را بسوز"

(۳۵) "مال و دولت کا غلط استعمال "قارونیت"، قوت و طاقت کا غلط استعمال "فرعونیت" اور شریعت و مذہب کا غلط استعمال "یزیدیت" ہے"۔

(۳۶) "ہم "ارتقاء" کے قائل ہیں، ہمارا ارتقاء یوں ہے، سب سے پہلے "جبلّت"، پھر "حواس"، پھر "عقل" اور اس کے بعد "ارتقاء"۔

(۳۷) "جو کام نیک ارادے اور خلوص سے شروع کیا جائے اُس کا انجام بھی درست ہوتا ہے"۔

(۳۸) "مومن اگر مومن ہے تو اس کا باطل کے ساتھ کوئی تعلق نہیں"۔

(۳۹) "ہمیں اپنے اسلاف کی تاریخ دُہراتے ہوئے کفر کا ڈٹ کا مقابلہ کرنا چاہیے"۔

(۴۰) اقبالؒ نے کہا ہے ؎

"تپیدم"، "آفریدم"، "آرمیدم"

"آرمیدم" "نفسِ مطمئنہ کی کیفیت کا نام ہے"۔

(۴۱) "نفسِ مطمئنہ، "نفسِ راضیہ" اور "مرضیہ" کی منازل طے کر کے ہی مولا صفات بنتا ہے، اسی "بندۂ حق" کے بارے میں علامہ اقبالؒ نے فرمایا۔

قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

(۴۲) ''مسلمان کا دین اُس کی دُنیا سے جدا نہیں، مسلمان کی سیاست اُس کی عبادت سے منقطع نہیں''۔

(۴۳) ''ارمغانِ حجاز'' میں بعنوان ابلیس کی ''مجلسِ شوریٰ'' اپنے مشیروں کو ابلیس یہ حکم دے رہا ہے کہ ۔

تم اسے بیگانہ رکھو عالمِ کردار سے — تابساطِ زندگی میں اس کے سب مُہرے ہوں مات

خیر اسی میں ہے قیامت تک رہے مومن غلام — چھوڑ کر اَوروں کی خاطر یہ جہانِ بے ثبات

مست رکھو ذکر و فکرِ صُبحگاہی میں اِسے

پختہ تر کردو مزاجِ خانقاہی میں اِسے''

(۴۴) ''مردانِ کار، خارہ شگافی، خارہ گدازی کی مشکل پسندی کو اختیار کرتے ہیں، قلم کی گلکاریوں سے صفحۂ قرطاس کی زیبائش کو روا نہیں رکھتے''۔

(۴۵) ''اسلام ایک عالمگیر انقلاب کا پیغام ہے جو نسلی، قومی اور وطنی اختلافات کو مٹانے کے درپے ہے''۔

(۴۶) ''شریعت'' کی تکمیل ''طریقت'' سے ہوتی ہے اور ''طریقت'' سب پر بھاری ہے''۔

(۴۷) ''انسانی وجود کا مرکز اس کی رُوح ہے جو ذاتِ الٰہی (جل شانہٗ) کے پرتو سے لازوال ہے، اس لئے موت عالمِ معنیٰ کے سفر سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔

مرگِ مومن چیست ہجرت سوئے دوست

ترکِ عالم، اختیارِ کوئے دوست

(۴۸) ''ہمارا ایمان ہے کہ مومنین صالحین کی اَرواح کا رابطہ اپنے متوسلین سے قائم رہتا ہے، طلبِ صادق ہو تو اس عالمِ چون و چند کا باسی، سراپا اِخلاق اِرادتمند اُن کے تصرفات کا مورد بن سکتا ہے۔

(۴۹) ''صلحاء اُمت رُشد و ہدایت کے مراکز ہیں۔ یہ ہمیں تحریف، انحراف، اعتزال اور خودرائی کی دلدل سے نکال کر مرکزِ ملّت اور اجماعِ اُمّت کی نعمتوں سے مالا مال کر سکتے ہیں۔ حضور پُر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مقدس ''الفقر فخری و الفقر منّی'' ہمیں اسی حقیقتِ کبریٰ سے آشنا کر رہا ہے کہ ۔

فقر کے ہیں معجزات، تاج و سریر و سپاہ

فقر ہے میروں کا میر، فقیر ہے شاہوں کا شاہ''

(۵۰) ''حضرت امام عالی مقام (حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا یزید کے ظالمانہ اور مستبدانہ نظامِ حکومت کو چیلنج کرنا اور ایمانی غیرت و مردانہ وقار کے ساتھ زہرہ گداز حوادث کا مقابلہ کرنا، ظالم کی بیعت نہ کرنا اور اُس کی پاداش میں موت کے آئینے میں رُخِ دوست کا نظارہ کرنا، ایک ایسی عزیمت و استقامت کا شاہ نشان ہے کہ تا قیامِ قیامت سالارانِ قافلۂ حریت کے لئے مینارِ نور ثابت ہوگا۔ اُنھوں نے اس قافلہ کے ہر فرد کو یہ سبق دیا ہے کہ ۔

چڑھ جائے کٹ کے سَر تیرا نیزے کی نوک پر

لیکن یزیدیوں کی اطاعت نہ کر قبول''

(۵۱) ''ہندو قوم کی ذہنیت یہ ہے کہ ہمیشہ طاقت ور کو اپنا دیوتا بناتی ہے اور کمزوروں کا ناک میں دَم کر دیتی ہے''۔

(۵۲) ''امریکہ میں اتنی بدامنی اور عدمِ تحفظ ہے کہ دس بجے رات کے بعد باہر نکلنا خطرے سے خالی نہیں۔ اس قسم کی صورتِ حال کو مدِنظر رکھتے ہوئے حکیم الامت کو کہنا پڑا ۔

تہذیب کا کمال، شرافت کا ہے زوال — غارت گری جہاں میں ہے اقوام کی معاش

ہر گرگ کو ہے برۂ معصوم کی تلاش''

(۵۳) ''مسئلہ کشمیر کا واحد حل جہاد ہے، اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ۔

خریدیں نہ جسے ہم اپنے لہو سے — مسلماں کے لئے ہے وہ ننگ پادشاہی

(۵۴) ''امریکہ بزرگ شیطان ہے جو اپنے مکروہ عمل کے ذریعے عالمِ اسلام کے خلاف سازشیں کر رہا ہے''۔

(۵۵) ''ہم ایسی جمہوریت پر لعنت بھیجتے ہیں جس میں غیر ملکی صیہونی طاقتیں پاکستان میں اسلام کا مذاق اڑانے کی کوشش کر رہی ہوں''۔

(۵۶) ''دینی جماعتوں نے قیامِ پاکستان اور اُس کے بعد مُلک کی سالمیت کے تحفظ اور ''ناموسِ رسالت'' کے لئے بے پناہ قربانیاں دی ہیں، اِن پر دہشت گردی، قتل و غارت اور مُلکی حالات خراب کرنے کا الزام سراسر بے بنیاد اور غلط ہے بلکہ حالات کی خرابی کی اصل وجہ نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ ہونا ہے''۔

(۵۷) ''صحافت اسلامی نقطۂ نظر سے قولِ حق کا اعلان ہے ۔

اگرچہ بُت ہیں جماعت کی آستینوں میں

مجھے ہے حکم اذاں لاالٰہ الا اللہ

(۵۸) ”عوام کے جان و مال اور عزت و آبرو کا تحفظ کسی بھی حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے“۔

(۵۹) ”لارڈ میکالے کے فرسودہ نظامِ تعلیم نے نوجوانوں کی صلاحیتوں کو زنگ آلود اور نظریہ پاکستان سے غافل کر دیا ہے۔

اور یہ اہلِ کلیسا کا نظامِ تعلیم — اک سازش ہے فقط دین و مروت کے خلاف

(۶۰) ”مسلم اُمّہ کو چاہیے کہ وہ یورپی معاشی برادری کی طرز پر ایک اسلامی مشترکہ منڈی پیدا کرے، جس میں اقتصادی ترقی اور مسلم اُمّہ کی رفاہ و فلاح کے مواقع میسر آئیں“۔

(۶۱) ”عورت اللہ (جل شانہٗ) کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ”ماں“، ”بیٹی“ اور ”حرم محترم“ ہے۔ اس کی گود غازیوں، شہیدوں اور مجاہدوں کی تربیت گاہ ہے“۔

(۶۲) ”اپنے دشمن سمیت کسی کی موت پر بھی خوشی منانا جوانمردی نہیں بزدلی ہے“۔

(۶۳) ”ہمارا نظریہ، نقطۂ نگاہ اور انداز نظر، ہمہ گیر (Comprehencive) ہے۔ ہم اہلسنت، اجماعی (Concensus)، عالمگیر (Universal) اور انجذابی (Inclucive) نظریات کے امین ہیں“۔

پرے ہے چرخِ نیلی فام سے منزل مسلماں کی
ستارے جس کی گردِ راہ ہوں وہ کارواں تو ہے

(۶۴) ”ہندوستان میں ”متحدہ قومیت“ اور ”وحدتِ ادیان“ کا فلسفہ اکبری دور میں فیضی اور ابوالفضل نے پیش کیا جبکہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ السامی نے بڑی جرأت کے ساتھ اس کا رد کیا۔

تخمِ الحاد کہ اکبر پرورید — باز اندر فطرتِ دارا دمید
درمیانِ کارزارِ کفر و دیں — ترکشِ ما را خدنگِ آخریں
(اقبالؒ)

(۶۵) ”جب انسانی رُوح اس محدود جسم سے علیحدہ ہو جاتی ہے تو وہ وقت اور فاصلہ کی قید سے آزاد ہو جاتی ہے۔ دُنیا کے جس کونے میں اس کو یاد کرو وہ فوراً حاضر ہو سکتی ہے۔ بقول اقبالؒ۔

خرد ہوتی ہے زمان و مکان کی زناری
نہ ہے زماں نہ مکاں لاالٰہ الااللہ

(۶۶) ”اہلِ تقویٰ وہ ہیں جو اللہ (عزوجل) کے بتائے ہوئے راستے پر احوالِ دُنیا سے

بے پروا چلتے ہیں، تکلیف میں صبر کرتے ہیں، ہر آزمائش میں استقامت کی دُعا مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) کے قادرِ مطلق اور مالک و مختار ہونے کا اقرار کرتے رہتے ہیں“۔

(۶۷) ”شریعت“ علم ہے، ”طریقت“ عمل ہے اور ”حقیقت“ عمل کا اثر ہے۔ اعتقاد اگر تقلید یا استدلال سے پیدا ہو تو ”شریعت“ ہے، اگر کشف و حال سے پیدا ہو تو ”طریقت ہے“ اور کشف و حال کی قابلیت، سلوک، تصوف و مجاہدہ و ریاضت کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ بقول حکیم الامت علامہ اقبالؒ۔

مقامِ ذکر کمالاتِ رُومی و عطار — مقامِ فکر مقالاتِ بُو علی سینا
مقامِ فکر ہے پیمائشِ زمان و مکاں — مقامِ فکر ہے سُبحان ربی الاعلیٰ

(۶۸) ”حکیم الامت علامہ اقبالؒ نے اپنے عشق و جنوں اور ہمت مردانہ کے آگے جبریل امین علیہ السلام کو بھی ایک ادنیٰ شکار سے تشبیہ دی ہے، عشق و محبت تو خداوندِ قدوس کو بھی اپنا بنا سکتے ہیں۔

در دشتِ جنونِ من جبریل زبوں صیدے
یزداں بہ کمند آور اے ہمت مردانہ“

(۶۹) ”ایسی آزادی جس میں انسان احکامِ خداوندی اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مقرر کردہ شرعی قیود سے پھاند جائے، وہ سراسر ناجائز ہے، بقول حکیم الامت اقبالؒ۔

گو فکرِ خداداد سے روشن ہے زمانہ
آزادیٔ افکار ہے ابلیس کی ایجاد“

(۷۰) ”جو اپنے افکار کو تابع شرعِ محمدیؐ نہ کرے، اُس کے افکار ناقصہ و مذمومہ اُس کے لئے وبالِ جان بن جائیں گے۔ حکیم الامتؒ۔

ہو فکر اگر خام تو آزادیٔ افکار
انسان کو حیوان بنانے کا طریقہ“

(۷۱) ”بزرگوں کے جسم سے جو چیز مَس ہو جائے اُس کے اندر شفاء اور دافع البلاء کی خاصیت پیدا ہو جاتی ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑی مبارک سے آبِ زمزم، آبِ شفا اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک کے صدقے سے مدینہ منورہ کی مٹی خاکِ شفاء ہے۔

وہ خاک کہ تیرے در پہ ہے جاروب سے اُڑتی
وہ خاک ہمارے لئے دارُوئے شفاء ہے“

(۷۲) ''قلبی ذکر و فکر سے تمام اعضاء ناک، کان، آنکھ وغیرہ کو برائیوں سے امن و حفاظت میسر ہوتی ہے، پاکیزگی اور رابطۂ الٰہی کی دولت حاصل ہوتی ہے، اندرونی انسان زندہ ہوتا ہے جو اپنے اندر ولایتِ حیدری، فقرِ بوذری، اخلاقِ سنائی، سوز و سازِ رومی، پیچ و تابِ رازی اور خودیٔ اقبالؒ کا جھنڈا لئے ہوئے ظاہر ہوتا ہے، خود بھی پاکیزہ ہوتا ہے اور مخلوق کو بھی پاکیزگی بخشتا ہے۔ بقولِ حکیم الامتؒ ؎

خودی کا سرِّ نہاں لا الٰہ الا اللہ　　خودی ہے تیغ فساں لا الٰہ الا اللہ

یہ مال و دولتِ دُنیا یہ رشتہ و پیوند　　بتانِ وہم و گماں لا الٰہ الا اللہ

یہ نغمہ فصلِ گُل و لالہ کا نہیں پابند　　بہار ہو کہ خزاں لا الٰہ الا اللہ

؎ اسی کشمکش میں گزریں میری زندگی کی راتیں
کبھی سوز و سازِ رومی کبھی پیچ و تابِ رازی''

(۷۳) ''جب تک دل کی آنکھ روشن نہ ہو، اسرارِ حیات اور تقدیرِ عالم پر نظر نہیں پڑ سکتی۔ بقولِ اقبالؒ ؎

کہہ رہا ہے مجھ سے اے جویائے اسرارِ ازل
چشمِ دل وا ہو تو ہے تقدیرِ عالم بے حجاب''

(۷۴) ''عبد، رُوح اور جسم دونوں کے مجموعے کا نام ہے، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ''عبدِ مطلق'' ہیں اور تمام بندے ''عبدِ مقید''۔ جس بندے کو خود خداوندِ قدوس ''عبدہٗ'' کی نسبت کر دے، اس کی عظمت و شان کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ ''عبدہٗ'' وہ ہے جس کی ''عبدیت'' سے الٰہ العالمین (جل جلالہٗ) کی شانِ ربوبیت ظاہر ہو۔ ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم: اللہ تعالیٰ (عزوجل) کے بے مثل و بے نظیر بندے ہیں جن کا ذکرِ پاک عبادتِ خداوندی میں تشہد پڑھتے وقت ہم سب شب و روز کرتے ہیں۔ حکیم الامت اقبالؒ ؎

عبد دیگر عبدہٗ چیزے دگر　　ما سراپا انتظار اُو منتظر''

(۷۵) ''حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے افکار کی روشنی میں ملک کے درپیش آمدہ مسائل کو حل کیا جا سکتا ہے اور اُن کی فکر اور اُن کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے خضرِ راہ ہے۔

بیا بمجلسِ اقبالؒ یک دو ساغر کش
اگرچہ سر نتراشد قلندری داند''

(۷۶) ''ایک آدمی کا عقل کے معیار کے بہانے دوسرے آدمی پر غلبہ کو وحیِ الٰہی کی اطاعت شعاری کے ذریعے ختم کیا جا سکتا ہے''۔

(۷۷) ''قوموں کی زندگی اور وقار، آئین، دستور اور معاہدوں سے نہیں ہوا کرتا بلکہ ایمانی، اخلاقی، اقتصادی اور حربی طاقت ہوا کرتا ہے''۔

(۷۸) ''ہندوستان میں جس نئی طاقت نے برہمن کے اقتدار میں خلل ڈالا، اُس نے اُسی کے اندر شامل ہو کر اُسے فنا کر دیا''۔

(۷۹) ''حقوق مانگنے سے نہیں ملتے، آگے بڑھ کر چھینے جاتے ہیں''۔

یہ محفلِ مے ہے یاں کوتاہ دستی میں ہے محرومی
جو بڑھ کر ہاتھ میں لے لے مینا اُسی کا ہے

(۸۰) ''جتنے قوانین و نظام ہیں کوئی بھی نظام اسلام جیسے حقوق و فرائض کا تعین نہیں کرتا۔ ؎
مرے گُل میں جو بُو ہے وہ کسی گُل میں نہیں''

(۸۱) ''اقبالؒ عصرِ حاضر کا قائدِ فکر ہے، جس نے تہذیبِ مغرب کی صاف پردہ دری کی۔

پردہ اُٹھا دُوں اگر چہرۂ افکار سے!
لا نہ سکے گا فرنگ میری نواؤں کی تاب''

(۸۲) ''جب تک دُنیا کی تمام تعلیمی طاقتیں اپنی توجہ کو محض احترامِ انسانیت کے درس پر مرتکز نہ کر دیں گی، یہ دُنیا بدستور درندوں کی بستی بنی رہے گی۔

بر تر از گردوں مقامِ آدم است
اصلِ تہذیب، احترامِ آدم است

(۸۳) ''انسان کو ہر وقت باوضو رہنا چاہیے، نجانے کب موت کا بلاوا آ جائے۔

انسان بلبلا ہے پانی کا　　کیا بھروسہ ہے زندگانی کا

(۸۴) ''میری زندگی میں صرف وہ سات دِن اور آٹھ راتیں ہی حاصلِ زندگی ہیں جو ۱۹۵۳ء کی ''تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت'' کے دوران پھانسی کی کوٹھڑی میں گزاریں، باقی سب شرمندگی ہی شرمندگی ہے''۔

(۸۵) ''جب تک درویش اپنے آپ کو کُتے سے بدتر نہ جانے، معرفت کی منازل طے نہیں کر سکتا''۔

(۸۶) ''جب تک جغرافیائی، وطن، نسل اور رنگ کا امتیاز کلیۃً نہ مٹ جائے گا، انسان اس دُنیا

میں فوز و کامرانی کی زندگی بسر نہیں کر سکے گا اور اخوت، حریت و مساوات کے الفاظ کبھی بھی شرمندۂ معنی نہ ہوں گے۔

غبار آلودۂ رنگ و نسب ہیں بال و پر تیرے
تو اے مُرغِ حرم اُڑنے سے پہلے پَرفشاں ہو جا"

(۸۷) "پیغامِ اقبالؒ میں زندگی کے تمام مدارج میں عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دخل ہے وہ نوجوانانِ ملّت کی سیرت کو پختہ بنانے اور تزکیۂ نفس پیدا کرنے کا موجب ہوگا"۔

(۸۸) "ہمارا ایمان ہے کہ اُمت کی تمام مصیبتوں اور پریشانیوں کا حل دامنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہونے میں ہے، نہ صرف اُمتِ محمدیہ علیہ التحیۃ والثناء کی بگڑی اتباعِ محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے بن سکتی ہے بلکہ بموجب ارشادِ ربانی:

"ہم نے آپ کو تمام نوعِ انسانی کے لئے ہادیٔ برحق
یعنی بشیر و نذیر بنا کر بھیجا"۔ (پارہ:۲۶، سورہ الفتح:۸......پارہ ۲۹: سورہ المزمل:۱۵)

(۸۹) "شریعت کی تڑپ ایک جوہر ہے جسے عالمِ چون و چند کے پیمانوں سے نہیں ناپا جا سکتا"۔

(۹۰) "بعض لوگ مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں سمجھتے اور اپنی فکر و نظر کے گھوڑے دوڑا دیتے ہیں۔ پہلی اُمتیں اسی لئے تباہ و برباد ہوئیں کہ اُنہوں نے مقامِ نبوّت کو نہ پہچانا اور اپنے نبی کو ظاہری نظر سے دیکھا۔ دیکھنا غور کی نظروں سے ہوتا ہے۔ اسی طرح سُننا بھی غور کے کانوں سے ہوتا ہے۔ اس حقیقت کو علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

دیدن دگر آموز، شنیدن دگر آموز
(دیکھنا پھر سیکھ، سُننا پھر سیکھ)

(۹۱) "ظلم و جبر کا ڈٹ کا مقابلہ کرنا ہی مردانگی ہے۔

ضعیف اگر نظر پڑے رسول کا جمال بن — قوی کا ہو سامنا تو قہرِ ذوالجلال بن
خدا کے آگے سر جھکا کر سرکشوں کا سر جھکے — قضا ستم گروں کی ہو ستم زدوں کی ڈھال بن"

(۹۲) "خدا کا دیا ہوا شک و شبہ سے بالاتر قانون انسان ہی کے ہاتھوں تکمیل پذیر ہوگا۔ خدا خود عرش سے فرش پر نہیں آئے گا۔ خالقِ کون و مکاں، مالکِ ارض و سما نے اسی مقصد کے لئے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو رہبرِ انسانیت اور قافلہ سالارِ آدمیت بنا کر آخری رسول علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی حیثیت سے آخری پیغام دے کر بھیجا۔

نوعِ انساں را پیامِ آخریں — حاملِ اُو رحمۃ اللعالمینؐ"

(۹۳) "اگر عافیت و راحت مطلوب ہے تو دامنِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں پناہ لے لو، اُن کی بتائی راہ صراطِ مستقیم پر چل نکلو، اُن کے لائے ہوئے قانون (Code of Life) کو زندگی کا دستور بنا لو۔ غالب کی زبان میں ہے کہ۔

تیرِ قضا، ہر آئینہ در ترکشِ حق است
اما گشادِ آں ز کمانِ محمدؐ است"

(۹۴) "لوگو! میں تمہارے ساتھ دُنیاداری جیسے وعدے نہیں کرتا۔ میرے دل میں ایک خواب تڑپتا ہے۔ یہ منوّر خواب تم بھی دیکھ لو تو کبھی چین سے نہ بیٹھو۔ میں یہ خواب تمہارے خوابوں میں ملا دینا چاہتا ہوں۔ پاکستان کو ایک اسلامی، رُوحانی اور فلاحی مملکت بنانے کی لگن نے میرے لہو میں ہزار مشعلوں کی روشنی جلا رکھی ہے۔ ایک سلامتی والا معاشرہ میری بے تابیوں کا آشیانہ ہے، جہاں کوئی کسی پر ظلم نہ کر سکے۔ میں انسانوں کو انسانوں کے در کا سوالی بنانے والوں کے خلاف ہوں۔ وہ لوگ ظالم ہیں جن کے گھروں کے سامنے لوگ اپنے جائز معاملوں کا کشکول لئے قطاروں میں کھڑے ہوتے ہیں، خیرات اُنہیں پھر نہیں ملتی۔

ابھی تک آدمی صیدِ زبونِ شہریاری ہے
قیامت ہے کہ انساں نوعِ انساں کا شکاری ہے"

(۹۵) "مشکلاتِ مہمات ہمیشہ عزائم کو اور پختہ کرتی ہیں۔

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے"

(۹۶) "مُلکی و ملّی مسائل کے بارے میں بہت زیادہ ذکی الحس ہونے کے بجائے وہ راہ اختیار کرنی چاہئے جو قابلِ عمل ہو۔

نگہ بلند سخن دلنواز جاں پُرسوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لئے"

(۹۷) "اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اجتماعی طور پر آنحضور علیہ التحیۃ والثناء کی جانب سے امین ہے۔ بنا بریں جائیداد کا ہر استعمال جو خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی شریعت کے منافی ہے، ناجائز ہے۔

محال است سعدیؔ کہ راہِ صفا — تواں رفت جز در پے مصطفیٰؐ"

(۹۸) ''اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے قرآن پاک میں بار بار مسکین اور حاجت مند انسانوں کی وکالت کی ہے اور ایک لحاظ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ قرآن سرمایہ داری کے لئے موت ہے۔

چیست قرآن خواجہ را پیغام مرگ دستگیرِ بندۂ بے ساز برگ

بلکہ رُوحِ قرآن تو یہ ہے کہ کوئی کسی کا محتاج نہ رہے۔

کس نباشد در جہان محتاج کس
نکتۂ شرعِ مُبین این است وبس''

(۹۹) ''اسلام نے سوسائٹی کا جو نقشہ بنایا ہے، اگر اپنی صحیح شکل میں قائم ہو جائے تو صرف چند گوشے ہی نہیں بلکہ بساطِ زندگی کے تمام پہلوؤں کو اپنے اپنے مقام پر مستحکم بنا دیتا ہے اور اس طرح ایک ایسا اجتماعی نظام وجود میں آنے کا راستہ ہموار ہو جاتا ہے جہاں ''فرعونیت''، ''قارونیت'' اور ''یزیدیت'' کا سارا طلسم پاش پاش ہو جاتا ہے اور بقول اقبالؒ۔

بندۂ حق بے نیاز از ہر مقام
نے غلام او را نہ کس را او غلام

کا معاشرے میں عملی رنگ بھر جاتا ہے''

(۱۰۰) ''زمانہ کسی کے لئے ''مے شبانہ'' بچانے کیلئے نہیں رکھتا، جو شریکِ محفل ہے وہی شاد کام ہے اور جو غیر حاضر ہے اُس کو زمانے کا یہ جواب ہے کہ:

نہ تھا اگر تو شریکِ محفل قصور تیرا ہے یا کہ میرا
میرا طریقہ نہیں ہے رکھ لوں کسی کی خاطر مے شبانہ''

(۱۰۱) ''مایوسی اور محرومی کھلم کھلا شکست کو تسلیم کرنے کے مترادف ہے۔

گریزِ کشمکشِ زندگی سے مردوں کی
شکست نہیں تو اور کیا ہے شکست''

(۱۰۲) ''معاشی انصاف، معاشرتی انصاف اور سیاسی انصاف حتیٰ کہ زندگی کے ہر پہلو میں انصاف کی ضرورت ہے۔ ہم یہی چاہتے ہیں کہ اگر تبدیلی آئے تو ہم گیر تبدیلی آئے۔

بدلنا ہے تو مے بدلو نظامِ مے کشی بدلو
وگرنہ جام و مینا کے بدل جانے سے کیا ہوگا''

(۱۰۳) ''حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسئولیت کا احساس اس قدر شدید تھا کہ ایک بار آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''اگر دریائے فرات کے کنارے ایک کتا بھی بھوکا رہ گیا تو خداوند تعالیٰ (جل جلالہٗ) مجھ سے مواخذہ کرے گا، اے خطاب کے بیٹے! اس کے لئے تم نے مناسب بندوبست کیوں نہیں کیا؟

جہاں بانی سے ہے دُشوار تر کار جہاں بینی
جگر خُوں ہو تو چشمِ دِل میں ہوتی ہے نظر پیدا''

(۱۰۴) ''اشتراکیت کا دجال'' کارل مارکس'' کہتا ہے، میں تمہارے شکم کی شہوتوں کی تسکین کا سامان فراہم کروں گا۔ حلال و حرام کی بحثیں ترک کر دو، دولت کے مزے اڑاؤ اور صرف مجھ کو اپنا حاکم، مالک اور رازق تسلیم کرو۔ اُس کی ناحق ناشناسی کو اقبالؒ نے یوں بیان کیا ہے۔

دینِ آں پیغمبرِ حق ناشناس بر مساواتِ شکم دارد اساس''

(۱۰۵) ''اشتراکیت و ملوکیت، یہ ہر دو نظام انسانیت کے لئے عذابِ الیم ہیں اور انسان بقول حضرت علامہ اقبالؒ چکی کے دو پاٹوں میں پس رہا ہے۔

زندگی ایں را خروج، آں را خراج
درمیانِ ایں دو سنگ آدم زجاج''

(۱۰۶) ''جہاں تک میں نے کتاب و سُنّت کا مطالعہ کیا ہے، میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ناگزیر وجوہات کو چھوڑ کر جو مال جمع کیا جائے، اُسے اپنے پاس رکھنے کے لئے کوئی اخلاقی جواز نظر نہیں آتا۔ یسئلونک ماذا ینفقون (پارہ ۲: سورۃ البقرہ: ۲۱۵) کی رُوح یہی ہے کہ ناگزیر ضروریاتِ زندگی سے زائد مال اللہ کی راہ میں صرف کر دیا جائے۔ حضرت علامہ اقبالؒ نے اس کی رُوح کو یوں پیش کیا ہے۔

با مُسلماں گفت جاں برکف بنہ
ہرچہ از حاجت فزوں داری بدہ''

(۱۰۷) ''متکلمِ اسلام حکیمِ شریعت حضرت مولانا علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے ''عقیدۂ ختمِ نبوّت'' کی جامعیت کو ''امتناعِ نظیر'' کی بحث میں واضح کیا تھا اور نباضِ فطرت شاعرِ بے بدل مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ نے بھی اُن سے فیض یاب ہو کر عقیدۂ خاتمیت کو شرح صدر کے ساتھ ڈیڑھ صدی پہلے بیان کر دیا تھا۔

مقصدِ ایجادِ ہر عالم یکے است گرچہ صد عالم بود خاتم یکے است''

(۱۰۸) ''۱۹۵۳ء کی ''تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوّت'' میں حضرت مجاہدِ ملّت رحمۃ اللہ علیہ کو ملٹری

عدالت نے سزائے موت سُنائی تو آپ نے یہ سُن کر فرمایا:

"یہی کچھ سزا لائے ہو، اگر میرے پاس ایک لاکھ
جانیں ہوتیں، تو میں اِن سب کو اپنے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ
احمد مجتبیٰ علیہ التحیہ والثناء کی ذاتِ اقدس پر قربان کر دیتا"۔

ہزار عمر فدائے دمے کہ من از شوق
بخاک و خون تپم و گوئی از برائے من است"

(۱۰۹) "میری زندگی کی زبردست خواہش یہ ہے کہ مسلمان متحد ہو کر سامراجی، استحصالی اور استعماری قوتوں کا مقابلہ کریں۔ تمام ممالک متحد ہو کر بلاک بنائیں اور اپنے مسائل خود حل کریں۔

ہوں ایک مُسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاکِ کاشغر

(۱۱۰) "میری زندگی کی آخری خواہش یہ ہے کہ پاکستان میں خلافتِ راشدہ کا نظام آئے تاکہ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نفاذ ہو، جس کی برکتوں سے اس ملک میں اُمن و آشتی اور خوشحالی کی حیات افروز ہوائیں جھکیں۔

مُسلماں آں فقیرے کج کلاہے — رمید از سینۂ اُو سوزِ آہے
دِلش نالد! چرا نالد! نداند — نگاہے یا رسولؐ اللہ! نگاہے

☆/☆/☆

(۳۴)

میاں محمد صادق قصوری

بُرج کلاں ضلع قصور (پاکستان) — ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء — حیات ہیں

خراجِ تحسین

نیک طینت، صاف باطن، خوش ادا، صادق قصوری — خادمِ دیں، صاحبِ فہم و ذکا، صادق قصوری
حق کند اُو را عطا عمرِ خضر فیضؔ الامیں — در جہاں است مظہرِ شانِ وفا، صادق قصوری

☆

ہے پاسباں عظمت و ناموسِ قرطاس و قلم — پاکیزہ خصلت، خوش لقا، سادہ و صلاح ذی چشم
فیضؔ الامیں کی ہے دُعا میرے خدا صبح و مسا — دائم رہے صادقؔ قصوری پر ترا لُطف و کرم

(صاحبزادہ پیر فیضؔ الامیں فاروقی
موتیاں ٹھیکریاں، گجرات)

☆

میاں محمد صادق قصوری نقشبندی مجددی نیازوی

(۱) اللہ تعالیٰ سے ڈرنا یہ ہے کہ اُس کی پسند کو پسند کیا جائے اور اس کی ناپسند کو ناپسند کیا جائے۔

(۲) توحید اصلِ ایمان و دین ہے۔

(۳) اللہ کے سوا ہر چیز فانی ہے اور دنیا کی ساری نعمتیں زائل ہو جانے والی ہیں۔

(۴) جو لوگ فرمانِ خداوندی میں اپنی تجویز کو داخل کرتے ہیں وہی فاسق ہوتے ہیں اور فاسق ہی گمراہ ہوتے ہیں۔

(۵) اللہ تعالیٰ کے قانونِ حق کی رُو سے حیاتِ اجتماعیہ کا توازن بگاڑنے والوں کی اپنی زندگی میں توازن پیدا نہیں ہوتا۔

(۶) دین یا اللہ (جل شانہٗ) کے نظامِ حیات میں کسی اور نظام کو شامل کرنا شرک ہے۔

(۷) اللہ کے نزدیک "دین" اسلام ہی رہا ہے اور "اسلام" ہی رہے گا کہ اس کے کلمات بدلتے نہیں۔ اور ماننے والے پہلے بھی 'مُسلمان' ہی کہلاتے رہے ہیں، اب بھی 'مُسلمان' ہی کہلاتے ہیں اور آئیندہ بھی 'مُسلمان' ہی کہلائیں گے۔

(۸) جس نے اللہ تعالیٰ کے محبوب حضور سیّد عالم ﷺ کا اِتباع کیا، اُس نے اللہ کی رضا پائی۔

(۹) پارہ ۱۵: سورہ بنی اسرائیل آیت ۱: میں اللہ کریم نے اپنے محبوب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو "عبدہٗ" فرمایا ہے۔ حکیم الامت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے "عبدہٗ" کی بڑی بلیغ تعریف کی ہے۔

لا عبدِ دگر، عبدہٗ، چیزے دگر

"عبدہٗ" کا مطلب ہے اللہ کریم کا "خاص محبوب" اور "بندۂ تسلیم و رضا"۔

(۱۰) اگر ہم توحید باری تعالیٰ کے بعد اپنے آقا و مولا ﷺ کی عبدیّت اور رسالت کا اقرار نہ کریں تو نہ ہماری توحید کامل ہوگی، اور نہ عبادت قابلِ قبول ہوگی۔

(۱۱) موجود بغیر مقصود محال ہوتا ہے، "رحمۃ اللعالمین" مقصودِ کائنات ہیں۔

(۱۲) جو اللہ کے محبوب ﷺ کو چاہے اللہ اُسے چاہتا ہے۔ جسے اللہ چاہے صراطِ مستقیم کی ہدایت فرماتا ہے۔

(۱۳) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ قبل ہجرت "مکّہ" افضل تھا اور بعد ہجرت "مدینہ" افضل ہے۔

(۱۴) عشق کی تعریف یہی ہے کہ دونوں طرف ہو، یکطرفہ کو صرف محبت کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

اپنے یُوسف کو میرے یُوسف پہ تُو نسبت نہ دے
اے زلیخا! اِس پہ سر کٹتے ہیں اُس پر اُنگلیاں

(۱۵) محبت کی آنکھ نے محبوب کی ذات میں کبھی کوئی نقص نہیں دیکھا، جب آنکھ عیب دیکھنے لگے تو سمجھ لو کہ محبت کا جنازہ نکل گیا۔

(۱۶) تصوّف رُوحانی بالیدگی، انقطاع الی اللہ، خشیتِ الٰہی اور محاسنِ اخلاق کی آبیاری کا نام ہے۔

(۱۷) تصوّف کا اصل "صفا" ہے، جس کا معنی ہے، "صاف کرنا، گندگی کو دُور کرنا اور آلودگی سے بچنا"۔

(۱۸) مخلصین کی رفاقت اللہ کا فضل ہے۔

(۱۹) تقویٰ، اِصطلاحِ قرآنی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے:۔

"عفت و حیا اور رُشد و ہدایت کی آرزو اور فحشاء و منکر اور قدرت کے قانونِ مجازات کی خشیت"۔

(۲۰) معترفینِ الٰہی کی قدر و منزلت زندہ معاشرے کی نشانی ہے۔

(۲۱) صالح کی شان یہ ہوتی ہے کہ لوگ اُس کے قُرب میں "عافیت" محسوس کرتے ہیں۔

(۲۲) پرہیزگار دنیا میں اس طرح رہتے ہیں جیسے پانی میں مرغابی، کہ پانی میں رہنے کے باوجود جب اُڑتی ہے تو پَر خشک ہوتے ہیں۔

(۲۳) دل کی آواز لبوں پر آئے تو "دُعا" کہلاتی ہے۔

(۲۴) طمع، ہوس اور حسد تینوں نقطوں سے خالی ہیں۔ جس طرح یہ الفاظ نقطوں سے خالی ہیں بالکل اسی طرح اِن میں مُبتلا رہنے والا بھی خالی ہی رہتا ہے۔

(۲۵) تقویٰ کلیدِ جنت ہے اور متقی وارثِ جنت قُرۃ العین ہیں۔

(۲۶) بلحاظ اجر "شہید" اور "غازی" کا درجہ برابر ہے۔ (النساء: ۷۴)

(۲۷) یاد رکھو! ظلم کرنے والے اور دوسرے کے انسانی حقوق غصب کرنے والے کبھی فلاح نہیں پاسکتے کیونکہ یہ قدرت کا قانونِ مکافاتِ عمل ہے۔

(۲۸) شیطان نے جھوٹی قسمیں کھا کر حضرت آدم علیہ السّلام کو ورغلایا۔ ثابت ہوا کہ جھوٹی قسمیں کھانے والا شخص "شیطان" ہوتا ہے۔

(۲۹) بے سَند بات عقل والے نہیں کرتے۔

(۳۰) مُسلم وُہ ہوتا ہے جو ایک بار مان لے اور پھر اُس کی تسلیم بڑھتی رہے۔
(۳۱) جو اپنی صُبح کی تسلیم کو شام کے انکار سے بدل دے، اُس سے تعلق رکھنا بڑی خطرناک بات ہے۔
(۳۲) حق کو تسلیم کرنے میں جب کسی شرط کو عائد کیا جائے گا، تسلیم بے معنی ہو جائے گی۔
(۳۳) عطائے خداوندی کسی کے صاحبِ شرف ہونے کی بڑی سند ہے۔
(۳۴) رات کی حقیقت "خلوت" ہے اور دن کی حقیقت "جلوت" ہے۔
(۳۵) قیادت کا حق اُنہی لوگوں کو ہے جو اللہ کی راہ میں قبول ہو چکے ہیں۔
(۳۶) توبہ کرنا "سنّتِ پیغمبری" ہے اور توبہ نہ کرنا "شیوۂ ابلیسی" ہے۔
(۳۷) خلوت وجلوت میں کہیں بھی اپنی مرضی نہ کی جائے، ورنہ اللہ تعالیٰ کو ماننے کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔
(۳۸) حکم کا ماننا ضروری ہے، جاننا ضروری نہیں۔
(۳۹) بھلائی کے عہد کو پورا کرنا صداقت کی نشانی ہے۔
(۴۰) آرزو یا دعا کی صداقت کا معیار حُسنِ عمل ہے۔

☆/☆/☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شجرہ شریف

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ نیازیہ

حمد بے حد خالقِ اَرض و سما کے واسطے — جس نے بخشی ہے زباں حمد و ثنا کے واسطے
گرچہ ہے وقتِ اجابت لیکن اے مُجیب — التجا پہلے ہے توفیقِ دُعا کے واسطے
میں وہ سائل ہوں کہ جس کو مانگنا آتا نہیں — گرچہ دروازہ کُھلا ہے ہر گدا کے واسطے
تیری ہی توفیق سے، تیری ہی تعلیم سے — ہاتھ پھیلاتا ہوں عرضِ مُدعا کے واسطے
یا الٰہی اپنی ذات کبریا کے واسطے — اپنے سارے انبیاء اور اولیاء کے واسطے
آپڑا ہوں تیرے در پر بخش دے میرے گناہ — سیّدِ کونین ﷺ شاہِ انبیاء کے واسطے
(۱) باعثِ تخلیقِ عالم سرورِ دُنیا و دیں — شافعِ محشر محمد مصطفیٰ ﷺ کے واسطے
(۲) دُور کر دے دل سے ظلمت نُور سے معمور کر — حضرت صدیق اکبرؓ باوفا کے واسطے
(۳) قلبِ محزوں کو میرے یارب بنا قلبِ سلیم — حضرت سلمانؓ ذُو رُشد و تقا کے واسطے
(۴) میرے دل کا رابطہ قائم ہو میرے پیر سے — حضرت قاسمؓ نقیبِ اولیاء کے واسطے
(۵) میری طاعت کو مبرّا رکھ ریا و طمع سے — جعفرِ صادقؓ امامِ بے ریا کے واسطے
(۶) یا الٰہی! دے مجھے توفیقِ تسلیم و رضا — بایزیدؒ اُس پیکرِ صبر و رضا کے واسطے
(۷) یا الٰہی! عطا ہو مجھ کو دولتِ حُسنِ عمل — بُو الحسن خرقانی حُسنِ بے بہا کے واسطے
(۸) بخش دے مجھ کو دولتِ عشقِ محمد مصطفیٰ ﷺ — بُو علیؒ محبوبِ خاصِ مصطفیٰ ﷺ کے واسطے
(۹) یا الٰہی! ہر غمِ دُنیا و دیں سے دے نجات — حضرت خواجہ یوسفؒ شمس الہدیٰ کے واسطے
(۱۰) فضلِ حق ہر دم ہو میرے حال پر دارین میں — عبدِ خالقؒ مہبطِ فضلِ الٰہ کے واسطے
(۱۱) علم و عرفانِ حقیقی سے مجھے حصہ ملے — خواجہ عارفؒ، عارفِ ذاتِ خدا کے واسطے
(۱۲) حشر میں ظلِّ لوائے حمد ہو مجھ کو نصیب — خواجۂ محمودؒ محمود الثناء کے واسطے
(۱۳) ہو مجھ کو عطا گنجِ دیدارِ مصطفیٰ ﷺ — اُن عزیزانِ علیؒ، گنجِ سخا کے واسطے
(۱۴) ذوقِ اُلفت دے مجھے اور چشمِ بینا کر عطا — حضرت بابا سماسیؒ حق نما کے واسطے
(۱۵) اپنا ہی کر لے گدا اے بادشاہِ دو جہاں — سیّد میر کلالؒ، شہنشاہِ اولیاء کے واسطے
(۱۶) نقش اپنے نام کا دل میں مرے میں نقش کر — خواجۂ نقشبندؒ مشکل کشا کے واسطے

عطر اپنے عشق کا بہرِ مشامِ جاں مجھے ! (۱۷) دے علاء الدین عطارؒ خُدا کے واسطے
چرخِ ناہنجار کی گردش سے عاجز کو بچا (۱۸) خواجۂ یعقوب چرخیؒ پارسا کے واسطے
ہر غمِ دنیا و دیں سے مجھ کو بھی آزاد کر (۱۹) شہِ عبیداللہ احرارؒ خُدا کے واسطے
دین و دنیا میں لباسِ زُہد و تقویٰ کر عطا (۲۰) خواجۂ زاہد محمدؒ سالارِ اتقیاء واسطے
شیخ کے در کا مجھے درویش رکھ سائل بنا (۲۱) خواجۂ درویش محمدؒ باصفا کے واسطے
اقتدائے پیر کی توفیق ہو ہر حال میں (۲۲) خواجۂ امکنگیؒ محمد مقتدا کے واسطے
ہستی اپنی ہو فنا، ہو جائے حاصل بقا (۲۳) خواجۂ باقی باللہؒ، شاہِ بقا کے واسطے
قلب میں تجدیدِ نُورِ معرفت ہوتی رہے (۲۴) شاہِ مجددالف ثانیؒ راہ نما کے واسطے
یا الٰہی ! کفر و عصیاں سے مجھے محفوظ رکھ (۲۵) خواجۂ معصومؒ، معصوم الخطا کے واسطے
منزلیں طے کر کے پہنچوں منزلِ مقصود تک (۲۶) حُجۃ اللہؒ، حُجتِ اہلِ ہدیٰ کے واسطے
قلبِ ناقص ہو میرا اکسیرِ خالص اے خدا (۲۷) حضرت خواجہ زبیرؒ اَرفع نوا کے واسطے
قلبِ تیرہ میں مرے بھر دے وفا کی روشنی (۲۸) خواجہ ضیاء اللہؒ کے قلبِ پُر ضیا کے واسطے
شہرۂ آفاق حاصل ہو میرے کردار کو (۲۹) حضرت آفاقؒ، شاہِ اتقیا کے واسطے
کر عطا اپنی محبت بخش گنجِ معرفت (۳۰) فضلِ رحماںؒ، گنجِ ایثار و عطا کے واسطے
ختم ہوں رنج و الم قائم رہے میرا بھرم (۳۱) شہ وصی احمدؒ، محدث ذی عُلیٰ کے واسطے
یا الٰہ العالمین ہو پُر ضیا قلبِ حزیں (۳۲) شہ ضیاء الدین مدنیؒ، مہ لقا کے واسطے
کر عنایت کی نظر مجھ خستہ جاں کے حال پر (۳۳) عبدالستار نیازیؒ، مجاہدِ بے ریا کے واسطے
دولتِ صدق و صفا کر دے عطا ربِّ کریم! (۳۴) حضرتِ صادق قصوری باوفا کے واسطے
ہے خدایا التجا، کرنا قبولیت عطا — لفظ آئیں لب پہ میرے جو دُعا کے واسطے
یہ دُعائے بندۂ ناچیز و خستہ ہو قبول — بابِ رحمت کر دے وا مجھ بے نوا کے واسطے

ہو جہاں میں بول بالا مذہبِ اسلام کا
شجرہ میں مذکور سارے اولیاء کے واسطے

نوٹ: شجرہ شریف پڑھنے سے پہلے اور بعد میں تین تین بار دُرود شریف ہزارہ پڑھیں۔

☆/☆/☆

کتابیات

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف/مولف	جائے طباعت	سن طباعت
1	القرآن الحکیم	ترجمہ اعلیٰ حضرت بریلویؒ	لاہور	--
2	النبی الخاتم	سید مناظر احسن گیلانی	لاہور	۱۳۹۲ھ
3	انساب الخلافت	سید محمد ابراہیم شاہ	لاہور	۱۹۲۲ء
4	از گلستانِ عجم	ڈاکٹر عبدالحسین زرکوب اردو ترجمہ: مہر نور محمد خاں	اسلام آباد	۱۹۸۵ء
5	اخبار الطوال	احمد داؤد الدینوری اردو ترجمہ: پروفیسر محمد منور مرزا	لاہور	۱۹۶۷ء
6	انقلاب الحقیقت	صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی	لاہور	۱۹۶۷ء
7	انوار الکریم	پروفیسر انیس احمد شیخ	لاہور	۱۹۷۹ء
8	ابن السبیل	پروفیسر انیس احمد شیخ	لاہور	۱۹۸۰ء
9	ارشاداتِ مجدد	میاں جمیل احمد شرقپوری	لاہور	۱۹۸۱ء
10	احوال و آثار سید میر کلالؒ	سید شاہد حامد	راولپنڈی	سن ندارد
11	انیس الطالبین (فارسی)	خواجہ صالح بن مبارک بخاری	لاہور	۱۳۲۳ھ
12	اسرار الاولیاء	عبدالعزیز قریشی	کوٹلی آزاد کشمیر	۱۹۹۳ء
13	احوال و سخنان خواجہ عبیداللہ احرار (فارسی)	عارف نوشاہی	تہران (ایران)	۱۳۸۰ھ
14	برکاتِ علی پور شریف	پیر خیر شاہ امرتسری	امرتسر	۱۳۲۶ھ
15	برکاتِ علی پور شریف	پیر خیر شاہ امرتسری	راولپنڈی	۱۹۶۷ء

16	بزرگانِ لاہور	پیر غلام دستگیر نامی	لاہور	۱۹۶۶ء
17	بزمِ جاناں	صاحبزادہ محمد زبیر الوری	حیدرآباد	۱۹۸۰ء
18	تذکرہ اولیائے پاک و ہند	مرزا محمد اختر دہلوی	لاہور	۱۹۸۶ء
19	تواریخ آئینہ تصوف	شاہ محمد حسن رامپوری	قصور	۱۹۷۱ء
20	تصوف	ڈاکٹر اللہ دتہ کنجاہی	کنجاہ (گجرات)	۱۹۸۰ء
21	تذکرہ شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادیؒ	مولانا ابوالحسن علی ندوی	لکھنؤ (بھارت)	طبع دوم
22	تذکرہ انعاماتِ رحمٰن	مولانا سید عبدالقادر ندوی	لاہور	۱۹۹۲ء
23	تذکرہ رحمانی	شاہ بھولے میاں	کراچی	سن ندارد
24	تفسیر آلایات	ڈاکٹر غلام ربانی	راولپنڈی	۱۹۷۰ء
25	تاریخ پیش رفتِ اسلام	دکتر شہنید خت کامران	اسلام آباد	۱۹۸۵ء
26	تجلیاتِ امام ربانی	اختر شاہجہانپوری	لاہور	۱۹۷۸ء
27	تذکرہ مجدد الف ثانی	محمد منظور نعمانی	لکھنؤ	۱۹۷۰ء
28	تذکرۃ الاولیاء	شیخ فرید الدین عطار	کراچی	۱۹۷۳ء
29	تذکرہ علماء ہند	رحمٰن علی (فارسی) پروفیسر محمد ایوب قادری (اردو ترجمہ)	کراچی	۱۹۶۱ء
30	تذکرہ اولیائے پاک و ہند	ڈاکٹر ظہور الحسن شارب	لاہور	۱۹۸۰ء
31	تذکرہ اولیائے پاک و ہند	مفتی ولی حسن ٹونکوی	کراچی	مطبع سعیدی
32	تاریخ الخلفاء	علامہ جلال الدین سیوطی	کراچی	۱۹۷۶ء
33	تذکرہ نقشبندیہ مجددیہ	محمد حسن نقشبندی بجنوری	لاہور	طبع سوم
34	تذکرہ نقشبندیہ	مولانا نور بخش توکلی	لاہور	۱۹۷۶ء
35	تذکرہ نقشبندیہ خیریہ	محمد صادق قصوری	لاہور	۱۹۸۸ء
36	تاریخِ مشائخ نقشبند	محمد صادق قصوری	لاہور	۲۰۰۳ء

37	جواہر مجددیہ	خواجہ احمد حسین امروہوی	لاہور	نولکشور پریس
38	جمالِ نقشبند	صلاح الدین بی اے	لاہور	۱۳۸۰ھ
39	جامیؔ	علی اصغر حکمت (اردو ترجمہ) عارف نوشاہی	لاہور	۱۹۸۳ء
40	جواہر نقشبندیہ	محمد یوسف نقشبندی	فیصل آباد	۱۹۷۹ء
41	حضرت مجدد الف ثانیؒ	سید زوار حسین شاہ	کراچی	۱۹۷۲ء
42	حضرت مجدد کا نظریہ توحید	ڈاکٹر برہان احمد فاروقی	لاہور	۱۹۷۳ء
43	حضرت مجدد الف ثانی، ایک تحقیقی جائزہ	ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں	حیدرآباد سندھ	سن ندارد
44	حضرت مجدد الف ثانی کے سیاسی مکتوبات	آباد شاہپوری	لاہور	۱۹۷۷ء
45	حیاتِ باقی	سید رشید احمد ارشد	کراچی	۱۹۶۹ء
46	حیاتِ مجدد	پروفیسر محمد فرمان	لاہور	۱۹۵۸ء
47	حدائق الحنفیہ	مولانا فقیر محمد جہلمی	لاہور	۱۹۸۱ء
48	حضرت مجدد اور ان کے ناقدین	شاہ زید ابوالحسن فاروقی (دہلوی)	لاہور	۱۹۸۲ء
49	محسن اعظمؐ اور محسنینؓ	فقیر سید وحید الدین	کراچی	۱۹۷۰ء
50	حیاتِ محی الدین غزنوی	ریاض احمد صمدانی	گوجرانولہ	۱۹۷۸ء
51	حدیقۂ معرفت	حکیم محمد عظیم حجازی	لاہور	سن ندارد
52	حسنات الحرمین	خواجہ محمد عبید اللہ سرہندی۔	لاہور	۱۹۸۳ء
53	خلاصہ مکتوباتِ مجدد الف ثانی	شاہ ہدایت علی جے پوری	لاہور	۱۹۷۲ء
54	خزینۂ کرم	چوہدری نور احمد مقبول	لاہور	۱۹۷۸ء
55	مجددِ اعظم	محمد حلیم	لاہور	۱۹۶۸ء

56	دُرِّ معارف (فارسی)	شاہ رؤف احمد	استانبول (ترکی)	۱۹۷۳ء
57	رسالہ اُنسیہ	حضرت یعقوب چرخی	اسلام آباد	۱۹۸۳ء
58	رسالہ ابدالیہ	حضرت یعقوب چرخی	اسلام آباد	۱۹۷۸ء
59	رسائل نقشبندیہ	علامہ اقبال احمد فاروقی	لاہور	۱۹۸۱ء
60	رسالہ قدسیہ	خواجہ محمد پارسا	اسلام آباد	۱۹۷۵ء
61	رفیق السالکین (فارسی)	ملفوظاتِ سید میر کلالؒ	لاہور	۱۳۲۵ھ
62	رسالہ تہلیلیہ	حضرت مجدد الف ثانیؒ	کراچی	۱۹۶۵ء
63	تعرف	امام ابوبکر بن ابو اسحاق ترجمہ: ڈاکٹر پیر محمد حسن	لاہور	۱۳۹۱ھ
64	زبدۃ المقامات (فارسی)	محمد ہاشم کشمی	استانبول (ترکی)	۱۹۷۷ء
65	سیرت مجدد الف ثانیؒ	پروفیسر محمد مسعود احمد	کراچی	۱۹۸۳ء
66	سفینۃ الاولیاء	داراشکوہ	لاہور	سن ندارد
67	سکینۃ الاولیاء	داراشکوہ	لاہور	۱۹۷۱ء
68	سیرتِ رسولِ عربیؐ	مولانا نور بخش توکلی	کراچی	۱۹۵۷ء
69	سیدی ابوالبرکات	سید محمود احمد رضوی	لاہور	۱۹۷۹ء
70	سیرت الصدیقؓ	مولانا حبیب الرحمٰن خاں شروانی	لاہور	۱۹۷۸ء
71	الصدیقؓ	پروفیسر علی محسن صدیقی	کراچی	۲۰۰۲ء
72	حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنوں اور غیروں کی نظر میں	سید عبدالصبور طارق	لاہور	۱۹۸۶ء
73	فضائل صدیق اکبرؓ	میاں جمیل احمد شرقپوری	شرقپور شریف	سن ندارد
74	سوانح عمری حضرت مجدد الف ثانیؒ	احسان اللہ عباسی	رامپور (بھارت)	۱۹۲۶ء

75	سلسلہ نقشبندیہ خیریہ	پروفیسر خالد امین مخفی الخیری	لاہور	۱۹۸۱ء
76	شواہد النبوت (جامیؒ)	اردو ترجمہ: بشیر حسین ناظم	لاہور	۱۹۷۳ء
77	شرح رباعیات خواجہ باقی باللہ	خواجہ باقی باللہ	کراچی	۱۹۶۷ء
78	شیخ احمد سرہندیؒ	محمد استقلال خاں/محمد اقبال صلاح الدین	لاہور	۱۹۶۸ء
79	شانِ حبیبُ الرحمٰن	مفتی احمد یار خاں نعیمی	گجرات	سن ندارد
80	صدیق اکبرؓ	پروفیسر سید احمد اکبر آبادی	کراچی	۱۹۷۵ء
81	''ضیائے حرم''، ماہنامہ (صدیق اکبرؓ نمبر)	پیر محمد کرم شاہ	لاہور	جون ۱۹۷۹ء
82	کشف المحجوب (فارسی)	داتا علی ہجویریؒ	لاہور	۱۹۷۸ء
83	کشف المحجوب (اردو)	ترجمہ: مولانا ابوالحسناتؒ قادری	لاہور	۱۳۹۶ھ
84	کشف المحجوب (اردو)	ترجمہ: مولوی فیروز الدین	لاہور	طبع دوم
85	کشف المحجوب (اردو)	ترجمہ: بشتر جالندھری	لاہور	۱۹۶۸ء
86	کشف المحجوب (اردو)	ترجمہ: مولانا غلام معین الدین نعیمی	کراچی	۱۹ء
87	مدارج النبوت (شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ)	اردو ترجمہ: شمس بریلوی	کراچی	سن ندارد
88	معیار السلوک	شاہ ہدایت علی جے پوری	کراچی	سن ندارد
89	مکتوبات امام ربانی (فارسی)	حضرت مجدد الف ثانیؒ	استانبول (ترکی)	۱۹۷۷ء
90	مکتوبات امام ربانی (اُردو)	حضرت مجدد الف ثانیؒ	کراچی	۱۹۷۳ء
91	مسلکِ امام ربانی	مولانا محمد سعید نقشبندی	لاہور	۱۹۷۰ء

92	مکتوباتِ خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ	تلخیص و ترجمہ: نسیم احمد امروہوی	لکھنؤ	۱۹۶۰ء
93	مکاتیب شاہ غلام علی دہلوی (فارسی)	حکیم عبدالمجید سیفی	استنبول (ترکی)	۱۹۷۶ء
94	نفحات الانس (جامیؒ)	اردو ترجمہ: شمس بریلوی	کراچی	۱۹۸۲ء
95	حضرات القدس (جلد اول)	علامہ بدرالدین سرہندیؒ	سیالکوٹ	۱۴۰۱ھ
96	حضرات القدس (جلد دوم)	علامہ بدرالدین سرہندیؒ	سیالکوٹ	۱۴۰۲ھ
97	نسمات القدس	خواجہ محمد ہاشم کشمی	سیالکوٹ	۱۴۱۰ھ
98	روضۃ القیومیہ جلد دوم	خواجہ محمد احسان سرہندی	لاہور	۱۹۸۹ء
99	قصرِ عارفاں	مولوی احمد علی چشتی	فیصل آباد	۱۹۸۸ء
100	ہدایت الانسان الی سبیل العرفان	حافظ محمد عبدالکریم	راولپنڈی	۱۹۸۱ء
101	شمیم ولایت	ابومظہر چشتی	لاہور	۱۹۹۳ء
102	تذکرہ حضرت محدث سورتیؒ	خواجہ رضی حیدر	کراچی	۱۹۸۱ء
103	حضرت محدث سورتیؒ اور امام احمد رضاؒ	سید صابر حسین شاہ بخاری	کراچی	۱۹۹۷ء
104	انوار قطب مدینہ	خلیل احمد رانا	لاہور	۱۹۸۷ء
105	مولانا عبدالستار خاں نیازیؒ (حیات، خدمات، تعلیمات)	محمد صادق قصوری	لاہور	۲۰۰۲ء
106	مجاہد ملت کا رُوحانی مقام	محمد صادق قصوری	بُرج کلاں، قصور	۲۰۰۳ء
107	ارشاد رحمانی و فضل یزدانی	مولانا محمد علی مونگیری	لاہور	۱۹۹۶ء
108	مقالات الصوفیہ	شاہ محمد کاظم قلندر/ شاہ تراب علی کاکوروی	لکھنؤ	۱۳۰۱ھ
109	دلی کے بائیس خواجہ	ڈاکٹر ظہور الحسن شارب	لاہور	سن ندارد
110	سیدی ضیاء الدین احمد قادری	محمد عارف ضیائی	لاہور	۱۴۲۶ھ

111	خلافتِ ختم المرسلین ﷺ کی روحانی و مادی جہتیں	نبی احمد لودھی	راولپنڈی	۲۰۱۰ء
112	مقاصد السالکین	خواجہ ضیاء اللہ نقشبندی ترجمہ: صاحبزادہ محمد بدرالسلام صدیقی	جہلم	۲۰۰۵ء
113	آبِ کوثر	مفتی محمد امین	فیصل آباد	۱۱۰۵ھ
114	انمول اقوال زریں	عابد احسان	لاہور	سن ندارد
115	کہے فقیر	سرفراز اے شاہ	لاہور	طبع نہم

☆/☆/☆

قطعہء تاریخِ اشاعت

(از حضرت صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی سیالوی صاحب مدظلہٗ
مونیاں ٹھیکریاں ضلع گجرات)

☆

"فیضِ ربانی اذکارِ نقشبنداں"

۲۰۱۲ء

صادق قصوری کی نئی ارفع کتاب ‌ ‌ ‌ با زیب و زینت ہو گئی جلوہ نما
گنجینہ ہے عرفان وحکمت کا یہ خوب ‌ ‌ ‌ ایمان وایقاں اس سے پائیں گے جلا
اقوالِ پاکیزہ کا ہے یہ انتخاب ‌ ‌ ‌ ہر لفظ اس کا مثلِ نیّر پُر ضیا
خاصانِ حق ہیں اولیائے نقشبند ‌ ‌ ‌ وہم وگماں سے مرتبہ اُن کا ورا
ہے مایہء غفران ان کا تذکرہ ‌ ‌ ‌ اقوال اُن کے رُوح پرور جانفزا
اربابِ حق مسرور ہیں پا کر اسے ‌ ‌ ‌ ان کیلئے ہے چشمہء آبِ شفا
اس کے مصنّف کو خدایا کر عطا ‌ ‌ ‌ اجرِ عظیم اس کاوشِ انمول کا
دائم رہے وہ اس جہاں میں شادماں ‌ ‌ ‌ اس کے مراتب ہوں بلند صبح ومساء

سالِ اشاعت اس کا ہے فیض الامیںؔ
"شیریں لقا نسخہ یہ رنگیں مرحبا"

۲۰۱۲ء

☆/☆/☆

تعارف علوم درسیہ
خطبات محرم
خلفائے راشدین
آیئے قرآن سیکھیں
انوار الحدیث
والضحیٰ پبلی کیشنز